اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیتؑ

شیعہ امامیہ حدیث کی تاریخ

اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیتؑ

عنوان اصلی.............................شیعہ امامیہ حدیث کی تاریخ

عنوان ذیلی...........................عصر ائمہؑ سے شیخ طوسی تک

موضوع.............................علوم حدیث شیعہ امامیہ

تحقیق و نشر.....................اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیتؑ

سال تحقیق.......................................۲۰۱۳

ہدیہ...۴۰۰

بسم الله الرحمن الرحیم

تقدیم واہداء

یہ تحقیق حضرت صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہراؑ کے حضور ہدیہ ہے جنہوں نے اپنے عظیم باپ سرور کائنات سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد اسلامی احکام کی تفسیر اور دفاع کے لیے اقدام فرمایا جس سے تاویل کرنے والوں کے ناطقے قیامت تک بند ہو گئے اور آپؑ نے اپنے طویل متواتر خطبے میں اسلام کے احکام کے فلسفے کو بیان کیا اور ان احکام میں چھپے ہوئے رموز کو آشکار کیا، آپؑ کو اہل بیتؑ کے تعارف میں مرکزی نقطہ قرار دیا گیا، آپؑ کی نسل میں سلسلہ امامت کو قرار دیا گیا اور آپؑ کی تربیت یافتہ اولاد اور نسل نے اسلام کے آئین کو بچانے کے لیے جانوں کے نذرانے پیش کئے ، اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی۔

خلاصہ بحث

یہ تحقیق جو عصر حضور میں تاریخ حدیث؛ شیخ طوسی کے زمانہ تک کے عنوان سے تحریر ہوئی دراصل علوم حدیث کے ماہر اور محقق ،احیاء آثار حدیث جیسے بحار وغیرہ میں ید طولی رکھنے والی علمی شخصیت کی کتاب کا اقتباس ہے جس میں انہوں نے عصر حضور میں ائمہ معصومینؑ سے معارف اسلامی کی تعلیم حاصل کر کے معارف و معالم دین کی نشر واشاعت کرنے والوں کی روش کو پرکھا اور اس کے بعد دشمنان اسلام کی اس میں دسیسہ کاری کی روشوں کی جانچ کاری کی اور ان کے ناپاک عزائم کو ناکام کرنے کے لیے ائمہ اہل بیت اور جلیل القدر علماء و دانشمندوں کی روشوں کو بیان کیا اور یوں یہ اپنی بحث میں نہایت اہم موضوع سے متعلق ہے اور اس میں احادیث سے بکثرت شواہد پیش کئے گئے اور ان کے علمی حوالہ جات کو پیش کیا گیا اور آخر میں شیخ طوسی ، نجاشی اور دیگر ماہرین رجال کی علمی روش اور ان کی کتب رجال کے امتیازات کو بیان کیا ہے ،اس طرح یہ تحریر اپنے باب میں نہایت مفید اور کارآمد ہے اور ان کتابوں سے استفادہ کے لیے اہم معلومات پر مشتمل ہے۔

فہرست مطالب

مقدمہ بحث

خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ؛اس نے انسان کی ہدایت کے لیے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب نازل فرمائی اور اس کی تفسیر اور تبیین کے لیے نبی خاتم اور ان کے برحق جانشینوں کے علوم لدنی کو قرار دیا جس سے علم و دانش نشر عام ہوئی اور عصمت و طہارت کے چشموں سے لوگوں نے بقدر امکان استفادہ کیا اور ہمیشہ انسانیت کی فلاح کے لیے ان کے کلام سے رہنمائی لی جاتی رہے گی۔

علوم حدیث اور اس کی تاریخ کی بحث محققین کے ہاں بہت اہم ہے اس پر فریقین کے بہت سے محققین نے کتب و رسائل تالیف کئے ہیں لیکن اکثر و بیشتر میں دوسروں کی تاریخ حدیث کو زیر بحث لایا گیا اور اپنی تحقیقات کو اتنا نشر نہیں کیا گیا لیکن اپنی تاریخ حدیث پر کام کرنے والوں میں شیخ بہبودی کا نام اور کام نہایت اہمیت کا حامل ہے انہوں نے کتاب بحار الانوار کی ۱۱۰ جلدوں میں تحقیق اور طبع کا اہتمام کیا اور اس پر علمی حواشی تحریر کئے اور رجال و حدیث شیعہ پر بیسیوں تحقیقات پیش کیں ان میں ان کی صحیح الکافی و صحیح التہذیب اور صحیح الفقیہ اپنی مثال آپ ہیں، اتنے تجربات اور وسیع مطالعات کے بعد انہوں نے معرفۃ الحدیث[1] کے عنوان سے کتاب تحریر کی جو اپنے باب میں نہایت عمدہ ہے جیسا کہ اس کی اجمالی فہرست سے معلوم ہوتا ہے انہوں نے نہایت عمدہ انداز میں حدیث ائمہ معصومینؑ کے زمانہ میں فقہاء اور علماء کے امانت دار ہاتھوں نشر ہوئی پھر اس میں غالیوں اور خیانت کاروں کی دسیسہ کاری کی بدولت علماء

---

[1] ۔ معرفۃ الحدیث و تاریخ نشرہ و تدوینہ و ثقافتہ عند الشیعۃ مولفہ شیخ محمد باقر بہبودی مطبوعہ دار الھادی للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت ۱۴۲۷ = ۲۰۰۶م

اعلام نے علم رجال پر کام کیا اور اس میں شیخ طوسی کی رجال و فہرست اور رجال کشی اور فہرست نجاشی جو اب بھی اس علم میں شیعہ امامیہ کی علمی میراث شمار ہوتی ہیں محقق نے بہت بہترین طریقہ سے ان کی علمی روش کو بیان کیا اور اس کے شواہد و قرائن بھی پیش کئے ہیں۔

ہم نے اس کے اقتباس کو پیش کرنے کا ارارہ کرلیا اور اس کے فوائد سے استفادہ کرنے کی کوشش کی، لیکن اس کے ساتھ احادیث کی تخریج اور ذیلی عناوین اور حوالہ جات کے علمی معیار کو برقرار رکھنے کے لیے جدید طباعتوں کا التزام کیا بلکہ مختلف عناوین سے علمی بیانات اور حواشی کا تدارک بھی کیا ہے جس سے اس کتاب کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ خدا کرے ہمیں اس کی تکمیل کی توفیق ہو اور اس سے بہتر انداز میں استفادہ ہو۔

[قرآن کریم؛منشاعلوم اسلامی]

قران کریم بلند ترین سند ہے جسے خدا کی کتاب کے طور پر مسلمانوں نے حاصل کیا اور قرآن کریم انسان کی علمی اور عملی زندگی کی تربیت کی رسالت پر مشتمل ہے تاکہ وہ آخرت کی فوز وکامیابی سے ہمکنار ہو تو نبی اکرم ﷺ کی سنت قرآن کریم کی بینات کی محکم ترین شرح اور آپ کی سیرت قران کے معارف اور احکام کو سمجھنے میں مفید ہے۔

جب اسلام دعوت پھیلی اور مسلمانوں نے شرق و غرب کی امتوں پر غلبہ پایا اور قرآن و سنت کی روشنی معاشروں میں پھیلی تو روشن فکر لوگ جذب ہوئے اور انہوں نے قرآن کے اسرار و معارف کو سمجھنے کی کوشش کی اور سنت کے معالم کو سیکھا اور اس کی شریعت کو دلوں پر حکومت کرتے دیکھا تو انہوں نے ابتداء میں عربی زبان کو سیکھنے کا ارادہ کیا اور اس کے اصول و قوانین کو جانا، اللہ تعالی نے ان کی ہدایت کی اور عربی لغت کے قواعد اور ادبیات پر مشتمل علوم صرف و نحو وجود میں آگئے وہ عربی زبان سمجھنے کا وسیلہ بنے پھر ان روشن فکر افراد نے بلاغت کے اسرار اور فصاحت کی منہج کو دیکھا اور قرآن کریم کے اعجاز بیان کو جاننا چاہا تو علم معانی و بیان [ص٦] اور بدیع وجود میں آگیا اس تحقیق کے دوران اور قرآن کے معارف میں غور و فکر کرتے ہوئے اور قرآن کریم کے مشرکین سے مقابلہ کرتے ہوئے علم کلام و تفسیر و تاویل وجود میں آیا اور بعض مبانی فقہ اور اس کے قواعد واصول اور بعض مسائل تربیت واخلاق حاصل ہوگئے ور طبیعی ہے کہ وہ اپنی اس ثقافت میں نبی اکرم ﷺ سے منقول سنت اور سیرت سے مدد لیتے اور جو آپ کے ایام جوانی سے ایام بعثت تک اور پھر ہجرت و حکومت و غزوات سب پر مشتمل ہے تو اس سے علم سیر اور مغازی و اسلامی معاشرہ کے ادارہ کرنے کے

میزان حاصل ہوگئے اس کے کچھ دیر بعد علم حدیث اور اس کے صحیح و ضعیف کی جستجو پیش آئی جب ان میں تعارض واختلاف ظاہر ہوا جو امت اسلامی میں موجود تھا۔

[ابتدائی دور کی مشکلات]

ان کے نزدیک اصل مشکل یہ تھی کہ اس علمی میراث کے حامل امت عرب نہ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے اور نہ ہی وہ مسائل اور مشکلات کی تحلیل اور صحیح وضعیف میں تمیز کی قدرت رکھتے تھے اکثر اوقات وہ قبیلہ کے مشائخ اور روساء کی تقلید اور تعصب کی بدولت پیروی کرتے تھے۔

جس دور میں روم و عجم سے تعلق رکھنے والے موالی عرب معارف قرآن اور معالم سنت میں فکر کررہے تھے جبکہ ان کی زبان عجمی تھی یا وہ اسے امی افراد سے سنتے تھے جن کو معرفت نہیں تھی یا آپس میں بحث کرتے تھے قبل اس کے کہ ان کی زبان کی ادبیات کو سیکھیں اور اس کے قواعد و ضوابط سے آشنا ہوں اور حقیقت و مجاز میں فرق کریں یا تشبیہ واستعارہ کی شرائط سے آگاہ ہوں اور لغز و کنایہ اور ایہام وغیرہ اسرار کی کیفیت کو سمجھیں۔

اس عرصہ میں حق و باطل امت کے پہلے متفکرین میں خلط ہو گیا۔ وہ فہم قرآن و سنت میں اور تفسیر و تاویل کی حقیقت میں غوطہ زن ہوئے اور اپنی ناآشنائی کی بدولت یہود و نصاری کی ردی چیزوں سے مدد لینے لگے اور اپنی وہم و خیال کے مطابق حقائق ایمان کی تاویل کرنے لگے اور فقہ کے قواعد کی اپنے سمجھ کے مطابق تاسیس کرنے لگے حالانکہ ان کے نظریات اور آراء میں بہت کچھ لغزشیں تھیں اور ان کے خیالات میں شک وتردید پائی جاتی تھی اور ان کی روایات اور احادیث میں اختلافات تھے جنہیں صدر اول میں عامہ نے ائمہ سمجھ لیا اور ان کی روشوں کی پیروی کرنے لگے جس سے عدول نہیں کرتے اور ان کے نوشتہ جات سے تجاوز نہیں کرتے۔

[ابن عباس کا نماز قصر ہونے میں فتوی]

اب آؤ ہم نماز و حج کے مسائل میں سے دو مسئلوں کا مطالعہ کرتے ہیں جو ان کے درمیان رائج تھے اور اس سے ان کی درایت و بصیرت کا پیمانہ جانچ لیں۔ بخاری نے صحیح میں باب تقصیر کی روایات میں عکرمہ کے واسطہ سے ابن عباس سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ انیس دن تک ٹھہرے اور قصر پڑھتے رہے پس جب ہم انیس دن سفر کریں تو قصر کریں اور اگر زیادہ ٹھہریں تو نماز پوری پڑھیں۔ اور صحیح بخاری باب فتح مکہ کے زمانہ میں نبی اکرم ﷺ کا وہاں ٹھہرنا؛ اس میں عکرمہ کے واسطہ سے ابن عباس سے روایت کی نبی اکرم ﷺ مکہ میں انیس دن ٹھہرے اور دو رکعت پڑھتے تھے۔

اس کے بعد عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں انیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے اور ابن عباس نے کہا: ہم انیس دن وں کے درمیان قصر کرتے ہیں اور جب زیادہ ٹھہریں تو نماز پوری پڑھیں۔

تو یہ حبر امت ہیں اور ان کی سیرت نبی اکرم ﷺ سے آشنائی کی حقیقت، وہ فرماتے ہیں ہم ویسا کریں گے جیسا نبی اکرم ﷺ نے اپنے سفر میں کیا حالانکہ اس بیان میں نہ سیرت کو سمجھا گیا اور نہ سنت کی درایت پائی جاتی ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ مکہ میں عنوہ و فتح کے عنوان سے وارد ہوئے اس میں اقامت کا ارادہ نہیں رکھتے تھے نہ دس دن اور نہ اس سے زیادہ اس لیے مکہ کی بلند جگہ قبّہ و خیمہ لگانے کا حکم دیا وہاں سے آتے جاتے اگر اس میں تین دن سے زیادہ اقامت کرنا چاہتے تو آپ ﷺ کی ہجرت ختم ہو جاتی۔

اس لیے خود نبی اکرم ﷺ نے حجۃالوداع میں حکم دیا کہ ان کا قبہ وادی ابطح میں لگایا جائے اور مکہ میں صرف طواف یا بعض ضروریات کے لیے جائیں گے اور وہ تین دن ہیں جو مہاجر کو ہجرت کے بعد وہاں اقامت کی اجازت ہے اس لیے مسلم نے صحیح میں باب بنایا مکہ سے ہجرت کرجانے والے کے لیے حج و عمرہ کے بعد تین دن مکہ میں ٹھہرنا جائز ہے نہ زیادہ اور کئی

سندوں سے علاء بن حضرمی سے روایت کی میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا فرمایا: مہاجر کے لیے ہجرت کے بعد مک ہمیں صرف تین دن ٹھہرنا جائز ہے گویا فرمایا: اس سے زیادہ نہ ٹھہرے۔

جب یہ حبر امت کے فتوی کی ارزش ہے جس پر وہ ان لفظوں میں عمل کرتے ہیں کہ ہم انیس دن کے مابین قصر کریں گے جب اس سے زیادہ ٹھہریں تو پوری پڑھیں تو انس بن مالک کے اس فتوی کی کیا حقیقت ہو گی جو کہا: ہم مدینہ سے مکہ کی طرف نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پلٹ آئے، ان سے کہا گیا: تم مکہ میں کچھ ٹھہرے؟ کہا: ہم دس دن وہاں ٹھہرے۔

توان کے عمل رسول ﷺ کے درک سے ظاہر ہے کہ دس دن اقامت کے باوجود قصر واجب ہے؛ جیسے نبی اکرم ﷺ نے قصر کی حالانکہ نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں دس دن پے در پے اور مسلسل نہیں ٹھہرے آپ احرام باندھ کر ذی الحجہ کی پانچ کو وارد ہوئے طواف و سعی کی اور مہاجرین و انصار نے بھی طواف و سعی کی پھر نبی اکرم ﷺ اپنے احرام میں اور اصحاب احرام کھول کر فقط تین دن ٹھہرے اور ترویہ کے دن منی کی طرف چلے اور عرفات پہنچے اور وہاں سے مکہ سے آئے اور نبی اکرم ﷺ نے طواف نساء کیا اور سعی نہیں کی اور اصحاب نے طواف زیارت حج کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر منی گئے اور ان ایام میں سب نماز قصر پڑھتے تھے کیونکہ وہ مسافر تھے۔

تو مسافر نماز قصر کرتا ہے جب کسی جگہ دس دن مسلسل ٹھہرنے کا قصد نہ ہو کہ وہ عاکف ہے اور وہ مقیم کے حکم میں ہے پس جب وہ اس جگہ سے چلے یا بغیر قصد کے ٹھہرے کسی ضرورت کے پورا ہونے کا انتظار ہو تو روزہ نہیں رکھے اور نماز تیس دن تک تردد کی حالت میں ٹھہرے تو

قصر ہی پڑھے اور تیس دن کے بعد عاکف اور مقیم کے حکم میں ہو جائے گا چاہے یا نہ چاہے اور نماز و روزہ پورا کرے اور اس کے لیے روزہ اعتکاف کی اجازت ہے [۲]۔

حضرت موسیٰؑ کے تیس رات تک میقات پورے نہیں تھے کیونکہ انہوں نے دس دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی بلکہ گمان تھا کہ تین دن بعد خدا تعالی انہیں تختیاں دے دے اور جب اس طرح تیس دن گزر گئے تو تیس کے بعد دس دن میں میقات کامل ہوئی اور اللہ تعالی نے ان سے کلام کیا۔

[حبر امت حضرت ابن عباسؓ کا حج میں عجیب فتوی]

اس سے بڑھ کر شدید ابن عباس کا حج کے بارے میں فتوی ہے فرمایا: جب جمرہ کو پتھر مار لو تو عورتوں کے سوا ہر چیز حلال ہے ایک شخص نے کہا: اے ابن عباس! خوشبو؟ کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے سر مسک سے لیپ کیا ہے تو کیا وہ خوشبو نہیں ؟! اور امام صادقؑ سے منقول ہے فرمایا: ابن عباس سے سوال کیا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگائی ؟ کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ طواف کعبہ سے پہلے مسک سے اپنے سر کو لیپ کیا۔

ابن عباس اس بات کو نقل کرتے اور صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں اس کا فتوی دیتے اور اس پر وہ اور دوسرے لوگ عمل کرتے بغیر اس کے کہ وہ یہ بات سمجھیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حج کیا بغیر عمرہ تمتع کے اور آپ نے مکہ آتے ہوئے ذی الحجہ کے پانچویں دن جو کعبہ کا طواف کیا جبکہ آپ کے سر پر خوشبو تھی تو وہ طواف زیارت تھا اور اس کے بعد صفا و مروہ میں سعی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے انجام دیا اور وہ طواف جو آپ نے نحر کے دن کعبہ کے گرد انجام

---

[۲] سورہ اعراف ۱۴۲۔

دیا وہ طواف نساء تھا جسے بعض طواف وداع کا نام دیتے ہیں اور وہ طواف ہے جس کے بعد سعی نہیں جیسا کہ خدا تعالی نے حکم دیا: [۳]

یقینی بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کی طرف آئے جبکہ آپ نے رمی جمرہ کرلی اور اپنے دست مبارک سے چھیاسٹھ قربانیاں نحر کیں اپنی عمر کے سالوں کے مطابق پھر سر منڈوایا اس کے وقت سوائے عورتوں کے باقی سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام سے حرام ہوئیں اس لیے سر کو مہندی اور مسک سے لیپ کرنا جائز ہوا پھر آپ کعبہ کی طرف گئے اور طواف نساء کیا تاکہ وہ بھی حلال ہوں اور ظاہر ہے کہ اس وقت لیپ کا مقصد اس سال شدید گرمی اور اس کی حرارت سے بچاؤ کے لیے تھا۔

اس بناء پر حبر امت کا فتوی جب تم جمرہ کو پتھر مار لو سوائے عورتوں کے سب کچھ حلال ہے خالص تاریکی ہے اور ان کا اس بات پر نبی اکرم ﷺ کے طواف کعبہ سے پہلے سر پر مہندی و مسک کا لیپ کرنے کی طرف نسبت دینا دوہری تاریکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کعبہ کی طرف جانے سے پہلے سر کا لیپ کیا لیکن اس وقت رمی جمرہ کر چکے اور قربانی بھی انجام دی اور سر بھی منڈوالیا تھا نہ یہ کہ صرف رمی جمرہ کے بعد ایسا کیا یہ ان کے پاس یقینی ہے۔

ترمذی نے سنن میں کہا: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب وغیرہ میں اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ احرام باندھنے والا جب قربانی والے دن جمرہ کو رمی کرلے اور قربانی ذبح کر چکے اور سر منڈوا لے یا ناخن اتارے تو سوائے عورتوں کے سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو حالت احرام میں حرام ہوئی تھیں یہ شافعی ، احمد اور اسحاق کا قول ہے اور عمر بن خطاب سے منقول ہے کہ سوائے عورتوں اور خوشبو کے سب حلال ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ وغیرہ میں بعض اہل علم کا نظریہ ہے اور اہل کوفہ بھی یہی کہتے ہیں۔

---

[۳]۔ سورہ حج ۲۹۔

لیکن جب حبر امت عبداللہ بن عباس یوں خطاب کریں جب تم جمرہ کو رمی کرلو تو سوائے عورتوں کے سب حلال ہے اور حاجیوں سے مخاطب ہو جنہوں نے عمرہ سے حج تمتع کیا جیسے حجۃ الوداع میں اصحاب نبی اکرم ﷺ نے کیا تو اس کی اور ان کی تاریکی زیادہ ہو جاتی ہے کہ عمرہ سے حج کی طرف تمتع کرنے والا اس کے لیے مشعر سے منی لوٹنے اور جمرہ عقبہ کو رمی کرنے اور قربانی کرنے پھر سر منڈوانے اور طواف و سعی کے بعد عورتوں کے سوا سب حلال ہوتی ہیں نہ طواف کعبہ سے پہلے کہ طواف کعبہ جو مکہ میں وارد ہونے کے دن کیا تھا وہ عمرکہ طواف تھا۔

اس بناء پر صحابہ اور تابعین کی آراء مختلف ہوئیں اور ان کے اختلاف سے نماز و روزہ اور حج وغیرہ سب ابواب میں فقہاء کے فتاوی مختلف ہوگئے اس میں سنن ترمذی کو دیکھنا ہی کافی ہے انہوں نے اختلاف روایات کے بعد علماء کے اختلافات کو بیان کیا ہے کہ ایک عالم ایک حدیث کو لیتا ہے اور دوسرا دوسری کو پسند کرتا ہے تو کس طرح ان کی حدیث اور فقاہت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے جبکہ ہم ان کی خطا کو جان چکے ہیں اور اس کے نبی اکرم ﷺ کے دیکھنے اور آپ ﷺ کی سیرت کا مشاہدہ کرنے پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کر سکتے ہیں۔

پس جب عہد اول میں حدیث کا مدار یہ ہے تو اس کے بعد ان کے مصیبت میں گرنے اور فتنہ غلات و زندقہ میں پڑنے کے بعد ہم کیسے چشم بستہ اس پر اعتماد کریں کہ وہ فتنہ پرداز اپنی ضلالت کو ان کی کتابوں میں دسیسہ کرتے اور امت کو اپنی اہواء و گمراہی کی طرف کھینچنا چاہتے تھے۔

[دشمنان اسلام کا لبادہ پہن کر سازشیں کرنا]

اور جب حکومت شرق و غرب مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور روم شرق کے بلاد فتح ہوئے نصرانی زعماء و روساء نے دیکھا کہ سلام اپنی صفات اور اہل ایمان کی قدرت سے ایسا طوفان بن چکا ہے کہ کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی وہ مفتوح اقوام کے دلوں میں جاگزین ہو رہا ہے اوان کے

عقائد اور ضمیر میں سمارہا ہے اس طرح وہ ان کے مذہب وحکومت کو ریشہ کن کردے گا بلکہ ان کی زبان بھی بدل دے گا تو وانہوں نے آپس میں مشورہ کے بعد یہ حیلہ کیا کہ اپنے عمال کو مسلمانوں کے شہروں میں قاریوں اور فقہاء اور عرفاء کے نام سے بھیجا جو شک و شبہات ڈال کر اور جھوٹ و خیالات اور باطل وخرافات کی ترویج کر کے اختلافات بڑھا کر جوان اور بوڑھے افراد کو گمراہ کریں۔

[دشمنان اسلام کی جعلکاروں کے موضوعات]

کبھی وہ جبر و قدر کے مسائل کو ہوا دیتے اور اختیار وآزمائش کی مشکلات اور تشبیہ و تعطیل کی پیچیدگی کو رواج دیتے اور اس میں جھوٹی حدیثیں جعل کرتے اور کبھی ان کی ترویج میں اور کبھی ان کے نقد و نقض میں ایسا کرتے اور کبھی وہ قرآن کے نزول اور جمع وتدوین کے بارے میں سوال کرتے اور اس دوران وہ تحریف کا شبہ وارد کرتے اور کبھی مسلمانوں کو قرآن کریم کی آیات میں خود فکر کرنے سے ڈراتے اور کبھی انہیں ان کی تلاوت اور حفظ اور تجوید وترتیل کی شب وروز ترغیب دلاتے۔

اور کبھی خرافات پر مشتمل معجزات جعل کرتے اور ان قصہ گو افراد کے ذریعہ ان کو نشر عام کرتے یا ان کو غافل مشائخ کی حدیثوں میں دسیسہ کاری کرتے اور کبھی نمازیں جعل کرتے اور عرفانی دعائیں بناتے اور ان پر عمل کرنے والوں کو جعلی ثواب کی بشارت دیتے اور کبھی آسمان وزمین کی خلقت اور شمس و قمر اور کواکب کی معرفت اور بادل و طوفان اور بارشوں کی تکوین اور چاند و سورج گرہن اور زلزلہ بننے سے متعلق جعلی احادیث بیان کرتے اور یہ سب سابقہ امتوں کے خیالات ہیں ان سب میں مجوسیوں کے روساء نے ان کی موافقت کی جو مسلمانوں کو ان کے دین سے گمراہ کرنا چاہتے تھے اور وہ اپنی آراء اور نظریات کو ان میں نشر کرنا چاہتے تھے یہ سب اپنا لوہا منوانے کے لیے تھا اس کے علاوہ ان کا کوئی مقصد نہیں تھا۔

[شیعہ علمی مرکز «کوفہ» میں غالیوں کا نفوذ]

اس کے بعد جب شیعہ عراق میں ظاہر ہوئے اور کوفہ میں ان کا علمی مرکز قائم ہوا تو ان زندیقوں نے شیعہ کا لبادہ پہن کر کوفہ میں ٹھکانہ بنالیا اور غلو و تفویض کی احادیث کو ان میں جعل کرنے لگے کہ جس نے اپنے امام کو پہچان لیا وہ جو چاہے کرے اور شیعوں کے گناہ قیامت کے دن اہل سنت کے کندھوں پر ہونگے اور اہل سنت کی نیکیاں شیعہ کو دی جائیں گی تو شیعہ دوسروں کی نیکیوں سے جنت میں اور اہل سنت دوسروں کے گناہوں سے جہنم میں جائیں گے۔

جب ان کی دسیسہ کاری شیعہ میں پھیلنے لگی تو ائمہ معصومینؑ نے انہیں غالیوں کے مکر و فریب سے ڈرایا تو اہل علم و دانش نے ان کی جعلی حدیثوں کو پس پشت پھینک دیا اور ان میں سے سوائے ان بعض کے کچھ نہ بچا جن سے بعض مشائخ نے دھوکہ کھایا جو ان کی جعل و تسویل سے فتنہ میں پڑ چکے۔

[سید مرتضی کی تحقیق]

غالی اور زندیق دو قسمیں ایک ذہنیت کے دو عنوان ہیں سید مرتضی (۳۵۵-۴۳۶) نے اپنی امالی میں طویل فصل عنوان کی جس میں ان کا تعارف کرایا اور امت کو ان کی جعلکاریوں سے ڈرایا وہ اپنے بعض کلام میں فرماتے ہیں: [جیسے زمانہ جاہلیت میں اور اسلام سے پہلے اور اس کی ابتداء میں دہریہ منکرین خدا اور مشرکین جو غیر خدا کی عبادت کرتے تھے اور اپنے رازق کو چھوڑ کر غیروں سے رزق کی بھیک مانگنے جاتے تھے خدا نے ان کی مثالیں قرآن میں دیں اور ان پر واضح دلیلوں کے ذریعہ حجت تمام کی ان کے بعد ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے اپنی جان و مال کے ڈر سے شعار اسلام کا اظہار کرتے ہوئے زندیقوں

، ملحدوں اور کفار و مشرکین کی روش پر قائم رہی وہ اسلام کی شان و شوکت کی وجہ سے بد باطن کااعلان تو نہیں کر سکتے[۴]].

لیکن ان کی مصیبت اسلام اور اہل اسلام پر جاہلیت کے مشرکین سے زیادہ تھی کیونکہ وہ دین میں دغل بازی کرتے ہوئے مستضعفین اور کمزور ایمان افراد پر اسلام کی حقیقی تصویر کو خراب کر کے پیش کرتے ... جیسے عبدالکریم بن ابی العوجاء سے منقول ہے کہ جب محمد بن سلیمان (جو منصور کی طرف سے کوفہ کا والی تھا) نے اسے پکڑا اور قتل کے لیے پیش کیا جب اسے موت کا یقین ہو گیا تو وہ کہنے لگا: اگر تم مجھے قتل بھی کر دو تو میں نے تمہاری حدیثوں میں چار ہزار رجھوٹی اور مصنوعی وایتیں ڈالی دی ہیں[۵]۔

---

[۴]۔ربط کلام کے لیے اس حصہ کو نقل کیا۔

[۵]۔ الغرر والدرر (الامالی سید مرتضی) ،اص۷ ۱۲؛ اور اس بات کی تائید دیگر منابع میں بھی موجود ہے جیسا کہ طبری نے حوادث ۱۵۵ھ میں تفصیل سے لکھا: إنَّ والی الکوفة محمّد بن سلیمان، کان قد حبس عبد الکریم بن أبی العوجاء علی الزندقة، فکثر شفعاؤه عند الخلیفة المنصور، ولم یتکلّم فیه إلاّ ظنین متّهم، فکتب إلی محمّد بن سلیمان بالکفّ عنه إلی أن یأتیه رأیه، وکان ابن أبی العوجاء قد أرسل إلی محمّد یسأله أن یؤخّره ثلاثة أیام ویعطیه مائة ألف، فلما ذکر لمحمّد أمر بقتله، فلما أیقن أنه مقتول قال:(أما واللّه لئن قتلتمونی، لقد وضعت أربعة آلاف حدیث أُحرِّم فیه الحلال وأُحِلُّ فیه الحرام، واللّه لقد فطَّرتکم یوم صومکم، وصوّمتکم فی یوم فطرکم) تاریخ طبری ط.اِور با۳/۶ ۳۷۶،وط لیدن ۶ ص۲۹۹، تاریخ کامل ابن اثیر ۶/ ۳، تاریخ ابن کثیر ۱۰/ ۱۱۳ میزان الاعتدال، ذہبی ط. دار احیاء الکتب العربیة، تحقیق علی محمد بجاوی ۲/ ۶۴۴. لسان المیزان ابن حجر میں اس کا تفصیلی تعارف ہے۔

[مورخین کی تفصیل]

یہ واقعہ جسے سید مرتضی اشارہ کیا طبری نے اس واقعہ کو اپنی تاریخ میں اور ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اور ذہبی نے میران الاعتدال میں اور ابن حجر نے لسان المیران[۶] میں تفصیل سے لکھا اور اس قصہ کے ذیل میں تصریح کی... جب محمد بن سلیمان نے ابن ابی العوجاء کو کوفہ میں پکڑا [تو مدینتہ السلام بغداد میں اس کی شفاعت و سفارش کرنے والے بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور ابو جعفر منصور سے اس کو چھوڑنے کا اصرار کرنے لگے تو اس نے اس سے رکنے کا حکم دیا جب تک اس کی قطعی رائے پہنچے تو ابن ابی العوجاء نے ابو الجبار جو ابو جعفر اور ابن سلیمان کے خواص میں سے تھا کہا: اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دے تو ایک لاکھ دوں گا اور تجھے اتنے دوں گا تو اس نے محمد سے بات کی تو اس نے کہا: خدا کی قسم! میں اسے بھول رہا تھا تو نے مجھے یاد دلا دیا جب جمعہ سے لوٹوں تو مجھے یاد دلانا واپسی پر اس نے یاد دلایا تو اس نے اسے بلا کر گردن مارنے کا حکم دیا[۷]] جب اسے موت کا یقین ہو گیا تو کہنے لگا: خدا کی قسم! اگر تم مجھے قتل کر دو تو میں نے چار ہزار روایتیں ایسی بنا ڈالی ہیں جن سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے خدا کی قسم! میں نے تمہیں روزے کے دن افطار اور افطار کے دن روزہ رکھوایا، اور اس کی گردن اڑادی گئی۔

[ماہ رمضان کے تیس ہونے کی روایات اور شیخ صدوق کا ان سے دفاع]

افسوس کہ اس طرح روزے کے متعلق روایات عامہ سے زیادہ ادھر ہیں جنہیں مختلف سندوں سے نقل کیا گیا جن میں سے کچھ کلینی م۳۲۹ھ نے کافی میں لکھیں بہت سی شیخ

---

[۶]۔ تاریخ طبری ۸ ص ۸۴ ط دار التعارف، تاریخ کامل ۴ ص ۷، میزان الاعتدال ۲ ص ۶۴۴ و لسان المیزان ۴ ص ۵۱۔

[۷]۔ واقعہ کی وضاحت کے لیے زائد بیان کو اصل مصدر سے [ ] میں ذکر کیا۔

صدوق م۳۸۱ھ نے اپنی کتابوں میں درج کیں اور فقیہ میں ان کو نقل کرنے کے بعد یہ بیان دیا: جو ان روایات کی مخالفت کرے اور ان کے مخالف عامہ کی روایات کے مطابق احادیث کا قائل ہو تو اس سے اسیطرح تقیہ کیا جائے جس طرح عامہ سے تقیہ کیا جاتا ہے اور اس سے صرف بطور تقیہ بات کی جائے چاہے جو بھی ہو مگر یہ کہ وہ رشد و ہدایت کا طلبگار ہو تو اسے ہدایت دی جائے اور اسے بیان کیا جائے کیونکہ بدعت کا ذکر چھوڑ دینے سے وہ مٹ جاتی ہے اور خدا کی قوت کے سوا کوئی طاقت کارساز نہیں ہے۔

اور خصال میں بھی ماہ رمضان کے تیس دن ہونے کی نو عدد روایات نقل کرنے کے بعد لکھا: شیعہ مذہب اور ان میں اہل بصیرت کا نظریہ یہ ہے کہ ماہ رمضان تیس دن سے کبھی کم نہیں ہوتا اور اس بارے میں روایات قرآن کے مطابق اور عامہ کے مخالف ہیں تو کمزور شیعہ میں سے جو ان روایات کو لیتے ہیں جو عامہ کے مطابق تقیہ کے تحت صادر ہوئیں کہ ماہ رمضان کم ہو سکتا ہے تو اس سے اسیطرح تقیہ کیا جائے جس طرح عامہ سے تقیہ کیا جاتا ہے اور اس سے صرف اسی طرح بات کی جائے جس طرح عامہ سے بات کی جاتی ہے اور خدا کی قوت کے سوا کوئی طاقت کارساز نہیں ہے۔

جو رسالہ سید مرتضی علم الھدی م۴۳۶ نے ماہ رمضان کے تیس دن ہونے کے قائلین کی ردّ میں لکھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ صدوق نے ایک رسالہ لکھا اسے حماد بن علی فارسی کی طرف بھیجا جس میں جنیدیہ کی ردّ میں تحریر کیا اور اس میں اس نظریہ کی تائید کی کہ تمام مہینوں میں ایک کامل اور دوسرا ناقص ہوتا ہے اور اس میں ان تمام روایات کو جمع کر دیا تھا۔

[سید ابن طاووس کا نظریہ شیخ صدوق کی روایات کو جمع کرنا]

اس طرح ان روایات کو کثرت سے سید رضی الدین ابن طاووس م ۶۶۴ھ نے کتاب اقبال الاعمال میں جمع کیا کچھ ص ۵و۶[8] میں اور کچھ ص ۱۴ میں نقل کیں اور آخر میں فرمایا:[9] (میں نے دو روایتیں نقل کیں ایک عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے جس میں دو دفاتر کے برابر طویل شرح ذکر ہے اس لیے اس کو ذکر کر کے کلام کو طول نہیں دیتے، وہ اس نے امام صادقؑ سے نقل کی اس میں مہینے کی ابتداء کو حساب سے جاننے کا بیان ہے)۔

[راوی کا حال]

اور سید ابن طاووس یہ بھول گئے کہ یہ عبداللہ بن معاویہ ہاشمی[10] ان جھوٹی باتوں کا راوی زندیقوں میں سے ہے اور اس کے ساتھی ابن ابی العوجاء جیسے زندیق ہیں ابو نعیم نے تاریخ میں

---

[8]۔ ط محققہ اص ۳۳-۳۷ باب ۲۔

[9]۔ الاقبال بالاعمال اص ۶۱ ط محققہ مطبوعہ دفتر تبلیغات اسلامی قم۔

[10]۔ اقبال الأعمال ۱۶. عمدۃ الطالب ۳۸ اس میں ہے کہ وہ ہراۃ میں سنۃ ۱۸۳ھ تک قید رہا اور اس کی وہاں قبر ہے، الفصول الفخریۃ (فارسی) ۹۶. مقاتل الطالبیین ۱۶، الغیبۃ ۵۰۷. تاریخ الفخری ۱۳۸. الأغانی ۱۱: ۶۸. ذکر إخبار إصبہان ۲: ۴۲. المقالات والفرق ۳۹ و ۴۲ و ۴۴ و ۱۷۸. فرق الشیعۃ ۳۲ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۹. مروج الذہب ۳: ۲۴۳. البحار ۴۷: ۲۹۳. منتہی المقال ۱۸۳. الفخری فی إنساب الطالبیین ۱۹۲. المجدی فی إنساب الطالبیین ۲۹۷. تاریخ الطبری ۵: ۵۹۹. الکامل فی التاریخ ۵: ۳۲۴ و ۳۷۰. تاریخ ابن خلدون ۳: ۱۲۱. مقالات الاسلامیین ۱: ۶۷. زہر الآداب ۱: ۱۲۴. لسان المیزان ۳: ۳۶۳. الأعلام ۴: ۱۳۹. تاریخ گزیدہ (فارسی) ۲۹۸ اس میں ہے کہ مہدی عباسی کے زمانے میں اس نے خروج کیا اور اس نے موت تک قید کر دیا، الفرق بین الفرق ۱۵۰. المعارف ۹۰. خطط المقریزی ۲: ۳۵۳. سرح العیون ۱۹۳. الملل والنحل ۱: ۲۶، الفایق فی رواۃ واصحاب الامام الصادقؑ، عبد الحسین شبستری، ط مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین، قم، ۱۴۱۸ھ و ۲ص ۳۱۰-۳۱۱ ن ۲۰۰۱ میں ہے:...الهاشمی،الكوفی، المعروف بالطالبی. محدث عرف بسوء السيرة ورداءة المذهب، رموه بالزندقة وسفك الدماء، وكان فارسا شجاعا، شاعرا، ثائرا. خرج على السلطة الأموية بالكوفة فی أيام يزيد الناقص ومروان الحمار، ودعا الى نفسه وعظم أمره وتبعه خلق من الناس، وملك بلاد

کہا: عبداللہ بن عماویہ مدائن آیا اور اس پر مروان بن محمد کے زمانہ میں غلبہ پایا اور اس کے ساتھ ابو جعفر منصور دوانیقی تھا وہ ۱۲۸ سے ۱۲۹ کے آخر تک رہا پھر خراسان بھاگ گیا اور اسے ابو مسلم نے جیل میں ڈال دیا اور وہ ۱۳۱ھ میں جیل میں فوت ہوا۔ اور ابن حزم نے ملل و نحل میں کہا: عبداللہ بن معاویہ ردی الدین تھا اور اس کی تعطیل کا قائل تھا اور دھریہ کے ساتھ رہتا تھا۔

ابو الفرج نے اغانی میں اس کا عنوان دیا اور پھر کہا: اسے زندیق ہونے سے نسبت دی جاتی ہے اور وہ مروان کے آخری دنوں میں کوفہ میں خارج ہوا پھر وہاں سے جبل کی طرف چلا گیا پھر وہاں سے خراسان گیا اور اسے ابو مسلم نے پکڑ کر قتل کر دیا اور ابو الفرج نے آغانی میں کہا اور اسی طرح مقاتل الطالبیین میں بھی کہا عمارہ بن حمزہ کو زندیق ہونے کی نسبت دی جاتی اور عبداللہ بن معاویہ اس سے خط و کتابت کرتا تھا۔

اور اس کا ایک ساتھی مطیع بن ایاس معروف تھا جو زندیق اور مابون تھا اور اس کا دوسرا ندیم بقلی کے عنوان سے پہچانا جاتا وہ کہتا انسان سبزی کی طرح ہے جب مر جائے تو لوٹتا نہیں اسے منصور نے قتل کیا جب اسے خلافت ملی اور یہ تینوں اس کے خواص تھے اور اس کا ایک سپاہی تھا جسے قیس کہا جاتا اور وہ دہریہ تھا وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتا اور اس میں معروف تھارات کو نکلتا اور جسے پاتا اسے قتل کر دیتا تھا۔

الجبل وبقى الى سنة ١٢٩، وكان قد قدم الى اصبهان سنة ١٢٨ متغلبا عليها ومعه المنصور الدوانيقى. كان الدوانيقى عامله على ايزج (وهى ناحية بين اصبهان وخوزستان)، وفى سنة ١٢٩ هرب من اصبهان الى خراسان، ولم يزل طويلا حتى القى القبض عليه أبو مسلم الخراسانى وسجنه بهراة، ثم أمر بقتله خنقا وهو فى السجن سنة ١٢٩، وقيل سنة ١٣١. هناك فرقة كانت تنسب إليه وكانت تدعى بالمعاوية والجناحية نسبة الى جده جعفر ذى الجناحين.

تبصرہ: یہ احادیث دوسری صدی کے آخر میں مشہور ہوئیں اور ان پر پانچویں صدی تک ہمارے بعض اصحاب نے عمل کیا اور وہ ان کے تواتر سے دھوکہ کھاتے یہاں تک کہ محمد بن مسعود عیاشی م ۳۲۰ نے کتاب لکھے چکے جس میں ان کی ردّ کی جو چاند دیکھنے سے پہلے افطار کریں یا روزہ رکھیں جیسا کہ فہرست نجاشی ص ۳۵۲ اور طوسی ص ۳۱۹ میں ہے۔

[ابن قولویہ اور ابن داود قمی کا ان روایات میں اختلاف رائے اور کتابیں]

سب سے پہلے جس نے ان احادیث کے دفاع میں کتاب لکھی وہ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ م ۳۶۸ ہیں جیسا کہ نجاشی نے اپنی فہرست میں تصریح کی اور ابن طاووس نے اقبال میں ذکر کیا اس پر اس وقت کے شیخ طائفہ شیعہ ابو الحسن محمد بن احمد بن داود قمی م ۳۷۸ نے ردّ کی اور اس کا نام الردّ علی ابن قولویہ فی الصیام رکھا اور کی بھی نجاشی نے تصریح کی ہے اور جب ابو القاسم ابن قولویہ کو وہی ردّیہ ملا تو انہوں نے اپنی کتاب کی تائید اور اس جواب کا جواب دینے کے لیے کتاب العدد فی شہر رمضان لکھی جیسا کہ نجاشی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

[شیخ مفید کی دونوں طرف کتابیں]

اس کے بعد شیخ مفید م ۴۱۳ آئے تو انہوں نے جوانی میں لمح البرہان لکھی اور جو لوگ اس قول کے تازہ ایجاد ہونے کے قائل تھے اور اس کے قائلین کو کم سمجھتے تھے ان پر طعن کیا ان کے الفاظ یہ ہیں: اس کے جھوٹ پر یہ دلیل ہے کہ ہمارے زمانہ کے فقہاء اور یہ سال ۳۶۳ ہے اور اس کے راوی اور فضلاء اگرچہ ہر زمانہ کی نسبت کم ہیں لیکن وہ اس پر اتفاق رکھتے ہیں اور اس پر دینداری کرتے ہیں اور اس کے صحیح ہونے کا فتوی دیتے ہیں جیسے ہمارے سید اور شیخ شریف زکی ابو محمد حسینی م ۳۵۸ اور ہمارے شیخ ثقہ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ خدا ان کی تائید کرے م ۳۶۸ اور ہمارے شیخ فقیہ ابو جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن بابویہ ۳۸۱ اور

ہمارے شیخ ابو عبداللہ حسین بن علی بن حسین خداان دونوں کی تائید کرے اور ہمارے شیخ ابو محمد ہارون بن موسی تلعکبری م ۳۸۵ خداان کی تائید کرے۔

لیکن شیخ مفید بعد میں اس نظریہ سے اپنی کتاب مصابیح النور میں پلٹ گئے اور ابو الحسن بن داود قمی م ۳۷۸ کے قول کی تائید کی کہ ماہ رمضان دیگر مہینوں کی طرح کم اور زیادہ ہوتا ہے"۔

اور سید ابن طاووس نے کہا میں نے شیخ محمد بن علی کراجکی م ۴۴۹ کی تصنیف دیکھی جو انہوں نے ابتداء میں لکھی اور اس میں ابو قولویہ کے نظریہ کو اپنایا کہ ماہ رمضان ہمیشہ تیس دن ہوتا ہے پھر ان کی دوسری تصنیف دیکھی جسے الکافی فی الاستدلال کا نام دیا اس میں ان کا ردّ کیا جو کہتے ہیں کہ ماہ رمضان تیس سے کم نہیں ہوتا اور اپنے سابقہ نظریہ سے معذرت کرلی۔

اور محدثین میں سے آخر میں جس نے اس کا انکار کیا وہ ہمارے شیخ ابو جعفر طوسی م ۴۶۰ھ ہیں انہوں نے کتاب تہذیب الاحکام میں اس کا ردّ کیا اور اس کے بعد یہ قول ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا جیسا کہ سید رضی الدین ابن طاووس ۶۶۴ نے اس کا اعتراف کرلیا اور کہا: جان لو کہ ہمارے اصحاب ماہ رمضان کے بارے میں اختلاف رکھتے تھے کیا ممکن ہے کہ وہ انتیس دن کا ہو یا ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے وہ اس سے پہلے اختلاف رکھتے تھے لیکن اب میں نے کسی کو نہیں پایا جنہیں دیکھا یا اپنے زمانہ میں اس کے بارے میں سنا اگرچہ اسے دیکھا نہ ہو کہ وہ نظریہ رکھتا ہو کہ ماہ رمضان میں کمی نہیں ہوسکتی بلکہ وہ دوسرے مہینوں کی طرح ہے۔

[البیرونی کا نظریہ باطل پر بہترین ردّ]

ان روایات کو سب سے عمدہ بلند پایہ ماہر نجوم ابو ریحان البیرونی[۲]م ۴۳۰ھ نے انکار کیا جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحار میں اسے نقل کیا ہے[۳]: نجوم شناس اور مورخین چاند دیکھ کر مہینہ کی

---

[۱]۔ اقبال الاعمال ص۵ و۶ ط قدیمہ اور ط محققہ ا ص۳۵-۳۷ ؛اسی طرح شیخ مفید کا رسالہ عددیہ ایسی روایات کی رد میں معروف ہے۔

[۱۲]۔ابو ریحان البیرونی علوم و فنون میں ماہر اور معروف شخصیت ہیں ویل ڈورانٹ نے قصہ حضارہ ص ۴۶۱۴ میں انہیں شیعہ قرار دیا اور خود البیرونی نے ۱۸ ذی الحجہ کے دن (روز غدیر اور اعلان ولایت امام علیؑ) کو اہل اسلام کی بڑی عید قرار دیا (ممّا استعمله اهل الاسلام من الأعیاد؛الآثار الباقية فی القرون الخالية ،ص ۳۳۴،ترجمة الآثار الباقية ص ۳۹۵، الغدیر ج ۱ ص ۲۶۷) اور عاشوراء کے واقعہ کربلا کو ذکر کرنے کے بعد اس دن بنوامیہ کی خوشی منانے اور شیعہ کے غمگین ہونے کا تذکرہ کیا: فأمّا بنو أمية، فقد لبسوا فيه ما تجدّد، وتزيّنوا، واكتحلوا، وعيّدوا، وأقاموا الولائم والضيافات، وأطعموا الحلاوات والطّيّبات، وجرى الرسم فى العامّة على ذلک أيّام ملكهم، وبقى فيهم بعد زواله عنهم.وأمّا الشيعة، فإنّهم ينوحون ويبكون، أسفا لقتل سيد الشهداء فيه(الكنى والألقاب ج ۱ ص ۴۳۱، وراجع: الحضارة الإسلامية فى القرن الرابع الهجرى ج ۱ ص ۱۳۷ والآثار الباقية، بیرونی ط اِور با ص ۳۲۹) مزید حالات زندگی کے لیے ملاحظہ ہو: اللباب ۱: ۱۹۷، عیون الأنباء: ۴۵۹، الأعلام ۵: ۳۱۴، معجم الادباء ۱۷: ۱۸۰ان ۶۲، تاریخ مختصر الدول: ۱۸۶، روضات الجنات ۷: ۱۵۱ ۳ن ۶۶۹، الذریعة ۱: ۵۰۷ن ۲۵۰۱،الحديقة الهلالية شرح دعاء الهلال من الصحيفة السّجّاديّة، شیخ محمّد بن حسین عاملی؛معروف: شیخ بہائی، ۱۰۳۰ھ، تحقیق: سید موسوی خراسانی، ط مؤسسة آل البيتؑ لأحياء التراث، قم، صفحہ ۸۶۔

[۱۳]۔ بحار الانوار الجامعة لدرر إخبار الائمة الاطهارؑ، علامہ محمد باقر مجلسی، ط ۳، مؤسسة الوفاء بیروت، ۱۴۰۳ھ = ۱۹۸۳م، ج ۵۴ ص ۲۲۹ میں البیرونی کا تعارف کرایا اور یہ عبارت ج ۵۵ ص ۳۵۴-۳۵۵ میں نقل کی: يبتدؤن بالشهر من عند رؤية الهلال، وكذلک شرع فى الاسلام كما قال الله تعالى (ويسألونک عن الاهلة قل هى مواقيت للناس والحج) ثم نبتت نابتة ونجمت ناجمة وتبغت فرقة جاهلية فنظروا إلى أخذهم بالتأويل وميلهم إلى اليهود والنصارى، فإن لهم جداول وحسابات يستخرجون بها شهورهم ويعرفون منها صيامهم والمسلمون مضطرون إلى رؤية الهلال، ووحدوهم شاكين فيه مختلفين مقلدين بعضهم بعضا بعد استفراغهم أقضى الوسع فى تأمل مواضعه وتفحص مواقعه، ثم رجعوا إلى أصحاب الهيئة فألفوا زيجاتهم وكتبهم مفتتحة بمعرفة أوائل ما يراد من شهور العرب بصنوف الحسابات وأنواع الجداول، فظنوا أنها معمولة لرؤية الاهلة، وأخذوا بعضها ونسبوه إلى جعفر الصادق عليه السلام وأنه سر من أسرار النبوة، وتلک الحسابات مبنية على حركات النيرين الوسطى دون المعدلة، ومعمولة على عد سنة القمر ثلاثمائة وأربعة وخمسين يوما وخمس وسدس وأن ستة أشهر من السنة تامة وستة

ابتداء کرتے ہیں اس طرح اسلام کا طریقہ ہے جس طرح خدا نے چاند کے بارے میں فرمایا: لوگ آپ سے چاند کے (گھٹنے بڑھنے کے) بارے میں پوچھتے ہیں، کہدیجیے: یہ لوگوں کے لیے اور حج کے اوقات کے تعین کا ذریعہ ہے"[۱۴]۔

پھر ایک فرقہ جاہلی پیدا ہوا، انہوں نے یہود و نصاری کی طرف میلان پیدا کیا انہوں نے جدول و حساب بنالیے جن سے مہینہ اور روزہ کو معین کرتے[۱۵] حالانکہ مسلمان چاند دیکھنے پر مجبور ہیں۔

پھر وہ گروہ علم ہیئت جاننے والوں کی طرف پلٹا، ان کے زیج[۱۶] و کتب کو دیکھا جن میں مہینوں کی ابتداء لکھی تھی مختلف حسابات اور جداول کے ذریعہ تو انہوں نے گمان کیا کہ یہ چاند دیکھنے

ناقصة، وأن كل ناقص منها فهو تال لتام على ما عمل عليه فی الزيجات فلما قصدوا استخراج أول الصوم وأول الفطر بها خرجت قبل الواجب بيوم فی أغلب الاحوال...ص۳۵۷: وقد قرأت فيما قرأت من الاخبار أن أبا جعفر محمد بن سليمان عامل الكوفة من جهة المنصور حبس عبد الكريم بن أبی العوجاء و هو خال معن بن زائدة وكان من المانوية، فكثر شفعاؤه بمدينة السلام وألحوا على المنصور حتى كتب إلى محمد بالكف عنه، وكان عبد الكريم يتوقع ورود الكتاب فی معناه، فقال لابی الجبار وكان منقطعا إليه: إن أخرنی الامير ثلاثة أيام فله مائة ألف درهم. فأعلم أبو الجبار محمدا فقال: ذكرتنيه وكنت نسيته، فإذا انصرفت من الجمعة فاذكرنيه. فلما انصرف ذكره إياه فدعا به فأمر بضرب عنقه، فلما أيقن أنه مقتول قال: أما والله لئن قتلتمونی لقد وضعت أربعة آلاف حديث احرم فيها الحلال واحل به الحرام، ولقد فطرتكم فی يوم صومكم، وصومتكم فی يوم فطركم. ثم ضربت عنقه وورد الكتاب فی معناه بعده، وما أحق هذا الرجل الملحد بأن يكون متولى هذا التأويل الذی ذهبوا إليه وأصله (انتهى)۔

[۱۴]۔ سورہ بقرہ ۱۸۹۔

[۱۵]۔ جیسا کہ حیاۃ الحیوان دمیری کے حاشیہ میں مطبوعہ کتاب عجائب المخلوقات اص ۱۲۰ میں ان جدولوں کی تصاویر ہیں۔

کے لیے بنائی گئی ہیں اور ان میں سے بعض کو لے لیا[۱۱] اور اسے امام جعفر صادق۔علیہ صلوات الرحمٰن ۔کی طرف نسبت دے دی اور اسے نبیوں کے اسرار میں سے قرار دیا جبکہ یہ حساب چاند سورج کی وسطی حرکات پر مبنی ہیں نہ حرکات معتدلہ پر، اور یہ حساب قمری سال کے ۳۵۴ دن اور دن کے پانچویں و چھٹے حصے پر مشتمل ہے اور اس پر کہ سال کے چھ مہینے کامل اور چھ ناقص ہونے ہیں اور ان کیلینڈروں کے مطابق ہر ناقص ماہ تام مہینہ کے بعد آتا ہے جب انہوں نے روزے کی ابتداء اور فطر کی ابتداء نکالنے کا قصد کیا تو اکثر حالتوں میں واجب سے ایک دن پہلے نکل آیا۔

(اور طویل کلام میں ذکر کیا کہ رویت ہلال کسی ایک طریقہ سے نہیں ہوسکتی کیونکہ چاند کی حرکت اور عروض بلدان مختلف ہیں اور زمین سے چاند کا قرب و بعد اور شمال و جنوب میں صعود و ہبوط وغیرہ اور آخر میں کہا:

میں نے اخبار میں منصور کے کوفہ کے عامل محمد بن سلیمان کے بارے میں پڑھا ہے کہ اس نے عبدالکریم ابن ابی العوجاء کو قید کیا اور وہ معن بن زائدہ کا ماموں تھا اور مانویہ میں سے تھا تو بغداد میں اس کے بہت سے سفارشی پیدا ہوگئے اور منصور سے اصرار کرنے لگے یہاں تک کہ اس نے محمد کو لکھا کہ اس سے رک جائے اور عبدالکریم کو انتظار تھا کہ اس کے بارے میں کوئی خط آئے گا تو اس نے ابوالجبار سے کہا وہ اس کا خاص شخص تھا کہ اگر امیر مجھے تین دن چھوڑ دے تو اس کے لیے ہزار درہم ہونگے تو ابوالجبار نے محمد کو اس کی خبر دی تو اس نے کہا: [ص۲۰] تم نے مجھے یاد دلایا میں تو بھول چکا تھا پس جب میں جمعہ سے لوٹوں تو مجھے یاد دلانا جب لوٹا اور اسے یاد دلایا تو اس نے اس کو بلایا اور اس کی گردن مارنے کا حکم دیا جب اسے

---

[۱۱]۔ علم فلکیات کے کیلینڈر، جیسا کہ آج کل جنتریوں اور ان کے نیک نحس کا رواج ہے؛ تَقْوِیمٌ فَلَکِیٌّ، ephemeris۔

یقین ہو گیا کہ اسے قتل کیا جائے تو اس نے کہا: خدا کی قسم اگر تم مجھ قتل کر دو تو میں نے چار ہزار حدیثیں بنائی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا پس میں نے تمہارے روزے کے دن تمہیں افطار کرایا اور تمہارے افطار کے دن تمہیں روزہ رکھایا پھر اس کی گردن مار دی گئی اور اس کے بعد اس کے بارے میں خط پہنچا کتنا زیادہ یہ ملحد شخص ایسی تاویل کا متولی و سرپرست ہونے کا سزاوار ہے جس کے وہ قائل ہوگئے ہیں۔

ہم نے اس بحث کو طول دیا اور اس پر طویل حاشیہ کی گنجائش تھی جسے ہم نے چھوڑ دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم فقہ کے مسائل میں سے ایک مسئلہ میں غالیوں کا حملہ جان سکیں جو ہمارے اصحاب اور شیوخ پر ان کی قلموں کا رسوخ مخفی رہا تو ہم پر اس ماحول کا جاننا ضروری ہے جس کی وجہ سے غالیوں کو اتنی تزویر اور دسیسہ کاری کا موقع ملا کہ ان میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ چار ہزار حدیثیں حلال و حرام کو خراب کرنے کے لیے دسیسہ کر کے چھوڑ گیا اور انہیں حدیث کی جامع کتابوں میں انڈیل دیا اور دو صدیاں بلکہ اس سے زیادہ عرصہ تک ہمارے مشائخ اس کے دھوکہ کو نہ پہچان سکے۔

اس بحث سے نتیجہ نکلتا ہے کہ فقط سند کے صحیح ہونے پر اعتماد کرنا صحیح ہے اور نہ ہی روایات کے قریب الفاظ کے تواتر پر بھروسہ رہتا ہے بلکہ لازم ہے کہ ہم حقیقت کو ہر ممکن طریقہ سے جاننے کی کوشش کریں اور کسی حدیث کی شہرت سے دھوکہ نہ کھائیں اور نہ ہی اس پر فتوی دینے والوں کی کثرت اور نہ اس کو اپنی کتابوں میں نقل کرنے والوں کی کثرت کو معیار بنائیں خدا مدد کرنے والا ہے۔ محمد باقر بہبودی ۱۴۲۵ھ۔

[کتابت حدیث سے منع اور اس خلاء کو پر کرنے کا طریقہ]

پھر مقدمہ کے عنوان سے لکھا: کافی عرصہ تک نبی اکرم ﷺ کی حدیث صحابہ اور تابعین کے سینوں میں محفوظ ہوتی رہی جو ایک سو تیس سال کا عرصہ ہے وہ کس وجہ سے حدیث لکھنے اور تدوین کرنے اور اس کو لکھ کر محفوظ کرنے سے گھبراتے تھے اور پھر اس کے بعد وہ کس وجہ سے اس کو لکھ کر محفوظ کرنے لگے ؟اس مصیبت سے پردہ اٹھانا نہیں چاہتا اور یہ بحث بہت دلخراش ہے ہم تو قارئین کی توجہ ان مصائب کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی سنت اور احادیث پر جعل و دسیسہ کاری کی صورت میں وارد ہوئے۔

پس اگر امت اسلامی ابتداء سے اور نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سنت کو لکھنے اور حدیث کو صحیفوں میں تحریر کرنے کی عادی ہوتی تو اتنا تضاد اور تناقض نہ ہوتا جو ہم احادیث میں دیکھتے ہیں اگر صحابہ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اور تدوین شدہ اصول و کتابیں ہوتیں تو فتنوں اور سیاستوں کی آگ خاموش ہونے کے بعد امت اسلامی کے لیے ممکن ہوتا کہ وہ ان تدوین شدہ صحیفوں کو دیکھتے اور ان سے حق و حقیقت کو پا لیتے۔

لیکن شیعہ امامیہ کا کتابخانہ چونکہ اس تاریک دور کے بعد وجود میں آیا تو ان کی میراث علمی اس مصیبت سے بری ہے وہ ابتداء سے ہی اپنی احادیث کو لکھتے اور اپنی علمی میراث کو چھپا کر محفوظ کرتے اور انہیں صحیفوں میں محفوظ کرتے تھے ان کا نام بعد میں اصول اربع ماۃ ہوا اور جب ان کا معاملہ پھیل گیا اور غالیوں اور زندیقوں نے ان کے مذہب پر حملہ کیا تو ان کے زعماء اور روساء ضعیف راویوں کو دھتکار کر اور زندیقوں اور غالیوں کو ذلیل و خوار کر کے اپنے حوزہ

کا دفاع کرتے تھے اور انہیں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں تھی جیسا کہ ہم امام رضا کے زمانہ سے اپنے قدیم اصحاب کے بارے میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

اور جو طریقہ ہمارے متاخرین نے جمال الدین بن طاووس م ۶۷۳ ھ کے زمانہ سے چلا تو وہ کوئی جدید طریقہ نہیں جو انہوں نے ایجاد کیا ہو بلکہ وہ تو ہمارے بھائیوں علماء سنت کی ایجاد ہے جب وہ دوسری صدی ہجری میں اس خلاء کو پر کرنا چاہتے تھے ان میں سب سے مقدم حسن بن ابی الحسن بصری م ۱۱۰ ہے اور عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی شامی م ۱۵۷ اور شعبہ بن حجاج عتکی واسطی ۱۶۰ اور سفیان بن سعید ثوری کوفی م ۱۶۱ اور ابو عوانہ لیثی بصری م ۱۷۶ اور مالک بن انس مدنی م ۱۷۹ اور وکیع بن جراح رواسی کوفی م ۱۹۶ اور اس طریقہ کے نتیجہ میں کتاب صحیح محمد بن اسماعیل بخاری م ۲۵۶ اور کتاب صحیح مسلم بن حجاج قشیری م ۲۶۱ اور مستدرک حاکم نیشاپوری م ۴۰۵ حالانکہ ہم ان میں بہت کچھ عجیب و غریب دیکھتے ہیں جو خرافات اور متنا قض روایات اور کتاب وسنت کے مخالف ہیں۔

تو جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس طریقہ کو ایجاد کرنے والے اپنے سنت اور صحاح کی تہذیب میں کامیاب نہیں ہو سکے حالانکہ وہ اس کو ایجاد کرنے والے تھے اور اس کی حقیقت اور اس کے قانون سے اچھی طرح واقف اور اس پر غلبہ رکھتے تھے تو ہم ان کی پیروی کر کے اور ان کی روش کو لیکر کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں اس لیے ہم اپنے متقدمین کو دیکھتے ہیں کہ وہ اس طریقہ کی پرواہ نہیں کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ناکام ہونے والا ہے اور اس کی طرف میلان نہیں رکھتے تھے کہ وہ خلاء کو پر کرنے والا نہیں ہے اور غالیوں اور زندیقوں کے مکر کا جواب نہیں ہو سکتا۔

[حماد بن عیسی کی صحیحہ روایت کا متن]

اگر یہ باتیں تمہیں سنگین لگتی ہیں تو آئیں اس طریقہ کی ناکامی کو دیکھتے ہیں اور ایک روایت کی بحث کرتے ہیں جس کے صحیح ہونے کی انہوں نے تصریح کی ہے اور وہ حماد بن عیسی جہنی کی

نماز کے آداب اور طریقہ کے بارے میں صحیح کہی جانے والی روایت ہے سب نے اسے اپنی کتابوں اور سالات عملیہ میں لکھا اور اس پر عمل کیا اور اس پر اعتماد کیا ان میں شیخ و عماد جمال الدین ابو منصور حسن بن زین الدین شہید ثانی م ۱۰۱۱ ہیں انہوں نے اپنی کتاب منتقی الجمان فی الاحادیث الصحاح و الحسان ا ص ۱۵۴ باب نماز کا طریقہ اور اس کے افعال میں اسے صحی کی علامت سے بیان کیا یعنی یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ماہرین رجال میں سے دو کی گواہی سے عادل ہیں جبکہ یہ مشہور کے خلاف ہے کہ وہ حدیث کو صحیح سمجھنے کے لیے ایک رجالی کی تعدیل کو کافی سمجھتے ہیں انہوں نے کہا: اسے ان راویوں نے حماد بن عیسی سے نقل کیا:

ایک دن امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اے حماد کیا تو اچھی طرح نماز پڑھ سکتا ہے ؟ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: اے میرے سید و سردار ! مجھے حریز کی نماز کے بارے میں کتاب حفظ ہے فرمایا: نہیں ایسا نہیں اٹھو اور نماز پڑھو راوی کا بیان ہے میں اٹھا اور آپ کے سامنے قبلہ رو ہوا اور نماز شروع کی اور رکوع سجود کیئے تو فرمایا: اے حماد ! تو اچھی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا ایک شخص کے لیے کتنا قبیح اور برا ہے کہ اس پر ساٹھ ستر سال گزر جائیں اور وہ ایک نماز اس کی تمام حدود و شرائط کے ساتھ نہ پڑھ سکے حماد کا کہنا ہے مجھے بہت ذلت محسوس ہوئی اور میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں مجھے نماز سکھایئے [۱۷]۔

---

[۱۷] ۔ الکافی ۳ ص ۳۱۱ و ط محققہ ٦ ص ۱۴۱ ان ۸۷۹۴؛ التہذیب، ج ۲، ص ۸۱، ح ۳۰۱، از کلینی. الأمالی صدوق، ص ۴۱۳، مجلس ٦۴، ح ۱۳، از پدر خود از علیّ بن إبراہیم، اور آخر میں اضافہ ہے. الفقیہ، ج ۱، ص ۳۰۰، ح ۹۱۵، آز حمّاد بن عیسی، اور آخری دو میں کچھ اختلاف ہے؛ الوافی، ج ۸، ص ۸۳۵، ح ۷۲۰۹؛ الوسائل، ج ۵، ص ۴٦۱، ح ۷۰۷۷ و ۷۰۷۸.

[مذکورہ متن کے جعلی ہونے کے دلائل]

لیکن جب ہم اس حدیث کی سند اور متن کو اس طریقہ سے دیکھتے ہیں جو ہمارے متقدمین نے قائم کیا تو اسے جھوٹا جعلی اور دسیسہ کاری شدہ پاتے ہیں اور اس کے جعلی ہونے پر بہت سے دلائل ہیں جن میں سے ہم یہاں بعض کو ذکر کرتے ہیں :

۱) ابوالحسین احمد بن عباس ابن نجاشی نے فہرست میں کہا: حماد بن عیسی کا کہنا ہے میں نے امام صادق سے ستر حدیثیں سنیں پھر میں اس میں شک کیا یہاں تک کہ ان میں سے بیس پر انحصار کیا یہ بیس حدیثیں وہ ہیں جنہیں قرب الاسناد میں ہم دیکھتے ہیں ان سب کو حمیری نے عبیدی اور حسن بن ظریف اور علی بن اسماعیل کے واسطہ سے حماد بن عیسی جہنی سے نقل کیا جن میں یہ روایت نہیں جو اس نے امام صادق سے نقل کیا جب ان کی روایات امام صادق سے ان بیس میں منحصر ہیں اور ان میں یہ روایت نہیں تو اس کا جعلی ہونا یقینی ہے۔

۲) حماد بن عیسی نے ۲۰۹ میں وفات پائی جب کہ ان کی عمر ستر سے کچھ سال اوپر تھی اس کو ابو عمرو کشی نے بیان کیا اور ان سے شیخ ابو جعفر طوسی نے نقل کیا اور اس پر ابن داود حلی نے بھی رجال میں نص قائم کی تو حماد کی پیدائش تقریبا ۱۳۵ھ میں وہئی اور امام صادق کی وفات ۱۴۸ کے وقت ان کی عمر صرف تیرہ چودہ سال تھی تو جب وہ اس کم عمر میں امام سے ملے تو امام ایک لڑکے کو فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے لیے کتنا قبیح ہے کہ ساٹھ ستر سال گزر جائیں اور وہ ایک نماز کامل نہ پڑھ سکے۔

۳) حماد بن عیسی جہنی نے حزیر کی کتاب نماز کو نقل کیا اور ہمارے اصحاب نے حریز کی کتاب کو صرف حماد بن عیسی سے نقل کیا اور حماد نے امام صادقؑ سے عرض کی: اے سید و سردار مجھے حریز کی کتاب نماز یاد ہے تو امام نے اس کے دعوی کو پرواہ نہیں کی اور فرمایا اٹھو اور کھڑے ہو کر نماز پڑھو تو حماد نے امام کے سامنے بہترین

آداب کے ساتھ نماز پڑھی ہوگی جو اس نے حریز کی کتاب سے یاد کی ہوئی تھی ہم حریز کی نماز کے بارے میں روایات کو دیکھتے ہیں جو حماد بن عیسی نے نقل کی ہیں ان میں وہی آداب ہیں جو اس حدیث میں ہیں بلکہ اس سے بہتر اور کامل آداب ذکر ہیں تو جب حماد کو وہ آداب یاد ہیں بلکہ ان سے کامل و بہتر یاد ہیں تو امام کیسے اسے رد کرتے ہیں کہ اے حماد تو ایک نماز سیدھی نہیں پڑھ سکتا کتنا قبیح ہے کہ ایک شخص پر ساٹھ ستر سال گزر جائیں اور وہ ایک نماز کامل نہ پڑھ سکے۔

[نتیجہ کلام]

اے کریم پڑھنے والے ! تو جامد قواعد اور تاریک قوانین پر اعتماد کرنا صحیح نہیں ہے کہ ہم کہیں جب فلاں فلان سے روایت کرے تو حدیث صحیح ہے بلکہ لازم ہے کہ ہم حدیث کے متن و سند کے ایک ایک لفظ کا دقت سے مطالعہ کریں جس طرح ہمارے متقدمین کا طریقہ تھا کہ وہ خود دیکھ چکے تھے کہ خیانت کرنے والوں نے کس طرح ان کی میراث سے بازی کی اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ کس طرف سے مصیبت آئیں تو جب انہوں نے دیکھا اور ہم غائب تھے تو وہ اس مصیبت اور اس کے علاج کو ہم سے زیادہ بہتر جانتے تھے اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کے طریقہ کی پیروی کریں اس سے تجاوز نہ کریں میں خدائے عزیز و حمید سے امید کرتا ہوں کہ مجھے اس کتاب کی فصلوں میں اس مبارک روش اور طریقہ کی تصویر کشی کی توفیق دے وہی توفیق دینے والا ہے۔ محمد باقر بہبودی ۱۴۰۳ھ۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے اور تمام تعریفیں دو جہانوں کے پالنے والے کے لیے ہیں اور درود و سلام حضرت محمد اور آپ کی معصوم آل پر۔ان صحیفوں میں تاریخ حدیث کی تصویر کشی کی گئی ہے اس کی ابتداء سے نشر و اشاعت اور تدوین تک تمام زمانوں میں اس میں فقہ و دین کے افراد کو دیکھیں گے جو اپنی دانش اور شعور کی بناء پر اہل بیتؑ سے حدیث سنتے ہیں اور اس کی بحث کرتے ہیں اور اپنے معاشروں میں اس کی نشر و اشاعت کرتے ہیں اور اپنے

علاقوں سے زندیقوں اور خیانت کار غالیوں کو دور کرتے ہیں اس طرح ہمیں حق و حقیقت مل جاتی ہے اور صحیح اور غلط میں بصیرت کے ساتھ امتیاز ہو جاتا ہے اور خدا تعالی حقیقت کی ہدایت دینے والا ہے۔

حدیث کی تاریخ اور ثقافت

میرے بندوں میں بہت کم شکر کرنے والے

(لوگ ایک ہی دین (فطرت) پر تھے، (ان میں اختلاف رونما ہوا) تو اللہ نے بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور کا فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور ان میں اختلاف بھی ان لوگوں نے کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی حالانکہ ان کے پاس صریح نشانیاں آچکی تھیں، یہ صرف اس لیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے، پس اللہ نے اپنے اذن سے ایمان لانے والوں کو اس امر حق کا راستہ دکھایا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے)[۱۸]۔

اور خدا تعالی کے حکم اتحاد (اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو واضح دلائل آجانے کے بعد بٹ گئے اور اختلاف کا شکار ہوئے اور ایسے لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہوگا)[۱۹] کے باوجود امت اسلامی اپنے نبی پاک ﷺ کے بعد اختلاف کا شکار ہوگئی جبکہ ان کے پاس بینات اور ہدایت موجود تھی اور وہ آپس میں جھگڑتے ہوئے الٹے لوٹ گئے اپنی آراء اور خواہشات سے حکم لگانے لگے (وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے سوائے ان کے جن پر آپ کے پروردگار نے رحم فرمایا

---

[۱۸]۔ سورہ بقرہ آیت ۲۱۳۔

[۱۹]۔ سورہ آل عمران ۱۰۵۔

ہے اور اسی کے لیے تو اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے اور تیرے رب کا وہ فیصلہ پورا ہو گیا (جس میں فرمایا تھا) کہ میں جہنم کو ضرور بالضرور جنات اور انسانوں سب سے بھر دوں گا)[۲۰]۔

[حدیث ثقلین میں] ہدایت واضح ہونے کے بعد

صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے نقل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ہم میں مکہ و مدینہ کے درمیان خم نامی چشمہ پر خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے خدا کی حمد و ثناء اور ہمیں وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا: اما بعد! اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے کہ خدا کا پیغام لانے والا میرے پاس آئے اور میں اسے لبیک کہوں تو میں تم میں دو گران قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے اس میں ہدایت اور نور ہے تو خدا کی کتاب کو لے لو اور اس سے تمسک کرو اور میرے اہل بیت اور میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کی یاد دلاتا ہوں[۲۱]۔

---

[۲۰]۔ سورہ ہ، غ ۱۱۸-۱۱۹۔

[۲۱]۔ صحیح مسلم ۴ص ۱۸۷۳، ن ۲۴۰۸ یہ متن درج ذیل مصادر میں ہے: مسند احمد (۳۶۶/۴، ن ۱۹۲۸۵)، سنن دارمی (۵۲۴/۲، ن ۳۳۱۶)، سنن عبد بن حمید (ص ۱۱۴، ن ۲۶۵) سنن ابن خزیمۃ (۶۲/۴، ن ۲۳۵۷)، سنن ابن حبان (۳۳۰/۱، ن ۱۲۳)، مستدرک حاکم (۱۶۰/۳، ن ۴۷۱۱)، (۱۱۸/۳، ن ۴۵۷۷)، (۶۱۳/۳، ن ۶۲۷۲). سنن بیہقی (۱۴۸/۲، ن ۲۶۷۹). اس حدیث کو متواتر سندوں سے نقل کیا گیا جن کی تفصیل ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذکر کی ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے: حدیث زید بن ثابت: معجم طبرانی (۱۵۴/۵، ن ۴۹۲۳). حدیث زید بن ارقم: معجم طبرانی (۱۶۹/۵، ن ۴۹۸۰) مستدرک حاکم (۱۶۰/۳ ن ۴۷۱۱) اور اس نے کہا: صحیح الاسناد علی شرط الشیخین. حدیث ابی سعید۔: مصنف ابن ابی شیبۃ (۱۳۳/۶، ن ۳۰۰۸۱)، طبقات ابن سعد (۱۹۴/۲)، مسند احمد (۱۷/۳، ن ۱۱۱۴۷)، مسند ابو یعلی (۲۹۷/۲، ن ۱۰۲۱). حدیث ابی الطفیل از حذیفہ بن اسید؛ معجم کبیر طبرانی (۶۷/۳، ن ۲۶۸۳) ہیثمی نے مجمع الزوائد (۳۶۳/۱۰) میں کہا: طبرانی نے دو سندوں سے نقل کیا ان میں زید بن الحسن الانماطی ہے اس کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا وار باقی سب راوی رجال الصحیح ہیں اور دوسری بھی اسی طرح ہے اس میں نصر بن عبد الرحمٰن الوشاء ہے اور وہ ثقہ ہے الحلیۃ ابو نعیم (۳۵۵/۱)، تاریخ بغداد خطیب (۴۴۲/۸).

اور احمد بن حنبل نے مسند ۳ص ۱۴ میں ابو سعید خدری سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو گران قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک دوسری سے بڑی ہے کتاب خدا وہ آسمان سے زمین کی طرف پھیلائی ہوئی مضبوط رسی ہے اور میری عترت اہل بیت کہ وہ کبھی جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر پہنچ جائیں۔

نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں قربانی کے دن فرمایا: اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا اور میرے بعد کفار کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم ایکدوسرے کی گردنیں مارتے رہو میں تم میں وہ چھوڑ رہا ہوں کہ اس کے ہوتے ہوئے تم گمراہ نہ ہوگے؛کتاب خدا...[22].

اور احمد نے مسند میں ابن عمر سے نقل کیا کہ نبی اکرم نے حجۃ الوداع میں فرمایا: وائے ہو میرے بعد کفار و ناشکرا ہو کر نہ پلٹ جانا اور ایکدوسرے کی گردنیں مارنے والا نہ بن جانا[23]۔

مسلم نے صحیح میں ابن عباس سے نقل کیا نبی اکرم ﷺ ہم میں وعظ و نصیحت کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! تم خدا کے پاس پا برہنہ، عریان اور بغیر ختنہ کے محشور ہو

---

[22]. مغازی واقدی ۳ص ۱۱۱۳۔

[23]۔یہ حدیث بہت سے اصحاب کے واسطہ سے مختلف سندوں سے نقل ہوئی؛ حدیث إبي زرعۃ بن عمرو بن جریر عن جده: طیالسی (ص ۹۲، ن ۶۶۴)، وابن إبي شيبة (۷/۴۵۵، ن ۳۷۱۷۶)، وإحمد (۴/۳۶۳، ن ۱۹۲۳۷)، والبخاری (۱/۵۶، ن ۱۲۱)، ومسلم (۱/۸۱، ن ۶۵)، نسائی (۷/۱۲۷، ن ۴۱۳۱)، وابن ماجہ (۲/۱۳۰۰، ن ۳۹۴۲)، دارمی (۲/۹۵، ن ۱۹۲۱)، وابن حبان (۱۳/۲۶۸، ن ۵۹۴۰). حدیث ابن عمر: ابن إبي شيبة (۷/۴۵۵، ن ۳۷۱۷۴)، وإحمد (۲/۸۵، ن ۵۵۷۸)، بخاری (۶/۲۵۱۸، ن ۶۴۷۴)، وإبو داود (۴/۲۲۱، ن ۴۶۸۶)، نسائی (۷/۱۲۶، ن ۴۱۲۵)، ابن ماجہ (۲/۱۳۰۰، ن ۳۹۴۳).

حدیث إبي بكرة: البخاری (۶/۲۵۹۳، ن ۶۶۶۷)، والنسائی (۷/۱۲۷، ن ۴۱۳۰). حدیث ابن عباس: بخاری (۲/۶۱۹، ن ۱۶۵۲)، ترمذی (۴/۴۸۶، ن ۲۱۹۳) اور کہا: حسن صحیح. حدیث إبي سعید: الطبرانی (۶/۳۷، ن ۵۴۴۲). حدیث إبي إمامة: الطبرانی (۸/۱۳۷، ن ۷۶۱۹).

حدیث ابن مسعود: إحمد (۱/۴۰۲، ن ۳۸۱۵)، طبرانی (۱۰/۱۵۵، ن ۱۰۳۰۱).

گے (جیسا ہم نے تمہیں پہلے خلق کیا ویسا تمہیں پلٹائیں گے یہ ہمارا وعدہ رہا اور ہم اس کو ضرور پورا کریں گے)، یاد رکھو کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم کو پیراہن پہنایا جائے گا اور میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے انہیں بائیں لیکر جائیں گے تو میں کہوں گا: خدایا یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا تھا؟ میں کہوں گا جیسے عبد صالح نے کہا: (جب تک میں ان کے درمیان رہا میں ان پر گواہ رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو خود ہی ان پر نگران ہے اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو ہی غالب آنے والا حکمت والا ہے)[۲۴] تو مجھ سے کہا جائے گا: جب سے تم نے انہیں چھوڑا یہ اپنے الٹے پاوں مرتد رہے[۲۵]۔

زمین میں فساد سے منع

صحیح الکافی ن ۴۳۵۴ میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ امام باقرؑ نے اس آیت (لوگوں کے اعمال کی وجہ سے خشکی و سمندر میں فساد برپا ہو گیا)[۲۶] کے بارے میں فرمایا: خدا کی قسم یہ اس وقت ہے جب انصار نے کہا: ہم میں سے ایک امیر ہو اور تم میں سے ایک امیر ہو[۲۷]۔

---

[۲۴]۔ سورہ مائدہ ۱۱۷-۱۱۸۔

[۲۵]۔ اس روایت کو بہت سے مصادر میں چند صحابہ سے قدرے اختلاف سے نقل کیا گیا: حدیث ابن عباس؛ طیالسی (ص ۳۴۳، ن ۲۶۳۸)، واحمد (۲۵۳/۱، ن ۲۲۸۱)، بخاری (۱۶۹۱/۴، ن ۴۳۴۹)، مسلم (۲۱۹۴/۴، ن ۲۸۶۰)، ترمذی (۳۲۱/۵، ن ۳۱۶۷) کہا: حسن صحیح. والنسائی (۱۱۷/۴، ن ۲۰۸۷).

[۲۶]۔ سورہ روم ۴۱۔

[۲۷]۔ کافی ۸ ص ۵۸ ن ۱۹ و ط ۱۵ ص ۱۵۱ ن ۱۴۸۳۴؛ تفسیر القمّی، ج ۲، ص ۱۶۰، بسندہ عن علیّ بن النعمان؛ الوافی، ج ۳، ص ۹۳۳، ح ۱۶۲۲؛ البحار، ج ۲۸، ص ۲۵۰، ح ۳۱.

اور رجال کشی میں بسند معتبر حارث بن مغیرہ کا بیان نقل ہے کہ میں نے عبدالملک بن اعین سے سنا کہ اس نے امام صادقؑ سے سوال کیا یہاں تک کہ اس نے کہا تو لوگ ہلاک ہوگئے ؟

امام نے فرمایا: خدا کی قسم ہاں اے فرزند اعین ! سب لوگ ہلاک ہوگئے میں نے عرض کی: جو شرق و غرب ہیں؟فرمایا: یہ گمراہی پر فتح ہوئی خدا کی قسم ہلاک ہوگئے مگر تین پھر ابو ساسان ، عمار، شتیرہ اور ابو عمرہ مل گئے تو سات ہوگئے[28]۔

اور ابو بصیر کی روایت ہے کہ میں نے امام صادق سے عرض کی:

لوگ سوائے تین ؛ابوذر سلمان اور مقداد کے پھر گئے فرمایا: تو ابو ساسان اور ابو عمرہ انصاری کہاں ہیں ؟

حق کا ایثار؛ صحیح کافی ن ۷۰۴۴ میں امام باقرؑ سے منقول ہے فرمایا: جب لوگوں نے وہ کیا جو کیا اور ابو بکر کی بیعت کرلی تو امام امیر المومنینؑ کو اپنی طرف دعوت دینے سے صرف یہ مانع ہوا کہ لوگوں پر شفقت کریں اور ان پر خوف رکھیں کہ وہ اسلام سے نہ پھر جائیں اور بتوں کو پوجنے لگیں اور توحید و رسالت کی گواہی نہ دیں اور آپ کو ان کے اس کام پر رکھنا اس سے زیادہ پسند تھا کہ وہ اسلام سے ہی پھر جائیں[29]۔

صحیح الکافی ن۷۰۴۴ میں عبدالرحیم قصیر سے منقول ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: لوگ خوفزدہ ہوجاتے ہیں جب ہم کہتے ہیں کہ لوگ پھر گئے آپ نے فرمایا: اے عبدالرحیم لوگ نبی اکرم ﷺ کے بعد اہل جاہلیت کی طرف پلٹ گئے انصار جدا ہوئے اور خیر و خوبی کے ساتھ نہیں پلٹے انہوں نے سعد کی بیعت شروع کردی اور جاہلیت کا یہ رجز پڑھ رہے تھے

---

[28]۔ رجال الکشی ص۷؛ معجم رجال الحدیث ۴ص۳۱۵ن۱۹۹۹۔

[29]۔ کافی ۸ص ۲۹۵ن ۴۵۴و/۱۵ص۲۶۸ن ۱۵۲۶۹؛الوافی، ج ۲، ص ۱۹۵، ح ۶۵۹؛البحار، ج ۲۸، ص ۲۵۴، ح ۳۸.

: اے سعد! تجھ سے امید کی جاتی ہے اور تیرے بال مرتب ہیں اور تیرے دشمن کو پتھر لگیں[۳۰]۔

اور شرح نہج میں حدیدی نے کتاب سقیفہ ابو بکر احمد بن عبدالعزیز جوہری سے نقل کیا کہ معن بن عدی نے عمر بن خطاب سے کہا: یہ انصار کا قبیلہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو چکا ہے ان کے ساتھ سعد بن عبادہ ہے اور وہ اس کے گرد گھومتے اور یہ کہتے ہیں: تجھ سے امید ہے اور تیرا نسل امید وار ہے۔

ان کے دل میں بچھڑے کی محبت؛ صحیح الکافی ن۴۰۹۴ میں امام باقرؑ سے منقول ہے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگ اس طرح ہوگئے کہ کچھ نے ہارون کی پیروی کی اور کچھ نے بچھڑے کی پیروی کی...[۳۱]۔

صحیح الکافی ن۴۳۸۰ میں سدیر کا بیان ہے کہ ہم امام باقرؑ کے پاس تھے ہم نے نبی اکرم ﷺ کے بعد کے واقعات اور لوگوں کے امیر المومنینؑ کو سبک قرار دینے کے بارے میں بات کی تو ایک شخص نے کہا: خدا آپ کو سلامت رکھے تو بنی ہاشم کی عزت اور ان کی لوگ کہاں تھے؟ فرمایا: بنی ہاشم سے کون بچا تھا؟ جعفر اور حمزہ تو شہید ہو چکے تھے اور دو ضعیف اور کمزور اور

---

[۳۰]۔ کافی ۸ ص۲۹۶ ن ۴۴۵ ؛و/۱۵اص ۲۶۸ن ۱۵۲۷۰؛ الوافی، ج ۲، ص ۱۹۷، ح ۶۶۲؛ البحار، ج ۲۸، ص ۲۵۵، ح ۳۹. مرآۃالعقول ۲۶ص ۳۳۴ میں مجہول قرار دیا ہے۔

[۳۱]۔ کافی ۸ ص۲۹۶ و/۱۵اص۲۶۸ن ۱۵۲۷۱؛ الوافی، ج ۲، ص ۱۹۶، ح ۶۶۰؛البحار، ج ۲۸، ص ۲۵۴، ح ۳۷. مرآۃالعقول ۲۶ص ۵۴۸ میں اسے مجہول قرار دیا ہے تو صحیح کافی میں کیسے ذکر کی۔اور زکریا بن مالک النقاض ؛جس کا معنی لکھا ہے من ینقض الدمقس یعنی حریر وریشم بننے والا، یہ مجہول ہے۔

خوار خو شخص بچے تھے جو اسلام میں تازہ وارد تھے عباس اور عقیل اور وہ دونوں آزاد کردہ افراد میں سے تھے [۳۲]۔

کشی نے رجال ص ٦ میں کتاب ہشام کے واسطہ سے ابو خالد کابلی سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: امام علی بن ابی طالبؑ عراق میں تمہارے پاس تھے اور ان کے ساتھ ساتھی تھے اور ان میں پچاس بھی نہ تھے جو آپ کے حق کو اچھی طرح پہنچانتے ہوں اور آپ کی امانت کی حقیقی معرفت رکھتے ہوں [۳۳]۔

تقیہ اور شدید حالات کے پردے

جب امت نے نبی اکرم ﷺ کی وصیت کو ضائع کر دیا اور آپ کی عترت کے بارے میں آپ کی وصیت بھول گئے اور امام حق کو ان کے مقام سے ہٹا دیا تو عترت پاک اپنے گھر گوشہ نشین ہوئی اور انہیں نے اپنی علمی میراث بچانے کے لیے تقیہ اور شدید حالات کے پردے ڈال لئے اور اپنی امامت کو سوائے اور اپنے باپ کے شیعہ میں سے موالیوں کے کسی کو بیان نہیں کرتے نہ درس دیتے اور نہ بحث کرتے مگر مخفی طور پر تاکہ دشمنوں کے غضب کا شکار نہ ہوں اس تاریک دور میں سوائے بہت کم حواریوں کے کوئی ان کے مکتب سے نہیں پڑھ سکا۔

---

[۳۲]۔ کافی ۸ ص ۱۹۰ و/ ۱۵ اص ۷ ۴۴ ن ۱۵۰۳۱؛ الوافی، ج ۲، ص ۱۹۵، ح ۶۵۸؛ البحار، ج ۲۸، ص ۲۵۱، ح ۳۳. سدیر بن حکیم صیرفی یعنی سونار اس کی وثاقت و حسن ثابت نہیں بلکہ اس کی مدح و مذمت دونوں قسم کی ضعیف روایات بھی وارد ہیں جن سے کچھ ثابت نہیں ہوتا اس لیے یہ روایت مجہول ہے غور کریں اور صحیح کافی میں اسکا شمار صحیح نہیں۔

[۳۳]۔ رجال الکشی ص ٦ ن ۱۱ مرسلہ۔

اہل بیتؑ کے حواری اور انصار خدا

اسباط بن سالم نے امام موسی کاظمؑ سے نقل کیا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا رسول خداؐ کے وہ حواری و مدد گار کہاں ہیں جنہوں نے کئے ہوئے وعدے نہیں توڑے تھے اور ان پر قائم رہے تھے؟ تو سلمان، مقداد اور ابوذر کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، وصی رسول خداؐ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ تو عمرو بن حمق خزاعی، محمد بن ابی بکر، میثم بن یحییٰ تمار، مولی بنی اسد، اور اویس قرنی کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، نواسہ رسول خداؐ، حسن بن علیؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ توسفیان بن ابی لیلیٰ ہمدانی، حذیفہ بن اسید غفاری کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، حسین بن علیؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ توآپ کے ساتھ شہید ہونے والے تمام افراد کھڑے ہونگے جنہوں نے آپ کی مدد سے روگردانی نہیں کی۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، علی بن حسینؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ تو جبیر بن مطعم، یحییٰ بن امّ طویل، ابو خالد کابلی اور سعید بن مسیب کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، محمد بن علی اور جعفر بن محمدؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ تو عبداللہ بن شریک عامری، زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ عجلی، محمد بن مسلم، ابو بصیر لیث بن بختری مرادی، عبداللہ بن یعفور، عامر بن عبداللہ بن جذاعہ، حجر بن زائدہ اور حمران بن اعین کھڑے ہونگے۔

پھر منادی تمام شیعوں کو باقی ائمہؑ کے ساتھ قیامت کے دن نداء دے گا تو یہ لوگ پہلے سبقت کرنے والے، مقربین اور حواری بننے والے ہیں[۳۴]۔

---

[۳۴]۔ رجال کشی ص۹ ن ۲۰۔

دعوت مبارکہ کی ابتداء

جب دوسری صدی ہجری ۹۵-۱۱۴ میں نوبت عترت پاک کے امام ابو جعفر محمد بن علی الباقرؑ تک پہنچی تو خدا نے آپ کو فرصت دی کہ کوفہ اور بصرہ سے رخت سفر باندھ کر آنے والوں کو دعوت حق دیں اور انہیں دین خالص اور کتاب و سنت عادلہ کی تعلیم دیں تو آزاد منش افراد کی ایک جماعت آپ کی تابع فرمان اور مطیع بن گئی اور وہ عترت پاک کے پیغام کو اپنے معاشروں میں لے چلے اور وہاں اس کو پہنچایا تو ان میں سے خواہشات اور بدعات کو چھوڑنے والی ایک جماعت بن گئی جو ہر سال حج و عمرہ کے دنوں اپنے علمی سفر کو مخفی رکھنے کے لیے وہاں آتے اور امام عترت سے دین کے معالم کو تحقیق سے سمجھتے اور آپ کے بعد امام صادق سے دین و مذہب کے معارف سیکھے جاتے رہے اور انہی کے نام سے یہ مذہب اور عقائد معروف ہوئے [۳۵]۔

ابو الحسین احمد بن عباس ابن نجاشی نے اخبار بنی سنسن میں بسند خود حمران سے نقل کیا کہ امام صادقؑ نے فرمایا: جس نے سب سے پہلے اس امر کو پہچانا وہ عبدالملک بن اعین تھا اسے صالح بن میثم سے معرفت ملی پھر اسے حمران نے ابو خالد کابلی سے پہچانا خدا ان پر رحم کرے۔ اور فرمایا: حمران ہمارے سید و سردار علی بن حسینؑ سے ملے اور وہ بڑے با فضیلت مشائخ شیعہ میں سے تھے جن میں شک نہیں کیا جاسکتا اور وہ حاملین قرآن اور قابل شمار افراد میں سے تھے جن کا نام کتب قرآن میں ذکر ہے اور منقول ہے کہ انہوں نے امام باقرؑ سے درس لیا اور اس کے ساتھ وہ نحو و لغت کے عالم تھے۔

---

[۳۵] ۔ جیسا کہ معلوم ہے شیعہ مکتب کی اساس نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مین موجود تھی لیکن ان کے علم حدیث کی تاریخ کو اس طرح بیان کیا جارہا ہے اور اس سے یہ گمان نہ ہو جیسے بعض لوگ شیعت کی ابتداء سقیفہ کے بعد اور بعض قتل سوم سے اور بعض شہادت امام حسینؑ وغیرہ سے قرار دیتے ہیں بلکہ یہاں حدیث کی باقاعدہ نشر و اشاعت کا مقدمہ بیان ہوا ہے و بس۔

ابو عمرو کشی نے ص ۲۱۰ میں علی بن حسن بن فضال سے نقل کیا کہ حکم بن عتیبہ عامہ کے فقہاء میں سے تھے وہ زرراہ اور حمران و طیار کے استاد تھے قبل اس کے کہ وہ اس امر ولایت کو پہچانیں اور کہا گیا کہ وہ حکم مرجئ تھا۔

اور کشی نے رجال ص ۷ میں بسند خود قماط کے واسطہ سے حمران سے نقل کیا کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: ہم کتنے کم ہیں؟ اگر ہم ایک بکری کے خلاف جمع ہوں تو اسے بھی شکست نہیں دے سکتے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب خبر نہ دوں...[۳۶]۔

نورانی پیشانی میں ان کی نشانی

کشی نے مرسلہ ثعلبہ بن میمون میں نقل کیا کہ ربیعہ رای نے امام صادقؑ سے عرض کی: یہ کون بھائی ہیں جو عراق سے آپ کے پاس آتے ہیں اور میں نے آپ کے اصحاب میں ان سے بہتر اور آمادہ دانش افراد نہیں دیکھے؟ فرمایا: یہ میرے والد گرامی کے کے اصحاب ہیں یعنی اعین کی اولاد ہیں۔

دعوت کی نشر و اشاعت

صحیح کافی ن ۲۹۱ میں حمران بن اعین سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں آپ سے سوال کروں؟ فرمایا: ہاں، میں نے عرض کی: میں پہلے ایک حالت میں تھا اور اب اس حال میں ہوں میں کسی جگہ جاتا تو ایک دو مردوں اور عورت کو دعوت دیتا کہ خدا جسے چاہے نجات دے دیتا اور اب میں کسی کو دعوت نہیں دیتا؟ فرمایا: تجھ لوگوں ان کے رب کے ساتھ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں خدا جسے تاریکی سے نور کی ہدایت کرنا چاہتا ہے وہ کرتا ہے پھر

---

[۳۶]. رجال الکشّی، ص ۱۱، ح ۲۴ کافی ۲ ص ۲۴۴ و ۳/ ص ۶۱۸ ن ۲۳۲۴؛ الوافی، ج ۵، ص ۷۲۹، ح ۲۹۴۳؛ البحار، ج ۲۲، ص ۳۴۴، ح ۵۴؛ و ج ۶۷، ص ۱۶۴، ح ۸. کافی میں اس کی سند ضعیف اور رجال کشی میں ابو خالد قماط کی وجہ سے قابل بحث ہے۔

فرمایا: اور اب بھی تجھ پر حرج نہیں کہ اگر تم کسی سے خیر وخوبی کو محسوس کرتے ہوں تو اسے کچھ حقیقت بتا دو میں نے عرض کی: خدا تعالی کے اس فرمان کے بارے میں مجھے بتائیں جس نے اسے زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا فرمایا: یہ جلنے یا غرق ہونے سے بچانا ہے پھر فرمایا: اس کی بڑی تاویل یہ ہے کہ اس نے اسے دعوت دی اور اس نے قبول کیا[۳۷]۔

صحیح کافی ن ۲۹۲ میں سلیمان بن خالد سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میرے قوم قبیلہ والے ہیں اور وہ میری بات سنتے ہیں تو کیا میں انہیں اس امر کی دعوت دوں؟ فرمایا: ہاں[۳۸]۔

جوانوں سے خیر و نیکی کی توقع

صحیح کافی ن ۷۵۳۴ میں اسماعیل بن عبدالخالق سے منقول ہے کہ میں نے امام صادق سے سنا کہ آپ ابو جعفر احول یعنی مومن طاق سے فرما رہے تھے جبکہ میں سن رہا تھا کیا تو بصرہ گیا؟ عرض کی: ہاں، فرمایا: تم لوگوں کے اس امر ولایت کی طرف رغبت کیسی دیکھی؟ عرض کی: خدا کی قسم وہ بہت کم ہیں اگرچہ انہوں نے قبول کیا لیکن وہ کم ہیں فرمایا: تم پر جوانوں کی

---

[۳۷]۔ کافی ۲ص۲۱۱و/ ۳ص۵۳۶ ن ۲۲۲۴؛المحاسن، ص ۲۳۲، کتاب مصابیح الظلم، ح ۱۸۳ الوافی، ج ۵، ص ۶۸۲، ح ۲۸۷۵؛الوسائل، ج ۱۶، ص ۱۸۶، ح ۲۱۳۰۶؛البحار، ج ۴۷، ص ۴۰۳، ح ۵۰. اس کی سند میں ابو خالد قماط ہے۔

[۳۸]۔ کافی ۲ص۲۱۱و/ ۳ص۵۳۷ ن ۲۲۲۵؛ المحاسن، ص ۲۳۱، کتاب مصابیح الظلم، ح ۱۸۰، عن اخیہ، عن علیّ بن النعمان الوافی، ج ۵، ص ۶۸۳، ح ۲۸۷۶؛الوسائل، ج ۱۶، ص ۱۸۹، ح ۲۱

طرف توجہ لازم ہے کہ وہ ہر خیر و نیکی کی طرف جلدی کرتے ہیں پھر فرمایا: اہل بصرہ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؛ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر قربیٰ کی مودت[۳۹]۔

تاسیس مرکز

ابو غالب زراری نے ابو جعفر احمد بن محمد بن لاحق شیبانی کے واسطہ سے ان کے مشائخ سے نقل کیا کہ بنو اعین چالیس سال تک چالیس افراد تھے ان میں سے کوئی نہیں فوت ہوا مگر ان میں ان کا جوان جانشین ہوتا اس طرح وہ بنی اسعد بن ہمام کے حطہ میں بنی شیبان کے محلّہ پر غلبہ رہا اور ان کی اس علاقہ میں مسجد تھی جس میں وہ نماز پڑھتے اس میں امام صادقؑ تشریف لائے اور اس میں نماز ادا کی اور اس محلّہ میں بنو اعین کے گھر قریب قریب تھے اور ان میں سے اب تک ایک گھر باقی ہے جو محمد بن عبدالرحمٰن بن حمران نے اپنی نسل پر وقف کیا تھا پھر ان کے قریبیوں کے لیے قرار دیا تھا۔

علم و دانش کی تلاش میں رخت سفر باندھنے کے دن

کشی نے اپنے رجال میں محمد بن قولویہ از سعد بن عبداللہ از احمد بن محمد بن عیسی از عبداللہ بن محمد حجّال از علاء بن رزین از عبداللہ بن ابی یعفور نقل کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں ہر وقت آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتا اور نہ ان ممکن ہوتا ہے تو ہمارے اصحاب میں سے کوئی شخص آتا ہے اور وہ مجھ سے سوال کرتا ہے اور میرے پاس ان کے ہر سوال کا جواب نہیں ہوتا فرمایا: تو محمد بن مسلم ثقفی سے تجھے کیا مانع ہے ؟اس نے میرے والد گرامیؑ سے احادیث سنیں اور وہ آپ کے نزدیک بہت وجیہ مقام رکھتے تھے[۴۰]۔

---

[۳۹]۔ الکافی ۸ ص ۹۳ن و/ج ۱۵، ص: ۲۳۱؛ قرب الإسناد، ص ۱۲۸، ح ۴۵۰، بسندہ عن إسماعیل بن عبد الخالق، مع اختلاف یسیر؛ الوافی، ج ۳، ص ۹۰۳، ح ۱۵۷۲؛ الوسائل، ج ۱۶، ص ۱۸۷، ح ۲۱۳۰۹، إلی قولہ: «فإنّھم أسرع إلی کلّ خیر».

[۴۰]۔ رجال کشی ص ۱۶۱ ان ۲۷۳۔ اختصاص ابو علی بن عمران جو شیخ مفید سے منسوب ہے ص ۲۰۱۔

رخت سفر باندھنے والوں کے لیے توشہ فراہم کرنا

کشی نے رجال میں نقل کیا کہ ابن مسکان مالدار آدمی تھے اور جب اس کے اصحاب آتے تو وہ ان سے ملتا اور ان سے دانش کی باتیں لیا کرتا اور ابو نضر محمد بن مسعود کا گمان ہے کہ ابن مسکان امام صادقؑ کے پاس اس لیے نہیں جاتا تھا کہ کہیں آپ کے حق کو ادا نہ کر سکے تو وہ آپ کے اصحاب سے سنتا اور خود آپ کی عظمت کے سبب حاضر نہیں ہوا۔

نمائندگان اور خط و کتابت

صحیح کافی میں عبدالرحیم قصیر سے منقول ہے کہ میں نے عبدالملک بن اعین کے ساتھ امام صادقؑ کو خط لکھا جس میں ایمان کے بارے میں سوال کیا؟ تو امام نے اس کے ساتھ مجھے جواب تحریر فرمایا۔۔

صحیح تہذیب ن ۲۲۶۲ میں ابراہیم بن ابی بلاد سے منقول ہے کہ میں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے عرض کی: ہم نے تقریباً تیس سوالات تیار کئے ہیں انہیں امام کاظمؑ کے پاس بھیجنا ہے میرا یہ مسئلہ آپ کے پاس لے جانا اور میرا نام نہ لینا عمرہ مفردہ کے بارے میں سوال کرنا کیا ایسا کرنے والے پر طواف نساء ہے؟

صحیح تہذیب ن ۲۲۷۵ میں ابراہیم بن میمون سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: ہمارے اصحاب مکہ میں مجاور ہیں اور وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں اگر میں ان کے پاس جاوں کیا کریں؟ فرمایا ان سے کہو: جب ذی الحجہ کا چاند نظر آئے...۔

صحیح کافی ۱۷۹۸/۲ میں عمر بن اذینہ سے منقول ہے: میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں لکھا جس میں کچھ سوال تھے وہ ابن بکیر کے ساتھ بھیجے اور کچھ ابو العباس کے ساتھ بھیجے تو آپ کی املاء سے جواب موصول ہوا۔

کافی ۵ ص ۵۰ میں محمد بن یحییٰ از احمد بن محمد بن عیسی از علی بن حکم از علی بن عقبہ منقول ہے کہ ابوالخطاب فاسد ہونے سے پہلے ہمارے اصحاب کے مسائل لے جاتا اور ان کے جوابات کو امام صادقؑ سے لیکر آتا تھا۔
صحیح کافی ن ۵۷ ۳۴۳ میں عمرو بن سعید بن ہلال سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں چند سالوں میں آپ سے مل سکتا وہں تو مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔
صحیح کافی ن ۸۷ ۲ میں خیثمہ کے واسطہ سے امام باقر سے منقول ہے: ہمارے جو موالی ملیں ان سے سلام کہنا اور انہیں تقوی کی وصیت کرنا اور یہ کہ ان میں سے مالدار ان میں سے فقیر و نادار افراد کی عیادت کریں....۔

سیار ثقافتی مکتب

کبھی آنے والے آپ کے پاس آتے اور آپ کے موالی یا بھائی یا خاندان کے کسی گھر میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے اور کبھی آپ کے گھر میں گروہ در گروہ حاضری دیتے اور جب گلی یا مسجد کے کنارے آپ کے بعض خواص سے ملاقات ہوتی جہاں ممکن ہوتا تنہائی میں سوال کرتے ان سب میں امام باقرؑ اور امام صادقؑ اور ان کے بعد ائمہ اطہارؑ ان کے ساتھ شفیق و خیر خواہی فرماتے ان کے ساتھ بحث کرتے اور ان کے ساتھ بات چیت کرتے اور نہیں کتاب و سنت کے معالم کی تعلیم دیتے یہاں تک کہ انہیں علم و یقین حاصل ہوتا اور کبھی انہیں عترت طاہرہ کی علمی میراث سے کچھ نشانیاں فراہم کرتے تاکہ ان کا ایمان و یقین زیادہ ہو اور جان لیں کہ وہ ہدایت اور صراط مستقیم کے رہنما ہیں[۴]۔

---

[۴]۔ ان سب موارد کی کتب حدیث میں بہت سے شواہد ہیں جن کو جمع کرنے سے تفصیل دفاتر جمع ہوسکتے ہیں مولف نے اختصار کی خاطر ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جیسا کہ ائمہ نے مصحف امام علی اور ان کے ہاتھ مبارک سے لکھے ہوئے حدیث کے نسخہ جات دکھائے۔ کتب حدیث میں ابواب میراث ملاحظہ ہوں۔

گھٹن اور تنگی کی فضاء

صحیح کافی ن۲۹۸ میں حماد بن واقد لحام گوشت فروش سے منقول ہے جب امام صادقؑ سے راستہ میں آمنا سامنا ہوا میں نے اپنا چہرہ ان سے پھیر لیا اور چلتا بنا پھر اس کے بعد جب آپ کے پاس حاضر ہوا تو عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں میرا آپ سے آمنا سامنا ہوا تو میں نے اس خوف سے چہرہ پھیر لیا کہ کہیں آپ پر گراں نہ گزرے...[۴۲]۔

صحیح کافی ن۱۹۲۰ میں ہشام بن سالم سے نقل ہے ہم ایک جماعت نے امام صادقؑ کی طرف پیغام بھیجا جبکہ ہم مدینہ میں تھے کہ ہم آپ سے وداع کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا: مدینہ میں غسل کرنا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ ذی الحلیفہ کا پانی تمہیں اذیت دے اور احرام کے کپڑے پہننا ایک ایک یا دو دو ہو کر آو...[۴۳]۔

راستوں میں دانش کی اشاعت

صحیح کافی ن۸۶۷ میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام باقرؑ ایک قریشی کے جنازہ میں آئے میں ساتھ تھا، عطاء نے رونے والی کو سنا تو فرمایا: خاموش ہو جاو ورنہ ہم لوٹ جائیں گے وہ چپ نہ ہوئی تو وہ لوٹ گیا میں نے امام سے بیان کیا آپؑ نے فرمایا: جب ہم کسی باطل کو حق کے ساتھ دیکھیں اور اس حق کو چھوڑ دیں تو ہم اپنے مسلمان بھائی کا حق ادا نہیں کر سکتے، جب آپ نے اس پر جنازہ پڑھا تو اس کے ولی نے امام باقرؑ سے عرض کی:

لوٹ جائیں خدا آپ کو اجر دے آپ کے لیے چلنا گراں ہے۔

---

[۴۲]۔ کافی ۲ص۲۱۹و/۳ص ۵۵۳ن ۲۰۴۹؛ الوافی، ج ۵، ص ۶۸۸، ح ۲۸۸۵؛ البحار، ج ۷۵، ص ۴۲۹، ح ۸۹۔

[۴۳]۔ کافی ۴ص ۳۲۸و/۸ص ۳۶۳ن ۱۶۳۷؛ التہذیب، ج ۵، ص ۶۳، ح ۲۰۲، معلّقاً عن الکلینی. الفقیہ، ج ۲، ص ۳۰۸، صدر ح ۲۵۳۷، معلّقاً عن ابن ابی عمیر الوافی، ج ۱۲، ص ۵۱۷، ح ۱۲۴۶۰؛ الوسائل، ج ۱۲، ص ۳۲۶، ح ۱۶۴۱۸.

آپ نے لوٹنے سے انکار کر دیا میں نے عرض کی: وہ آپ کو لوٹنے کی درخواست کر رہا ہے اور مجھے آپ سے کام ہے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں امام نے فرمایا: ساتھ چلو نہ ہم اس کی اجازت سے آئے تھے اور نہ اس کی اجازت سے جائیں گے ہم تو فضیلت اور اجر و ثواب کی وجہ سے آئے تھے جتنا انسان کسی جنازہ کے ساتھ چلتا اسے اجر دیا جاتا ہے [۴۴]۔

مساجد میں تنہائی سے استفادہ

صحیح کافی ن۱۱۲۹ میں زرارہ بن اعین سے منقول ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: مساجد میں سونے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اس میں حرج نہیں مگر دو مسجدیں؛ مسجد نبی ﷺ اور مسجد حرام جبکہ آپ بعض راتوں میں میرا ہاتھ تھام کر ایک کونہ میں چلے جاتے پھر بیٹھ جاتے اور مسجد حرام میں بات چیت کرتے اور کبھی سو جاتے اور میں بھی سو جاتا تھا تو میں نے آپ سے یہ بات کی تو فرمایا: مسجد الحرام کے اس حصہ میں سونا مکروہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ تھی اور ان جگھوں پر سونے میں کوئی حرج نہیں ہے [۴۵]۔

رات کو تنہائی سے استفادہ کرنا

کشی نے رجال میں محمد بن قولویہ از سعد از احمد بن محمد بن عیسی از محمد بن حمزہ بن یسع از زکریا بن آدم نقل کیا کہ میں امام رضاؑ کے پاس رات کی ابتداء میں ابو جریر کی موت کے حادثہ کے

---

[۴۴]۔ کافی ۳ص۱۷۱او/ ۵ص۶۴۴ن ۵۹ ۴۴۴؛ التہذیب، ج ۱، ص ۴۵۴، ح ۱۴۸۱ ؛الوافی، ج ۲۴، ص ۴۰۶، ح ۲۴۳۳۶؛ الوسائل، ج ۳، ص ۱۴۰، ح ۳۲۳۱، تا: «لا تقوى على المشي فائي إن يرجع»؛ اور ص ۱۴۷، ح ۳۲۴۸، تا: «فلمّا صلّى على الجنازة»؛ البحار، ج ۴۶، ص ۳۰۰، ح ۴۳؛ اور، ج ۶۶، ص ۵۴۵، تا: «لم نقض حقّ مسلم»۔

[۴۵]. کافی ۳ص ۳۰۷و/ط۶ص ۱۴۳ن ۲۵۳۳؛ التہذیب، ج ۳، ص ۲۵۸، ح ۷۲۱، معلّقاً عن عليّ بن إبراهيم الوافی، ج ۷، ص ۵۰۴، ح ۶۴۵۴؛ الوسائل، ج ۵، ص ۲۱۹، ح ۶۳۸۷.

وقت حاضر ہوا آپ نے اس کے بارے میں مجھ سے پوچھا اور اس پر دعاء رحمت کی اور مجھ سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی تو آپ نے اٹھ کر نماز فجر ادا کی۔

موالیوں کے گھروں میں

صحیح کافی ن ۴۴۲۴ میں سعید بن یسار سے منقول ہے کہ میں اور حارث بن مغیرہ نصری اور منصور صیقل نے امام صادقؑ سے اجازت طلب کی تو آپ نے ہمیں اپنے غلام طاہر کے گھر کا وعدہ دیا ہم نے نماز عصر پڑھی اور ادھر چلے تو ہم نے آپ کو ایک تخت پر تکیہ لگائے دیکھا ہم آپ کے گرد بیٹھ گئے پھر آپ سیدھے بیٹھے پھر ٹانگیں پھیلائیں اور زمین پر رکھ دیں اور خدا کی حمد کی ...[۴۶]۔

بھائیوں کے گھروں میں

صحیح کافی ن ۸۷۱ میں عمرو بن حریث سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا جب آپ اپنے بھائی عبداللہ بن محمد کے گھر میں تھے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، آپ کیسے اس گھر میں آئے؟ فرمایا: کچھ تازگی کے لیے، میں نے عرض کی: میں اپنا دین پیش کرنا چاہتا ہوں ... فرمایا: خدا کی قسم یہ خدا اور میرے آباء کا دین ہے ...[۴۷]۔

---

[۴۶]۔ الکافی ۸ ص ۳۳۳ ن ۵۲۰ و/ط ۱۵ ص ۴۱۷ ن ۱۵۳۳۵؛ و کتاب الروضۃ، ح ۱۴۸۵۱، من قولہ: «الحمد للّٰہ الذی ذہب الناس یمینا»؛ والمحاسن، ص ۱۵٦، کتاب الصفوۃ، ح ۸٦، بسندہما عن سعید بن یسار، اور پوری روایت آخری مورد میں ہے: «دخلت علی إبی عبد اللّٰہ علیہ السلام وہو علی سریر فقال: یا سعید إنّ طائفۃ سمّیت المرجئۃ وطائفۃ سمّیت الخوارج و سمّیتم الترابیۃ»'؛ الوافی، ج ۵، ص ۸۲۳، ح ۳۰۹۳.

[۴۷]۔ کافی ۲ ص ۲۳و/ ۳ ۳ ص ٦٦ ن ۱۵۰۳؛ المحاسن، ص ٦۲۲، کتاب المرافق، ح ٦۸، تا: «طلب النزہۃ»؛ رجال الکشّی، ص ۴۱۸، ح ۷۹۲، وفیہما بسند آخر عن صفوان بن یحیٰ الوافی، ج ۴، ص ۹۵، ح ۱۷۰۵؛ الوسائل، ج ۱، ص ۱۵، ح ۴، من قولہ: «إلا إقصّ علیک دینی» إلی قولہ: «والولایۃ لمحمّد بن علیّ»؛ وفیہ، ج ۵، ص ۳۳۹، ذیل ح ٦۷۳۳؛ وج ۱۱، ص ۴٦۰، ح ۱۵۲٦۱، إلی قولہ: «طلب النزہۃ»؛ البحار، ج ٦۹، ص ٦، ذیل ح ۷.

حج کے ایام

صحیح کافی ن۹۳۸ میں ابان بن تغلب سے منقول ہے میں نے امام صادقؑ کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب پڑھی جب پلٹے تو اقامت کہی اور نماز عشاء پڑھی اور ان کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

پھر ایک سال بعد میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے مغرب پڑھی پھر کھڑے ہو کر چار رکعت نوافل پڑھی پھر اقامت کہیں اور نماز عشاء پڑھی اور جب آپ نے نماز عشاء پڑھ لی تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے ابان یہ پانچ نمازیں واجب ہیں جنہوں نے ان کو ادا کیا اور ان کے اوقات کی حفاظت کی تو وہ خدا سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کا خدا کے ساتھ عہد ہوگا کہ اسے جنت میں داخل کرے اور جس نے ان کو وقت پر ادا نہ کیا اور ان کی حفاظت نہیں کی تو خدا کی مرضی اسے بخش دے یا عذاب دے[۴۸]۔

---

[۴۸]۔ کافی ۳ص۲۶۷و/ط۶ص۱۶ان۴۸۰۰؛ التہذیب، ج۵، ص۱۹۰، ح۶۳۲؛ والاستبصار، ج۲، ص۲۵۶، ح۹۰۱، بسندہما عن ابن إبي عمیر، تا: «فتنفّل بأربع رکعات»؛ الوافی، ج۷، ص۴۷، ح۵۴۴۷؛ الوسائل، ج۴، ص۲۲۴، ح۴۹۸۲، تا: «ثمّ إقام فصلّی العشاء الآخرة»؛ یہ روایت مصادر فقہ میں ۴۰ سے زائد بار تکرار ہوئی بعض نے اس کی سند کو موثق و حسن لکھا حالانکہ بشیر نبال مجہول الحال ہے اس کی وجہ سے روایت غیر معتبر ہے غور کریں اور اس کا معنی بھی مسافر کے حکم کے خلاف ہے اور اس کی تفصیل موسوعات فقہ میں مذکور ہے۔

صحیح کافی ن۱۷۸۸ سعید سمان [گھی فروش] سے منقول ہے اس نے حدیث میں بیان کیا کہ اگلے سال میں نے حج کیا جب منی میں آیا تو امام صادقؑ کو دیکھا آپ کے پاس لوگ جمع ہیں میں بھی آیا اور عرض کی : کونسا افضل ہے ؟ حج یا صدقہ ؟[۴۹]

ایام سفر کی فرصت سے استفادہ

صحیح کافی ن ۱۲۵۹ میں بشیر نبّال [تیر تراش] سے منقول ہے میں امام صادقؑ کے ساتھ سفر میں چلا یہاں تک کہ ہم مقام شجرہ پہ آئے تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا : اے نبّال ! میں نے عرض کی : لبیک ! فرمایا: اس لشکر میں سے کسی پر واجب نہیں ہے سوائے میرے اور تیرے کہ وہ چار رکعت نماز پڑھے مگر ہم اس وقت سفر پر نکلے جب نماز کا وقت داخل ہو چکا تھا[۵۰]۔

صحیح کافی ن ۱۱۸۲ میں محمد بن مسلم سے منقول ہے میں نے امام باقرؑ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ازار میں نماز پڑھی وہ بھی زیادہ وسیع نہیں تھا اسے آپ نے اپنی گردن سے باندھا تھا میں نے عرض کی : آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو ایک قمیض میں نماز پڑھے ...[۵۱]۔

---

[۴۹]۔ کافی ۴ص ۲۵۷و/۸ص ۱۹۲ان ۶۸۸۵ ؛ الوافی ، ج ۱۲، ص ۲۲۵، ح ۱۱۷۸۷؛ الوسائل، ج ۱۱، ص ۱۱۵، ح ۱۴۳۹۰، من قولہ : «اِیّہما اِفضل : الحجّ اِو الصدقۃ ؟»؛ ص ۱۴۸، ح ۱۴۴۹۰، من قولہ : « قال : مایمنع اِحدکم من اِن یحجّ» إلی قولہ : « فیجعل ما یحبس فی الصدقۃ» .

[۵۰]۔ کافی ۳ص ۴۳۴؛ و/۶ص ۱۵۰۱ن ۵۵۱۱؛ التہذیب ، ج ۳، ص ۱۶۱، ح ۳۴۹، اور ص ۲۲۴، ح ۵۶۳؛ الاستبصار، ج ۱، ص ۲۴۰، ح ۸۵۵؛ الوافی ، ج ۷، ص ۱۴۴، ح ۵۶۴۱؛ الوسائل، ج ۸، ص ۵۱۵، ذیل ح ۱۱۳۲۱ .

[۵۱]۔ کافی ۳ص ۳۹۴و/۶ص ۳۸۲ن ۵۳۳۵؛ التہذیب ، ج ۲، ص ۲۱۷، ح ۸۵۵ . الفقیہ ، ج ۱، ص ۳۷۲، ح ۱۰۸۱، از محمّد بن مسلم ، وتمام الروایۃ فیہ : « المراِۃ تصلّی فی الدرع والمقنعۃ إذا کان کثیفاً یعنی ستیراً» . اور کافی ، کتاب النکاح ، باب قناع الاِماء والمّہات الأولاد ، صدر ح ۱۰۲۴۳؛ وعلل الشرائع ، ص ۳۴۶، صدر ح ۳، بسند خود از محمّد بن مسلم . الفقیہ ، ج ۱، ص ۳۷۳، صدر ح ۱۰۸۵، از محمّد بن مسلم ، اور پوری روایت آخری تین میں یوں ہے : « لیس علی الأمۃ قناع فی الصلاۃ» ؛ الوافی ، ج ۷، ص

کشی نے رجال میں بسند خود از فضیل بن عثمان نقل کیا کہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ امام صادق کے پاس حاضر ہوا، مجھے بٹھالیا تو پوچھا: صاحب طاق کا کیا بنا؟...[۵۲]۔

صحیح کافی ن ۱۰۴۰ میں حمزہ بن حمران اور حسن بن زیاد سے منقول ہے: ہم امام صادق کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ کے پاس ایک گروہ موجود تھا آپ نے نماز عصر پڑھائی اور ہم نماز پڑھ چکے تھے تو ہم نے آپ کے رکوع اور سجود میں ذکر رکوع و سجود کو ۳۳ بار شمار کیا[۵۳]۔

مدارات اور سوال کرنے والوں سے اچھا برتاؤ

صحیح کافی ن ۴۱۵ میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام باقرؑ نے فرمایا: اصحاب اعراف کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کی: وہ مومن یا کافر ہیں اگر جنت گئے تو مومن ہیں اور اگر جہنم گئے تو کافر ہیں فرمایا:

خدا کی قسم وہ نہ مومن ہیں اور نہ کافر ہیں یہاں تک کہ میں نے کہا: کیا جنت میں کافر جا سکتا ہے؟

فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: کیا جہنم میں سوائے کافر کے کوئی جائے گا؟

۳۷۵، ح ۶۱۲۰؛ الوسائل، ج ۴، ص ۳۸۹، ح ۵۴۷۹، تا: «کان کثیفاً فلا بأس به»؛ اور ج ۴، ص ۴۰۶، ح ۵۵۴۳؛ و ص ۳۸۷، ح ۵۴۷۴، اور ص ۴۰۹، ح ۵۵۵۴، تا: «قلّت: الأئمة تغطّی».

[۵۲]۔ رجال کشی ص ۱۹۰ ن ۳۳۳۔

[۵۳]۔ کافی ۳ ص ۳۲۹ و ۶/ و ۱۹۳ ن ۵۰۵۱؛ استبصار ۱ ص ۳۲۵ و تہذیب ۲ ص ۳۰۰ ن ۱۲۱۰؛ ان دونوں میں قدرے اختلاف ہے ؛الوافی، ج ۸، ص ۷۰۸، ذیل ح ۶۹۲۴؛ الوسائل، ج ۶، ص ۳۰۴، ح ۸۰۳۵.

فرمایا: نہیں مگر جسے خدا چاہے اے زرارہ! میں کہتا ہوں جسے خدا چاہے اور تو کہتا ماشاء اللہ نہیں کہہ رہا، یاد رکھو جب تو بڑا ہو گا تو اس قول باطل سے لوٹ آئے گا اور تیری [مشکل کی] گرہیں کھل جائیں گی[۵۴]۔

اور صحیح تہذیب ن ۷۵۴۴ میں معاذ ھرّاء سے منقول ہے اور ابو عبداللہ اسے نحوی کا نام دیتے تھے ،اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق سے عرض کی: میں مسجد میں بیٹھتا ہوں اور میرے پاس ایک شخص آتا ہے جب مجھے علم ہو کہ وہ آپ کا مخالف ہے تو اسے دوسروں کے قول کی خبر دیتا ہوں اور جب مجھے علم نہ ہو تو میں اسے آپ کا قول اور دوسروں کا قول بیان کرتا ہوں تو وہ اپنے لئے انتخاب کا حق رکھتا ہے اور جب وہ آپ کے قول کا قائل ہو تو میں صرف آپ کا قول بیان کرتا ہوں فرمایا: خدا تجھ پر رحم کرے ایسا کرو[۵۵]۔

نشانیاں دکھانا: ابو عمرو کشی نے رجال میں بسند معتبر خود از زرارہ روایت کی امام صادقؑ نے فرمایا: اے زرارہ! تیرا نام اہل جنت میں بغیر الف کے ہے میں نے عرض کی: ہاں، میں آپ پر قربان جاوں میرا نام عبد ربہ ہے لیکن میرا لقب زرارہ ہے۔

---

[۵۴]۔ الکافی، ۲ص ۴۰۳و/ ۴۰ص ۸۷ا ن ۲۸۹۱؛ و ۲ص ۴۰۸و/ ۴ص ۱۸۶؛ کتاب الإیمان والکفر، باب اِصحاب الأعراف، ح ۲۹۰۶،از :« فقال: ما تقول فی اِصحاب الأعراف». کافی، کتاب النکاح، باب مناکحۃ النصّاب والشکّاک، ح ۹۵۳۶،تا :« ولایعرفن ما تعرفون». رجال الکشّی، ص ۱۴۱، ح ۲۲۳، ؛الوافی، ج ۴، ص ۲۰۴، ح ۱۸۲۱؛الوسائل، ج ۲۰، ص ۵۵۷، ذیل ح ۲۶۳۴۲،تا :« ولایعرفن ما تعرفون»۔ شروح کافی میں اس حدیث کے آخری جملہ کے بارے میں اختلاف ہے شرح مازندرانی ۱۰ص ۹۸ میں ایک احتمال کی بناء پر مدح اور دوسری کی بناء پر شدید مذمت سمجھی ہے جب تو بڑا ہو گا ایک احتمال وہی ہے جس کے مطابق ترجمہ کیا اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ دین حق سے لوٹ جائے گا اور بیعت کی گرہ توڑ دے گا لیکن محقق شعرانی نے اس احتمال مازندرانی کو ردّ کیا ہے اور اسی پہلے معنی کی تقویت کی ہے ؛مرآۃ العقول ۱۱ص ۲۰۰؛ روضۃ المتقین ۸ ص ۲۲۵۔

[۵۵]۔ علل الشرائع ۲ص ۵۳۱؛ رجال کشی ص ۲۵۲؛ التہذیب ۶: ۲۲۵ الحدیث ۵۳۹، الوسائل ۱۸: ۱۰۸ الباب ۱۱ من إبواب صفات القاضی الحدیث ۳۶.

کتاب خدا کی تعلیم

صحیح کافی ن ۶۵۰ میں زرارہ کا بیان نقل ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: آپ مجھے بتائیں کہ آپؑ نے کہاں سے فرمایا کہ سر اور پاوں کے صرف کچھ حصے کا مسح کرنا کافی ہے؟ امام نے مسکرا کر فرمایا:

اے زرارہ! نبی اکرم ﷺ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے اور خدا نے قرآن میں اسی طرح نازل فرمایا ہے کیونکہ خدا نے فرمایا: اپنے چہروں کو دھوو، اس سے ہم نے سمجھا کہ تمام چہرے کا دھونا لازم ہے، پھر خدا نے منہ کے ساتھ ملا کر فرمایا:

اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوو، اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ تمام ہاتھ کو دھونا لازم نہیں بلکہ صرف کہنیوں سے انگلیوں تک دھونا ضروری ہے۔

اس کے بعد خدا نے سابقہ کلام سے کچھ فاصلے کے بعد دوسرا حکم دیتے ہوئے فرمایا: اور سر کے کچھ حصے کا مسح کرو، اس میں "باء" کی وجہ سے ہم نے سمجھا کہ سر کے کچھ حصے کا مسح کرنا ضروری ہے۔

پھر خدا نے پاوں کو سر سے اس طرح ملا کر جس طرح منہ کے ساتھ ہاتھوں کو ملایا تھا، فرمایا:
اور پاوں کا مسح ابھری ہوئی جگہ تک کرو، اس سے ہم نے سمجھا کہ اسی طرح پاوں کے بھی صرف بعض حصے کا مسح کرنا لازم ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس کی تفسیر کر کے بتایا دیا تھا مگر لوگوں نے اسے ضائع کر دیا[۵۶]۔

---

[۵۶]۔ کافی ۳ ص ۳۰ و/ ۵ ص ۹۵ ن ۳۹۴۴؛ التہذیب، ج ۱، ص ۶۱، ح ۱۶۸؛ الاستبصار، ج ۱، ص ۶۲، ح ۱۸۶. علل الشرائع، ص ۲۷۹، ح ۱، بسند خود از حمّاد، از حریز. الفقیہ، ج ۱، ص ۱۰۳، ح ۲۱۲، از زرارۃ. تفسیر العیّاشی، ج ۱، ص ۲۹۹، ذیل ح ۵۲، عن زرارۃ، تا: «ببعض الکفّ ولا یعلّق ببعضہا» اور آخری تین میں قدرے اختلاف ہے، الوافی، ج ۶، ص ۲۸۲، ح ۴۲۹۸؛ الوسائل، ج ۱، ص ۴۱۲، ذیل ح ۱۰۷۳؛ و ج ۳، ص ۳۶۴، ذیل ح ۳۸۷۸.

صحیح تہذیب ن۹۰۷ ۲ میں عبدالرحمٰن بن حجاج سے منقول ہے ؛ میں نے امام صادق سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو کسی شخص سے ایسا کھانے کا سامان خرید کرتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے کیا وہ اس سے اس وقت خرید کرے ؟

فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کی: وہ ہمارے ہاں اسے فاسد سمجھتے ہیں۔

فرمایا: وہ بیع سلم کے بارے میں کیا کہتے ہیں...[٥٧]۔

فقہ کی مشق

صحیح کافی ن ۳۹۴۲ میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اے زرارہ ! تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو والدین اور مادری بھائی چھوڑ جائے ؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی:

ماں کے چھٹا حصہ اور باقی سب باپ کے لیے ہے فرمایا: تو نے یہ کیسے کہا؟

میں نے عرض کی: اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتا ہے :اگر اس کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے۔

فرمایا: ارے زرارہ ! یہ باپ کی طرف سے بھائی مراد ہیں پس جب بھائی ماں کی طرف سے ہوں تو ماں کے لیے مانع نہیں[٥٨]۔

---

[٥٧]۔التہذیب ۷: ۹، ۴۹، ۲۱۱. وسائل ۱۸ص ۴۶ن ۲۳۱۰۶۔

[٥٨]۔کافی ۷ص ۹۳و/ ۱۳ص ۵۵۹ن ۱۳۳۹۰؛ التہذیب، ج ۹، ص ۲۸۰، ح ۱۰۱۴، معلّقاً عن احمد بن محمّد. راجع: التہذیب، ج ۹، ص ۲۸۳، ح ۱۰۲۴؛ والاستبصار، ج ۴، ص ۱۴۶، ح ۵۴۷ ؛الوافی، ج ۲۵، ص ۷۴۱، ح ۲۴۸۹۷؛الوسائل، ج ۲۶، ص ۱۱۷، ح ۳۲۶۱۸.

صحیح تہذیب ن ۳۳۲۰ میں معمر بن یحییٰ بن بسام سے منقول ہے میں نے ابو جعفرؑ سے سوال کیا جو لوگ امام امیر المومنین سے ناموس کے مسائل میں نقل کرتے ہیں کہ آپ ان کا حکم یا نہی نہیں کرتے تھے مگر خود اور اپنی اولاد کو تو ہم کہتے ہیں یہ کیسے ہے؟ فرمایا: اسے ایک آیت نے حلال کیا اور دوسری نے حرام کیا۔

ہم نے کہا: کیا ان میں سے ایک نے دوسری کو نسخ کیا یا دونوں محکم ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے ؟

فرمایا: امام نے بیان کر دیا جب اپنے آپ کو اور اولاد کو روکا۔ عرض کی: پھر کس وجہ سے امام نے لوگوں کو بیان نہیں کیا؟

فرمایا: آپ کو خوف ہوا کہ آپ کی پیروی نہ کی جائے اگر آپ کے قدم جم جاتے تو ضرور پوری کتاب خدا اور حق کو قائم کرتے [59]۔

صحیح کافی ن ۲۷۲۳ میں اسحاق بن عمار سے منقول ہے میں نے ابو ابراہیمؑ سے عرض کی:

ایک غلام اور گھر رہن میں رکھتا ہے اور اسے مصیبت پڑ جاتی ہے تو وہ کس پر ہوگا؟

فرمایا: وہ اس کے مولا پر پھر فرمایا: تیری کیا رائے ہے اگر کوئی ایک مقتول دیکھے تو کس پر ہوگا؟

میں نے عرض کی: وہ غلام کی گردن پر ہے فرمایا: کیا تو نہیں دیکھتا؟ تو اس کا مال کیوں ضائع ہو؟

---

[59]۔ کافی ۵ ص ۵۵۶؛ و/۱۱ ص ۲۸۲ ن ۱۰۳۵۸؛ التھذیب، ج ۷، ص ۴۶۳، ح ۱۸۵۶، بسندہ عن ثعلبۃ بن میمون، عن معمر بن یحییٰ بن بسّام، عن إبي جعفر علیہ السلام؛ الاستبصار، ج ۳، ص ۱۷۳، ح ۶۲۹، بسندہ عن ثعلبۃ بن میمون، عن معمر بن یحییٰ بن بسّام، عن إبي جعفر علیہ السلام. مسائل علیّ بن جعفر، ص ۱۴۴، اور ان سب میں قدرے اختلاف ہے؛ الوافی، ج ۲۱، ص ۳۲۰، ح ۲۱۳۱۶؛ الوسائل، ج ۲۰، ص ۳۹۷، ذیل ح ۲۵۹۲۶.

پھر فرمایا: تیرا کیا خیال ہے اگر اسکی قیمت سو دینار ہو اور وہ بڑھ جائے اور دو سو دینار ہو جائے کس کی ہو گی؟

عرض کی: اس کے مولا کے لیے فرمایا؛ اسی طرح اس پر ہو گا جس کے لیے ہو گا؛ کذلک یکون علیہ مایکون لہ [٦٠]۔

سنت کی بحث

نجاشی نے فہرست میں بسند خود از عذافر صیرفی سے نقل کیا کہ میں حکم بن عتیبہ کے ساتھ امام باقر کے پاس تھا اس نے سوال کرنا شروع کیے اور امام باقر اس کو عزت دے رہے تھے پس ایک مسئلہ میں ان کا اختلاف ہوا تو ابو جعفرؑ نے فرمایا:

اے فرزند! اٹھو اور بڑی کتاب لیکر آو اس کو کھولا اور اس میں دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس مسئلہ کو نکالا تو امام ابو جعفرؑ نے فرمایا: یہ حضرت علیؑ کا خط اور نبی اکرم ﷺ کی املاء ہے اور حکم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے ابو محمد! تو اور سلمہ و ابو المقدام جدھر دائیں بائیں جاو، خدا کی قسم تم علم کو ان لوگوں سے بڑھ کر کسی کے پاس معتمد نہیں پا سکتے جن پر جبرئیل نازل ہوتا تھا۔

اور اس کے کچھ حصہ کو رجال کشی میں بسند خود از حجّال از ابو مریم انصاری از باقرؑ نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی املاء کردہ صحیفہ

صحیح الکافی ن ٣٩٤٣، ٣٩٥٠ و ٣٩٧٤ میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ امام باقرؑ نے مجھے صحیفہ فرائض و میراث پڑھایا جو نبی اکرم ﷺ کی املاء اور امام علیؑ کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا

---

[٦٠]۔ کافی ۵ ص ۲۳۵ و/ ۱۰ اص ۲۸۶ ن ۹۰۶۰؛ التہذیب، ج ۷، ص ۱۷۲، ح ۷۶۴؛ الاستبصار، ج ۳، ص ۱۲۱، ح ۴۳۰؛ الوافی، ج ۱۸، ص ۸۵۹، ح ۱۸۴۴۰؛ الوسائل، ج ۱۸، ص ۳۸۷، ح ۲۳۹۰۳.

[پس میں نے اس میں پڑھا: اگر کوئی عورت اپنا خاوند اور ماں باپ چھوڑ کر فوت ہو تو نصف ترکہ اس کے شوہر کو ملے جو کہ تین حصہ ہیں اور ماں کو ایک تہائی جو مال کے دو حصے ہیں اور ایک سدس باپ کو ملے گا جو کہ مال کا باقی ایک حصہ ہے]۔

صحیح کافی ن ۳۹۴۴ میں زرارہ سے منقول ہے : میں نے امام باقرؑ سے دادا کے بارے میں سوال کیا۔

فرمایا: اس میں میں کسی کو نہیں جانتا جس نے اپنی رائے بیان کی مگر امام امیر المومنینؑ نے میں نے عرض کی: امام نے کیا فرمایا؟ فرمایا: کل مجھے ملنا تاکہ میں تمہیں کتاب پڑھاؤں میں نے عرض کی: خدا آپ کو سلامت رکھے مجھے بیان فرمادیں مجھے آپ کی حدیث اس سے زیادہ پسند ہے کہ آپ مجھے کتاب میں پڑھائیں امامؑ نے دوبارہ فرمایا: جو میں کہتا ہوں اسے سنو کل مجھے ملنا تاکہ تجھے کتاب میں پڑھاؤں کل میں ظہر کے بعد آپ کے پاس آیا جس وقت میں ظہر و عصر کے درمیان آپ سے تنہائی میں ملتا تھا اور میں آپ سے سوال کرنا ناپسند کرتا مگر جب آپ تنہا ہوں تاکہ آپ مجھے حاضرین کے خوف کی وجہ سے تقیہ میں جواب نہ دیں جب میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنے فرزند امام جعفرؑ سے فرمایا: زرارہ کو صحیفہ فرائض پڑھایئے پھر سونے کے لیے چلے گئے میں اور امام جعفر صادقؑ گھر میں رہے آپ نے اونٹ کی ران جتنا بڑا صحیفہ نکالا ...[۶۱]۔

---

[۶۱] ۔ کافی ۷ ص ۹۴و/ ۱۳ص ۵۶۲ن ۱۳۳۹۳؛ التہذیب، ج ۹، ص ۲۷۱، ح ۹۸۳، الکافی، کتاب المواریث، باب الجدّ، ح ۱۳۴۱۵، التہذیب، ج ۹، ص ۳۰۳، ح ۱۰۸۰، از علیّ بن إبراهيم. عن ابیہ، عن ابن إبي عمیر، عن عمر بن اذینۃ. الفقیہ، ج ۴، ص ۲۸۰، ح ۵۶۲۴، از محمّد بن إبي عمیر، عن ابن اذینۃ، عن زرارۃ، اور آخری تینوں میں یہاں تک ہے :«إلّا برایہ إلّاإمیر المؤمنین علیہ السلام». ملاحظہ ہو : الکافی، کتاب المواریث، باب میراث الأبوین مع الإخوۃ والأخوات ...، ح ۱۳۳۸۴؛ اور کافی ، باب میراث الأبوین مع الزوج والزوجۃ، ح ۱۳۴۰۰؛ تہذیب، ج ۹، ص ۲۸۰، ح ۱۰۱۳؛ وص ۲۸۵، ح ۱۰۳۱ الوافی، ج ۲۵، ص ۷۵۰، ح ۲۴۹۲۰.

فقہ کے بارے بات چیت

صحیح کافی ن ۷ ۹۴ میں زرارہ سے منقول ہے میں اور حمران امام صادقؑ کے پاس بیٹھے تھے حمران نے عرض کی آپ کیا فرماتے ہیں جو زرارہ کا نظریہ ہے اور میں اس بارے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ؟امام صادقؑ نے فرمایا: وہ کیا ہے ؟

عرض کی: وہ گمان کرتا ہے کہ نماز کے اوقات نبی اکرم ﷺ کی طرف تفویض کئے گئے آپ نے ان کو معین کیا۔

امامؑ نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ عرض کی: جبرئیل پہلے دن پہلا وقت لیکر آیا اور آخری دن آخری وقت لایا پھر جبرئیل نے کہا: ان کے درمیان وقت ہے امامؑ نے فرمایا: اے حمران ! زرارہ کہتا ہے : جبرئیل نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لایا اور زرارہ نے سچ کہا یہ اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ کے لیے قرار دیا پس آپ ﷺ نے ان کو معین کیا اور جبرئیل نے انہیں اشارہ کیا[۶۲]۔

اصحاب اصول

امام عترت سے حدیث اخذ کرنے والوں کی کئی قسمیں : کچھ اچھی طرح نہیں لکھ سکتے تھے لیکن وہ سن کر حدیث لیتے ہوران کس دل میں اچھی طرح سمجھ کر یاد لیتے پھر اسے اپنے شاگردوں اور اصحاب کو بیان کرتے تاکہ وہ اپنی اصول میں لکھیں جیسے ابو بصیر یحییٰ بن قاسم اسدی ،ابو بصیر لیث مرادی بختری، جو نابینا تھے اور ان میں سے بعض ایسے تھے جو اچھی طرح لکھتے تھے اور

---

[۶۲]۔ کافی ۳ص ۳۷ ۲و/ ۶ص ۲ ۳ن ۴ ۸۲۴ ۴؛ رجال الکشّی، ص ۴ ۱۴۴، ح ۷ ۲۲، الوافی، ج ۷، ص ۲۱۱، ح ۸۰ ۷ ۵؛ الوسائل، ج ۴، ص ۱۳۶، ح ۲ ۳۲ ۷ ۴.

اس کے باوجود حدیث کو سن لیا کرتے یہاں تک جب فرصت ملے تو اس کو لکھتے اگرچہ دوسرے لفظوں میں لکھا اور ایسے زیادہ تھے۔

اور ان میں سے بعض ایسے تھے جو حدیث سنتے اور انہی الفاظ میں اسے فورا لکھتے تاکہ حدیث صحیح رہے اور ایسے بہت کم تھے اور ان میں سے بعض ایسے تھے جو امام سے تنہائی میں سوال کرتے تاکہ دوسرے حاضرین کی وجہ سے امام اسے تقیہ کے تحت جواب نہ دیں۔

سمجھ دار کان سننے والے

صحیح کافی ن ۷۲۹ میں ابو بصیر سے منقول ہے میں امام باقرؑ کے پاس حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے میرے رہنما نے کہا: آپ کے کپڑے پر خون ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی: میرے رہنما نے مجھے بتایا کہ آپ کے کپڑے پر خون ہے فرمایا: مجھے پھنسیاں ہیں اور میں اس وقت تک نہیں دھوتا جب تک شفا نہ ہو جائے [۶۳]۔

امانت دار سینے

صحیح کافی ن ۲۲ میں جمیل بن دراج سے منقول ہے امام صادقؑ نے فرمایا: ہماری حدیث کو اچھی طرح سمجھو کہ ہم فصیح لوگ ہیں۔

صحیح کافی ن ۳۸۸۰ میں عمر بن اذینہ سے منقول ہے میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس تھا اس نے ایک شخص میں فیصلہ کیا جس نے اپنے گھر کا غلہ اپنے بعض رشتہ داروں کے لیے قرار دیا اور اس کا وقت معین نہیں کیا اور وہ شخص فوت ہو گیا ابن ابی لیلیٰ نے کہا: میرا خیال ہے اسے چھوڑ دے جیسا اس کے مالک نے وسیع چھوڑ دیا محمد بن مسلم ثقفی نے اس سے کہا: لیکن امام علی بن ابی

---

[۶۳]۔ کافی ۳ ص ۵۸ و ۵/ ص ۳۷ ان ۴۰۸۶؛ التھذیب، ج ۱، ص ۲۵۸، ح ۳۴، بسندہ عن الکلینی. الاستبصار، ج ۱، ص ۱۷۷، ح ۶۱۶، الوافی، ج ۶، ص ۱۸۸، ح ۴۰۷۲؛ الوسائل، ج ۳، ص ۴۳۳، ح ۴۰۸۱.

طالبؑ نے اس مسجد میں تیرے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کیا اس نے کہا: وہ کیا فیصلہ تھا؟ کہا: میں نے امام محمد بن علی سے سنا فرمایا: امام علی بن ابی طالب نے وقف کو ردّ کرنے اور میراث کو نافذ کرنے کا حکم دیا ابن ابی لیلیٰ نے کہا: یہ تیرے پاس کتاب میں ہے؟ کہا: ہاں، کہا: کسی کو بھیجو اور اس کو میرے پاس لاؤ محمد بن مسلم نے کہا اس شرط پر کہ اس کتاب میں سوائے اس حدیث کے کچھ نہ دیکھو اس نے کہا: ہاں منظور ہے۔

صحیح کافی ن ۲۰ میں محمد بن مسلم سے منقول ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں ایک حدیث آپ سے سنتا ہوں اور اس میں کمی زیادتی کر دیتا ہوں فرمایا: جب تم معانی کو پہنچانا چاہتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

لکھنے سے نہ اکتاؤ

کتاب عاصم بن حمید مین ابو بصیر سے منقول ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: لکھو کہ تم لکھنے کے سوا اچھی طرح حفظ نہیں کر سکو گے۔

اور صحیح کافی ن ۲۹۶۱ میں منصور بزرج سے منقول ہے میں نے امام کاظمؑ سے عرض کی جبکہ میں کھڑا تھا مجھے خدا آپ پر قربان کرے میرے شریک کی بیوی تھی اس نے اسے طلاق دی وہ اس سے جدا ہو گئی اب وہ رجوع کرنا چاہتا ہے اور عورت کہتی ہے خدا کی قسم ہر گز نہیں میں تجھ سے شادی نہ کروں گی یہاں تک کہ تو میرے لیے خدا کے لیے وعدہ کرے کہ مجھے طلاق نہیں دے گا اور نہ دوسری شادی کرے گا پھر فرمایا: اب اس سے کہو کہ عورت کے لیے شرط پوری کرے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان اپنی شرطوں کو پورا کرتے ہیں میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں میں اس کے الفاظ میں شک کر سکتا ہوں؟ فرمایا: عمران تجھے ملے گا اس سے کہنا: اسے کہنا اسے لکھ دے اور وہ میرے پاس بھیجے عمران اس کے بعد ہمارے پاس آیا اور ہم نے اس کے لیے اسے لکھا اس کے بعد پلٹ گیا اور مجھے گندم فروشوں کے بازار میں ملا

اور اپنا کندھا میرے کندھے سے رگڑا اور کہا: امام نے تجھے سلام دیا ہے اور کہا ہے ؛اس شخص سے کہنا اپنی شرط پوری کرے۔

صحیح کافی ن ۱۰ میں عبید بن زرارہ سے منقول ہے امام صادقؑ نے فرمایا: اپنی کتابوں کی حفاظت کرو کہ آئندہ تم ان کے محتاج ہو گے اور تمہیں کام آئیں گی۔

محفوظ لوح و تختیاں [زرارہ کے ظہرین کے وقت کے بارے میں سوال]

کشی نے رجال میں حمدویہ از محمد بن عیسی از قاسم بن عروہ از ابن بکیر نقل کیا کہ زرارہ امام صادقؑ کے پاس گیا آپ نے ہمین ظہر اور عصر میں ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کا حکم دیا پھر فرمایا: گرمیوں میں ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرو تو اس میں ٹھنڈک کیسے ہو؟ اور اپنی تختیاں کھول کر بیٹھ گیا تاکہ لکھ لے جو آپ فرمائیں۔

امام صادقؑ نے کوئی جواب نہیں دیا تو اس نے اپنی تختیاں سمیٹیں اور عرض کی: ہم پر آپ سے سوال کرنا فرض ہے اور آپ اپنا فرض بہتر جانتے ہیں اور چلا گیا اور ابو بصیر امام صادق کے پاس آیا تو امام نے فرمایا: زرارہ نے مجھ سے سوال کیا تھا میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس سے مجھے تنگی دلی ہو رہی ہے جاو میرا اسے پیغام پہنچادو: گرمیوں میں ظہر تب پڑھے جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو اور عصر تب پڑھے جب سایہ تیرے دو برابر ہو اور زرارہ اسی طرح گرمیوں میں نماز پڑھتے اور ہم نے اپنے اصحاب میں سے کسی سے نہیں سنا جو کوئی دوسرا اس کے علاوہ اور ابن بکیر کے علاوہ ایسا کرتا ہو[۶۴]۔

---

[۶۴]۔رجال کشی ص ۱۴۳ ن ۲۲۶۔

معزز و مکرم لکھنے والا

صحیح تہذیب ن ۳۵۳۵ میں عبداللہ بن سنان سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو اپنے مملوک سے بچے کو دودھ پلاتی ہے کیا اس عورت کے لیے اس کو بیچنا جائز ہے ؟ فرمایا: نہیں، ... میں اس کو لکھتا گیا امام صادقؑ نے فرمایا: ایسی باتیں لکھی نہیں جاتیں[۶۵]۔

صحیح کافی ن ۲۶۲۸ میں سعید بن یسار سے منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے ایک اونٹ کو دو اونٹ کے بدلے نقد اور ادھار بیچنے کے بارے میں سوال کیا ؟ فرمایا: ہاں، حرج نہیں، جب اس کے دانت جذعہ یا ثنیہ مشخص کر لیے جائیں پھر مجھے حکم دیا تو میں نے ادھار پر خط کھینچ دیا۔

استاد سے تنہائی میں استفادہ

صحیح کافی ن ۳۹۴۴ میں زرارہ سے منقول ہے میں نے امام باقرؑ سے دادا کے بارے میں سوال کیا فرمایا: کل آنا تاکہ میں تجھے کتاب سے پڑھاؤں پس میں ظہر کے بعد کل آیا جس گھڑی میں آپ سے تنہائی میں استفادہ کرتا میں ناپسند کرتا کہ آپ سے دوسروں کے سامنے سوال کروں مگر جب آپ تنہاء ہوں تاکہ آپ حاضرین سے تقیہ کی بدولت مجھے ویسا جواب نہ دیں۔

اولین میں بڑے فقیہ

اس محکم اور دقت کام کے ذریعہ اہل بیت کے مدرسہ سے بڑے فقہاء کی ایک جماعت پیدا ہوئی اور اس پہلے قافلہ میں فقہ کے ارکان اور دین کے ستون اور مذہب کے بزرگان کو شمار کیا گیا وہ خدا کے حلال و حرام پر اہل تیت کے امین تھے اور وہ زرارہ، محمد بن مسلم، ابو بصیر اسدی، ابو

---

[۶۵]۔ التہذیب ۸-۲۴۴-۸۸۰، والاستبصار ۴-۱۸-۵۶. وسائل ۲۳ص ۲۳ن ۲۹۰۱۸۔

بصیر مرادی، برید بن معاویہ عجلی ہیں مذہب کے رئیس اور عترت کے امام صادق نے ان کو سابقین اور مقربین کے عنوان سے مدح کی ہے۔

سبقت لینے والے سابقین

کشی نے رجال میں ابو عبیدہ حذاء سے نقل کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ زرارہ، ابو بصیر، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ وہ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالی نے فرمایا: سبقت لینے والے سبقت لینے والے ہیں وہی خدا کے قرب رکھنے والے ہیں۔

دین کے محافظ

رجال کشی میں سلیمان بن خالد اقطع کا بیان ہے کہ میں نے امام صادق سے سنا فرمایا: ہمارے ذکر کو اور میرے والد گرامی کی احادیث کو زندہ نہیں کیا مگر زرارہ، ابو بصیر لیث مرادی، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ عجلی اگر یہ نہ ہوتے تو اس کا استنباط نہ کیا جاتا یہ دین کے محافظ اور خدا کے حلال و حرام پر میرے والد کے امین ہیں وہ دینا اور آخرت میں ہماری طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

اصحاب اجماع

کشی نے فرمایا: گروہ شیعہ امام باقر و صادق کے اصحاب میں ان اولین کی تصدیق پر متفق ہے اوران کی فقاہت کا اعتراف کرتا ہے اولین میں بڑے فقیہ زرارہ، معروف بن خربوذ، برید بن معاویہ، ابو بصیر اسدی، فضیل بن یسار اور محمد بن مسلم طائفی ہیں اور انہوں نے کہا: ان چھ میں سے بڑے فقیہ زرارہ ہیں۔

تبصرہ: اس کا معنی یہ ہے کہ یہ چھ اور سب میں مقدم زرارہ اختلافات اور شبہات میں مرجع قرار دیئے گئے تھے۔

صحیح کافی ن ۹۳۶ ۳ میں عمر بن اذینہ سے منقول ہے کہ میں نے زرارہ سے کہا: لوگوں نے مجھ سے امام صادقؑ اور آپ کے والد گرامیؑ سے فرائض و میراث کے بارے میں کچھ چیزوں کی

حدیث بیان کی ہے میں تمہیں بیان کرتا ہوں ان میں سے جو باطل ہو اسے کہو کہ باطل ہے اور جو حق ہو تو کہو کہ حق ہے اور صرف روایت بیان نہ کرو اور ساکت ہو جاو۔

میں نے کہا: مجھے ایک شخص نے ان میں سے ایک سے روایت بیان کی والدین اور مادری بھائیوں کے بارے میں کہ مانع ہوتے ہیں اور خود میراث نہیں پاتے فرمایا: خدا کی قسم یہ باطل ہے لیکن میں تجھے خبر دیتا ہوں اور تجھے کچھ روایت نہیں کرتا اور جو میں کہتا ہوں خدا کی قسم وہ حق ہے جب ایک شخص والدین کو چھوڑے تو ماں کے لیے ایک تہائی اور باپ کے لیے دو تہائی ہے....۔

تہذیب میں عمر بن اذینہ کے واسطہ سے علی بن سعید بصری سے نقل ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں بنی عدی میں رہتا ہوں اور ان کا مؤذن اور امام جماعت ہوں اور تمام اہل مسجد عثمانی ہیں وہ آپ سے اور آپ کے شیعہ سے برائت کرتے ہیں اور میں ان میں رہتا ہوں تو ان کے امام کے پیچھے نماز میں کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا: اس کے پیچھے نماز پڑھ ،اور جو سنے اس کو شمار کرے اگر تو بصرہ جائے اور تجھ سے فضیل بن یسار نے سوال کیا اور تو اسے وہ خبر دے جو میں نے تجھے بیان کی تو **فضیل کے قول کو لے اور میرے قول کو چھوڑ دے**[۲۶]۔

صحیح کافی ۳۹۴۴ میں عمر بن اذینہ سے منقول ہے کہ میں نے زرارہ سے کہا: لوگوں نے مجھ سے امام صادقؑ اور آپ کے والد گرامیؑ سے فرائض و میراث کے بارے میں کچھ چیزوں کی حدیث بیان کی ہے میں تمہیں بیان کرتا ہوں ان میں سے جو باطل ہو اسے کہو کہ باطل ہے اور جو حق ہو تو کہو کہ حق ہے اور صرف روایت بیان نہ کرو اور ساکت ہو جاو۔

---

[۲۶]۔ تہذیب ۳ص ۲۷ن ۹۵؛ وسائل الشیعۃ ۸ ص ۳۱۰ن ۱۰۷۵۲۔

پس میں نے انہیں وہ بیان کیا جو محمد بن مسلم نے مجھے امام باقر سے بیٹی اور باپ اور بیٹی اور ماں اور بیٹی اور والدین کے بارے میں بیان کیا تھا، زرارہ نے کہا: خدا کی قسم یہ حق ہے۔

صحیح کافی ن ۳۹۵۱ میں عمر بن اذینہ سے منقول ہے کہ میں نے زرارہ سے کہا: لوگوں نے مجھ سے امام صادقؑ اور آپ کے والد گرامیؑ سے فرائض و میراث کے بارے میں کچھ چیزوں کی حدیث بیان کی ہے میں تمہیں بیان کرتا ہوں ان میں سے جو باطل ہو اسے کہو کہ باطل ہے اور جو حق ہو تو کہو کہ حق ہے اور صرف روایت بیان نہ کرو اور ساکت ہو جاو۔

پس میں نے انہیں وہ بیان کیا جو محمد بن مسلم نے مجھے شوہر اور والدین کے بارے میں بیان کیا تھا، زرارہ نے کہا: خدا کی قسم یہ حق ہے۔

صحیح کافی ن ۳۹۴۵ میں عمر بن اذینہ سے منقول ہے میں نے زرارہ سے کہا: میں نے محمد بن مسلم اور بکیر سے سنا کہ وہ دونوں امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں ... زرارہ نے کہا: یہ حق ہے ...

صحیح کافی ن ۳۹۵۸ عمر بن اذینہ نے بکیر سے نقل کیا کہ ایک شخص امام باقر کے پاس آیا آپ سے عورت کے بارے میں پوچھا جس نے شوہر اور مادری بھائی اور پدری بہن چھوڑی ... عمر بن اذینہ نے کہا میں نے اسے محمد بن مسلم سے سنا وہ بکیر کے بیان کردہ جواب کی طرح نقل کرتے دونوں کا معنی ایک ہے اور معنی کے سوا ان کے الفاظ اور تفصیل مجھے یاد نہیں تو میں نے یہ زرارہ کو بیان کیا اس نے کہا: ان دونوں نے سچ کہا خدا کی قسم یہ حق ہے۔

تبصرہ: ظاہر ہے کہ عمر بن اذینہ اپنی کتاب میراث کو زرارہ پر پیش کیا۔

صحیح کافی ن ۳۹۶۰ موسی بن بکر سے منقول ہے میں نے زرارہ سے کہا: بکیر نے مجھے امام باقرؑ سے حدیث بیان کی کہ پدری بھائی اور پدری و مادری بہنیں کے حصہ میں کمی و زیادتی ہوتی ہے ... زرارہ نے کہا یہ ہمارے اصحاب میں قائم ہے وہ اس میں اختلاف نہیں کرتے۔

صحیح تہذیب ن ۳ ۵۰ میں یحییٰ بن حبیب سے منقول ہے میں نے امام رضا سے سوال کیا جتنی نمازوں سے انسان خدا کا قرب حاصل کرتا ہے فرمایا: ۴٦ رکعت فرض و نفل نماز۔ میں نے عرض کی: یہ زرارہ کی روایت ہے۔

فرمایا: کیا تو کسی کو جانتا ہے جو اس سے بڑھ کر حق کا بلند آواز سے اعلان کرنے والا ہو[٦٧]۔

زرارہ کی خواہش

کشی نے رجال میں حسین بن حسن بن بندار قمی از سعد بن عبداللہ از عبداللہ حجال از عبداللہ بن بکیر از زرارہ نقل کیا کہ میں چاہتا تھا کہ ہر چیز میرے دل میں شیعہ آل محمد ﷺ میں سے ایک چھوٹے سے انسان کے دل میں جمع ہو۔

مذہب کے امام کی خواہش

صحیح کافی ن ۴۳۸۵ میں علی بن حکم از منصور بن یونس از عنبسہ بن مصعب منقول ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا میں خدا تعالی سے اپنی تنہائی اور اہل مدینہ میں اپنے اضطراب کا شکوہ کرتا تھا یہاں تک کہ تم آئے اور تمہیں دیکھا اور تم سے انس ہوا کاش یہ طاغوت مجھے اجازت دیتا کہ میں طائف میں ایک گھر بنالیتا اور اسمیں ساکن ہوتا اور تمہیں اپنے ساتھ سکونت دیتا اور اسے ضمانت دیتا کہ ہماری جانب سے اسے کبھی کچھ ناگوار نہیں گزرے گا[٦٨]۔

---

[٦٧]۔ تبصرہ: اصحاب اجماع کے بارے میں فارسی مقالہ مجلّہ الفقہ قم سنہ ۱۳۷۴ مسلسل ن ۵ ص ۳۹۷۔ ۴۱۴ میں ملاحظہ ہو جس کا عنوان ہے: طلوع و غروب اصحاب اجماع۔

[٦٨]۔ کافی ۸ ص ۲۱۵و/ ۱۵ ص ۴۹۴ن ۱۵۰۷۷؛ رجال الکشّی، ص ۳٦۵، ح ٦۷۷، بسنده عن علیّ بن الحکم الوافی، ج ۵، ص ۷۴۲، ح ۲۹٦۱؛ البحار، ج ۴۷، ص ۱۸۵، ح ۳۲.

اسے کشی نے رجال میں علی بن حکم کی کتاب سے نقل کیا اسی طرح دوسری جگہ اور محاسن میں بھی ہے۔
صحیح کافی ن ۵ میں ابان بن تغلب نے امام صادقؑ سے نقل کیا فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے اصحاب کے سر پر تازیانہ مارا جائے یہاں تک کہ وہ دین میں اچھی طرح سمجھ بوجھ حاصل کریں۔
نجاشی نے فہرست میں کہا: امام ابو جعفر باقرؑ نے ابان بن تغلب سے فرمایا: مدینہ کی مسجد میں بیٹھو اور لوگوں کو فتویٰ دو کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے شیعہ میں تجھ جیسے افراد دیکھے جائیں۔

امانت داری کی ثقافت اور دانش

ان اصول اور مولفات میں کسی کو کچھ لینے کا حق نہ تھا مگر مناولہ کرے یعنی اصلی نسخہ کو اس کے مولف سے حاصل کرے اور اس سے اپنے لیے صحیح نسخہ بنالے یا سماع کرے یعنی صاحب کتاب اپنے نسخہ سے پڑے اور وہ اس سے روایت کرنے والا لکھ لے یا نسخہ کی ملکیت حاصل کرے یعنی مولف سے اصل نسخہ اسے ہبہ کیا جائے یا اس کے وارثوں سے خریدے یا اپنے باپ دادا یا دوست سے شرعی وصیت کے ذریعہ اسے حاصل کرے جب اس نسخہ کی پشت پر لکھا ہو کہ یہ فلاں کا خط ہے یا فلاں کے خط سے منقول ہے اور فلاں نے اسے پڑھا اور فلاں سے نقل کیا یا فلاں سے وصیت یا وراثت یا خرید کر لیا گیا تاکہ یہ اس کے لیے اور اس کے بعد دوسروں کے لیے وثیقہ اور قرارداد بن جائے۔
ہمارے قدیم اصحاب اس فنی اور علمی طریقہ کو دقت اور بہت محکم طریقہ سے جاری کرتے رہے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس اپنے نسخوں اور اپنے کتابخانہ کی فہرست ہوتی تھی جس میں وہ اپنی سنی ہوئی حدیثوں کی فہرست لکھتا اور اس میں اصول اور مولفات اور اس کے مکتبہ میں جتنے نسخے ہوتے ان کو تحریر کرتا تھا اس طرح وہ اپنی علمی میراث کو امانت داری کے ساتھ

حفاظت کرتے رہے اور خدا کی حمد و انعام سے ان قیمتی اور مفید فہارس کے کچھ نمونے باقی رہے ہیں تاکہ ان کے حسن فعل اور عجیب آزمائش کی گواہی دیں اور ان کی کوششوں میں ان کے تقوی کی دلیل بنیں اور ان کا شکریہ ادا کیا جائے۔

فہرست ابو غالب زراری [اور طویل اقتباس]

نجاشی نے اپنی کتاب اخبار بنی سنسن میں کہا: ہمیں حسین بن عبیداللہ بن ابراہیم واسطی نے حدیث بیان کی کہ ہمیں ابو غالب احمد بن محمد زراری م ۲۸۵-۳۶۸ نے حدیث بیان کی کہ ان کا اپنے بیٹے محمد کے نام طویل رسالہ ہے: میرا جد ابو طاہر م ۲۳۷-۳۰۱ حدیث کے راویوں میں سے ایک تھا اس نے محمد بن خالد طیالسی سے ملاقات کی اور اس سے عاصم بن حمید کی کتاب اور سیف بن عمیرہ کی کتاب ،علاء بن رزین کی کتاب ،اسماعیل بن عبدالخالق کی کتاب اور دوسری کتابیں سنیں۔اور محمد بن حسین بن ابی الخطاب م ۲۶۲ سے بہت سے چیزیں سنیں جیسے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کی کتاب اور اس نے ان سے یہ کتاب سنہ ۲۵۷ میں سنی جب ان کی عمر صرف بیس سال تھی اور اس ن ے یحییٰ بن زکریا لولوی وغیرہ سے روایت کی۔

میں نے اپنے جد سے کچھ حدیثیں نقل کیں اور عبداللہ بن جعفری حمیری سے احادیث سنیں جب وہ سنہ ۲۹۷ میں کوفہ آئے تھے میں نے یہ تاریخ عبداللہ بن جعفر کے خط س ے کتاب صوم حسین بن سعید میں پائی اور میں جوانی کی وجہ سے اس وقت کو نہیں لکھ چکا تھا کیونکہ اس وقت میں بارہ سال اور چند مہینوں کا تھا۔

اور اس کے بعد میں اپنے باپ کے چچا علی بن سلیمان اور اپنے باپ کے ماموں محمد بن جعفر رزاز م ۲۳۶-۳۱۰ ، اور احمد بن ادریس قمی م ۳۰۶ ،احمد بن محمد عاصمی ، جعفر بن محمد بن مالک فنراری سے سنا... اور میں نے ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن مہزیار اہوازی وغیرہ سے سنا اور میں نے حمید بن زیاد م ۳۱۰ اور ابو عبداللہ بن ثابت ، احمد بن محمد بن رباح سے سنا اور یہ

واقفیوں کے راوی ہیں مگر یہ فقیہ اور حدیث میں ثقہ و معتمد اور بکثرت روایت کرنے والے تھے۔

اس کے بعد میں نے ان کے علاوہ ایک جماعت سے روایت سنی اور جو کچھ میں نے ان سے سنا ان میں کچھ میرے پاس ہے اور کچھ ضائع ہو گیا جب میری کتابیں گم ہوئیں پھر مجھے آزمائشیں پڑیں جنہوں نے مجھے مشغول کر لیا اور میری سماع شدہ اکثر کتابیں چوری اور ضائع ہونے کی وجہ سے میرے ہاتھوں سے چلی گئیں۔

اور میں تجھے اس کتاب کے آخر میں ان کتابوں کا نام بیان کروں گا جو میری کتابوں میں سے میرے پاس بچ گئی ہیں اور اس کی سندیں مجھے یاد ہیں اور ان کی روایت میرے پاس محکم ہے اگر مجھے کچھ بھول گیا تو میں تمہیں بتادوں گا جن کو میں نے سنا اور تجھے اجازت دی کہ ان کی مجھ سے روایت کروں جیسا میں تجھے بتاؤں جب اس کا نام بیان کروں اور تیرے لیے اپنے پاس موجود قدیم کتابوں کی اجازت دوں اور تجھے بیان کروں جو میرے جد محمد بن سلیمان م ۳۰۱ کے خط سے ہیں اور جو ان کے خط سے ہیں جن کے خط کو میں جانتا ہوں اور جو ان کتابوں میں جدید ہیں جو بوسیدہ ہو چکی تھیں۔

وہ سب میں نے تیری والدہ کے پاس تیرے لیے امانت رکھوا دی ہیں اور اسے وصیت کی ہے کہ وہ تجھے سپرد کرے جب تو بالغ ہو اور انکی تیرے لیے حفاظت کرے یہاں تک کہ تو ان کی حفاظت کی جگہ کو جان لے اگر اس حال میں تیرے بالغ ہونے سے پہلے موت کا حادثہ آئے اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آئے تو وہ اس کی تیرے لیے کسی معتمد شخص کو وصیت کرے۔

پس تم خدا سے تقویٰ کرنا اور ان کتابوں کی حفاظت کرنا کہ ان میں کچھ وہ ہیں جو سنہ ۲۲۷ میں عبدالرحمٰن بن ابی نجران کے پاس پڑھی گئی اور وہ داود بن سرحان کی کتاب ہے اور کچھ وہ ہیں جنہیں میرے جد محمد بن سلیمان نے محمد بن حسین بن ابی خطاب کے پاس سنہ ۲۵۷ میں پڑھا...۔

تبصرہ: اس کے بعد ان کتابوں کے نام اور سندیں ذکر کیں اور ان کی تعداد ۱۲۰ کتاب ہے جن میں سے بعض کو ہم بیان کرتے ہیں۔

۱۔کتاب صوم حسین بن سعید اور علی بن مہزیار کا اضافہ ؛اس کی مجھے حدیث بیان کی ابو العباس عبداللہ بن جعفر حمیری نے از احمد بن محمد بن عیسی از ابن سعید اور یہ تین جزء ہیں عبداللہ بن جعفر نے کہا: جو علی بن مہزیار سے روایت ہے وہ مجھے ابراہیم بن مہزیار نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے حدیث بیان کی اور جو عباس بن معروف سے ہے تو وہ ہے جو علی بن مہزیار نے تصنیف کی اس کتاب کی حدیث مجھے شرح کے ساتھ شعبان ۲۹۹ میں بیان کی۔

۲۔کتاب حج تصنیف موسی بن حسن بن عامر، یہ میں نے حمیری سے روایت کی اور حمیری نے اس سے روایت کی جو موسی نے ان راویوں سے نقل کیا جن کا نام اس نے ہمیں سماع سے آخر کتاب تک بیان کیا میرے جد کے خط سے ہے۔

۳۔کتاب داود بن سرحان اس کی مجھے حدیث بیان کی میرے جد ابو طاہر نے از عبدالرحمٰن بن محمد بن خالد سے از عبدالرحمٰن بن ابی نجران از داود بن سرحان اور میں نے ۱ے ذی القعدہ سنہ ۲۹۹ میں سنا اس نسخہ میں جو عبدالرحمٰن بن ابی نجران کے پاس بغداد میں سنہ ۲۲۷ میں پڑھا گیا اور اسے میں نے بصرہ میں اس ورقہ میں سنہ ۳۴۸ میں تجدید کی۔

۴۔کتاب جامع یونس بن عبدالرحمٰن اور وہ جامع الآثار ہے اس کے چار جزء ہیں اس کی مجھے حدیث بیان کی میرے والد کے ماموں ابو العباس رزّاز چاول فروش نے از محمد بن حسین بن ابی الخطاب از محمد بن اسماعیل بن بزیع از یونس اور مجھے اس کی حدیث بیان کی ابو العباس حمیری اور وہ اصل جس سے میں نے حمیری سے سنا تھا وہ اہل باب طاق کے ایک شخص کے پاس ہے جو ابن سنین کے عنوان سے معروف ہے اور سماع میرے جد کے خط سے ہے...۔

۵۔کتاب حنان بن سدیر دوسرا نسخہ ہے اس کی مجھے حدیث بیان کی ابو العباس حمیری نے از محمد بن عبدالحمید و عبدالصمد بن محمد دونوں قمی ہیں از حنان اور وہ میرے خط سے ہے۔

۶۔ کتاب بشر بن سلام اور دوسری بھی اس میں ہے اس کی مجھے میرے والد کے ماموں ابو العباس رزاز نے یحییٰ بن زکریا از بشر بن سلام خبر دی اور وہ میرے خط سے ہے۔

۷۔ کتاب حریز جو حمید بن زیاد کے خط سے ہے مجھے اس کی حمید نے حدیث بیان کی از عبید اللہ بن احمد بن نہیک از ابن ابی عمیر از حماد بن عیسی از حریز بن عبداللہ سجستانی۔

۸-۱۰۔ کتاب دلائل حمیری اس کی مجھے ابو العباس حمیری نے خبر دی اور وہ اس کے مصنف ہیں۔ اور کتاب غیبت حمیری اسی سے اور ایک جزء رزاز کے خط سے اس سے ہے۔ ۱۱۔ کتاب نوادر الحکمۃ اسکی مجھے حدیث بیان کی میرے والد کے ماموں ابو العباس رزاز نے از محمد بن احمد بن یحییٰ اور وہ اس کے مصنف ہیں۔

۱۲۔ جزء جلود الصغیر جو رزاز کے خط سے ہے اس کی مجھے حدیث بیان کی رزاز نے اپنے ماموں اور میری ماں کے جد محمد بن عیسی تستری سے از یزید بن اسحاق از ہارون بن حمزہ غنوی وغیرہ۔

۱۳۔ کتاب نوادر محمد بن سنان جو ابو طاہر میری جد کے خط سے ہے اس کی مجھے حدیث بیان کی محمد بن حسن معاذی نے میرے جد ابو طاہر سے از محمد بن حسین از محمد بن سنان۔

۱۴۔ تمام کتاب کافی جو ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی کی تصنیف ہے یہ میں نے اس سے کچھ قراءت کے ذریعہ اور کچھ اجازہ کے ذریعہ روایت کی اور میں نے اس سے کتاب صلاۃ اور صوم کا ایک نسخہ بنایا اور کتاب حج کا ایک نسخہ اور کتاب طہر و حیض کو ایک جزء میں لکھا اور یہ سب ایک مجلد میں ہے اور میرا ارادہ تھا کہ باقی کتاب کا بھی ان شاء اللہ طلحی ورق میں ایک جزء میں نسخہ بناؤں۔

۱۵۔ ایک جزء جو میرے خط سے ہے اس میں کتاب حماد بن عیسی کی روایات ہیں ان کی مجھے حدیث بیان کی ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن مہزیار نے اور کہا مجھے حدیث بیان کی میرے باپ نے کہا مجھے حدیث بیان کی میرے چچا داود بن مہزیار نے کہا مجھے حدیث بیان کی حماد بن عیسی نے۔

۱۶۔ ہمارے جدّ حسن بن جہم کی کتاب بوسیدہ جلد میں ہے اور میرا ارادہ ہے کہ میں ان کا نیا نسخہ بناوں اس کی مجھے حدیث بیان کی ابو عبداللہ احمد بن محمد عاصمی نے اور اس کا عنوان عاصمی اس لیے پڑا کہ وہ علی بن عاصم کے بھانجے تھے اور علی بن عاصم اپنے وقت میں شیعہ کے شیخ تھے اور وہ معتضد عباسی کی قید میں فوت ہوئے اور انہیں ان کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ کوفہ سے لے جایا گیا اور ان میں سے بعض کو مطامیر قید کیا گیا تو وہ پانی بہہ جانے سے فوت ہوگئے[۶۹] اور باقی کو آزاد کر دیا گیا اور ان کی چغلی ابن ابی دواھی نامی شخص کرتا تھا اور اس کا قصہ طویل ہے مجھے حدیث بیان کی احمد بن حسن بن فضال نے از پدر خود از علی بن اسباط از حسن بن جہم اور اس پر میرے جد کے خط سے توقیع اور تحریر تھی اور اس کی مجھے حدیث بیان کی تیملی[۷۰] نے از علی بن اسباط از حسن بن جہنم۔

۱۷۔ میرے خط سے ایک جزء لطیف جو علی بن سلیمان بن مبارک قمی کی اخبار و روایات پر مشتمل ہے اس میں اس کا میرے لیے اجازہ میرے خط سے ہے۔

۱۸۔ ظہور کے بارے میں میرے خط سے ایک جزء ہے جس کے شروع میں میں نے حج کے متعلق کچھ احادیث جمع کیں اور اس کے آخر میں کچھ چیزیں ہیں جن کو میں نے کتاب بصائر الدرجات سعد بن عبداللہ سے انتخاب کیا ہے۔

۱۹۔ کتاب نبی اکرم ﷺ کی وصیت امام امیر المومنینؑ کے نام جو ابو العباس بن عقدہ نے لکھی اور اس کی پشت پر ان کا میرے نام اجازہ ہے پوری حدیث ان کے خط سے ہے اور میں نے اس کی روایت کرنے کی تجھے اجازت دی۔

---

[۶۹]۔ مطامیر دجلہ کے کنارے معتضد نے بہت بڑا محل بنایا تھا اور وہاں دشمنوں کو قید کرتا تھا اور شیخ طوسی نے غیبت میں ابن جہم کے بارے میں لکھا کہ ان کو کوڑے مارے گئے اور آخر میں دجلہ میں پھینک دیا گیا ملاحظہ ہو رسالہ ابو غالب زراری ص ۱۱۵۔

[۷۰] اس سے مراد ابن فضال ہے۔

۲۰۔ ظہور کے متعلق میرے خط سے ایک جزء ہے اس میں امام امیر المومنین کے خطبات ہیں جو واقدی کی روایت ہے اس کی مجھے حدیث بیان کی عمر بن فضل ورّاق طبری نے اپنے رجال سے۔

۲۱۔ نوادر ابن ابی عمیر اور وہ چھ جزء ہیں ان کو میں نے روایت کیا از عبداللہ بن جعفر حمیری از ایوب بن نوح از ابن ابی عمیر۔

۲۲۔ کتاب الفرائض ابن سماعہ جو حمید کے خط سے ہے اس کی مجھے حمید نے اس سے حدیث بیان کی۔

تبصرہ: ہمارے متقدمین مشائخ کی اسی طرح فہرستیں لکھنے کی روش تی بلکہ اس سے زیادہ وسیع اور مفید طریقہ سے لکھا کرتے تھے ان میں شیخ ابو جعفر ابن بابویہ صدوق م ۳۸۱ کی فہرست جیسا کہ وہ معروف ہے جبکہ چوتھی اور پانچویں صدی میں ہمارے مشائخ نے سمجھا کہ ان قیمتی اور باارزش وثیقوں کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے انہوں نے ان کو نقل کرنے سے غفلت کی اور ان کو کثیر الفوائد نسخوں سے سوائے چند نمونوں کے کچھ نقل نہیں کیا ان میں سب سے زیادہ اہمیت شیخ نجاشی نے اپنی مفید فہرست میں دی ان کا شکریہ۔

وصیت کے ذریعہ روایت

ابو عمرو کشی نے رجال میں حمدویہ سے مشائخ کے واسطہ سے روایت کی کہ محمد بن اسماعیل بن بزیع اور احمد بن حمزہ بن بزیع وزراء میں شمار ہوتے تھے اور علی بن نعمان نے اپنی تمام کتابوں کی وصیت محمد بن اسماعیل بن بزیع کے لیے کی تھی۔

کشی نے اسی سند سے نقل کیا کہ داود بن نعمان نیکوکار اور فاضل شخص تھا اور وہ حسن بن علی بن نعمان کا چچا تھا اور اس نے اپنی کتابوں کی محمد بن اسماعیل بن بزیع کے لیے وصیت کی۔

کم سنی میں روایت

کشی نے رجال میں نصر بن صباح سے نقل کیا کہ میں نے اپنے اصحاب سے سنا کہ محبوب نے اپنے بیٹے حسن کو ہر حدیث کے بدلے جو وہ علی بن رئاب سے لکھتا ایک درہم دیتا تھا۔

تبصرہ: ظاہر ہے کہ حسن بن محبوب اس وقت کم سن تھے اس کے باوجود اصحاب نے اس سے وہ سب روایات نقل کیں جو اس نے علی بن رئاب سے روایت کیں اور ان کے سماع پر کوئی طعن نہیں کیا۔

کتاب سے روایت

شیخ طوسی نے عدۃ الاصول میں فرمایا: جب ایک راوی سماع اور قرائت سے نقل کرے اور دوسری اجازہ سے نقل کرے تو سماع رکھنے والے کی روایت کو اجازہ سے نقل کرنے والے پر ترجیح دینی چاہیے مگر اجازہ والے نے اصل معروف یا مشہور کتاب سے نقل کیا ہو تو ترجیح ساقط ہے۔

تبصرہ: جب اصل معروف و مشہور ہو اور اس کے نسخے عام ہوں جن میں دسیسہ کاری سے امان ہو تو کتاب سے اخذ کرنا سیرت کے تحت حق ہے جس کی تائید فطرت کرتی ہے کہ وہ علمی طریقہ ہے۔

اس سیرت کو بہت سے علماء عامہ اور ان کے محدثین نے لیا جب وہ اپنی میراث کو کسی موثق اور مسند صحیح میں پاتے تو اسے لے لیتے اور اس کا نمونہ یہ ہے کہ ابن قتیبہ نے معارف میں واقدی سے نقل کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے ہمیں حدیث بیان کی کہ میں نے ابن جریج کو دیکھا وہ ہشام بن عروہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو منذر! جو صحیفہ تم نے فلاں کو دیا وہ آپ کی حدیث ہے؟ اس نے کہا: ہاں، تو بعد میں میں نے ابن جریج کو سنا؛ بے شمار بار کہتا؛ ہمیں ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی۔

ترمذی نے کتاب شفاء الغلل جو سنن کے آخر ۵ ص۴۰۸ میں طبع ہے اس میں کہا: ہمیں جارود بن معاذ نے حدیث بیان کی کہ انس بن عیاض نے ہمیں عبیداللہ بن عمر سے خبر دی کہ میں زہری کے پاس کتاب لے آیا اور کہا: یہ آپ کی حدیث ہے میں تجھ سے نقل کروں؟ کہا: ہاں [۱]۔

کتابوں کی خریداری

شیخ نجاشی نے فہرست میں کہا: علی بن محمد بن یوسف بن مہجور ابو الحسن فارسی معروف ابن خالویہ ہمارے اصحاب میں شیخ ثقہ انہوں نے کثرت سے حدیث سنی میں نے اس کی اکثر کتابیں خریدیں۔ہمیں ان سے ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے خبر دی۔

اور دوسری جگہ کہا: علی بن عبدالرحمٰن بن عیسی بن عروہ بن جرّاح قنانی ابو الحسن کاتب، اچھے عقیدہ کے مالک تھے اور کثرت سے حدیث کرتے تھے اور روایت صحیح نقل کرتے میں نے ان کی کتابوں سے کچھ ابو طالب بن منہشم کے گھر میں خریدیں جو ہمارے بڑے اصحاب میں سے شیخ تھے۔

تبصرہ: شیخ احمد بن عباس بغدادیوں کی سیرت پر چلتے جب ان کے پاس کتاب سے حدیث ہوتی تو کہتے فلاں نے ذکر کیا اور جب اجازہ سے ہوتی تو کہتے ہمیں اجازہ کے تحت خبر دی اور جب سماع ہوتا تو کہتے ہمیں حدیث بیان کی اس طرح ان کی فہرست کو شیخ طوسی کی فہرست سے امتیاز حاصل ہے۔

---

[۱] رجوع کریں تاریخ التراث العربی ا ص ۲۳۰-۲۴۰۔

فنی دانش و ثقافت

نشر و تدوین حدیث کا دوسرا دور تو اس میں ہمارے اصحاب کی ایک جماعت حدیث کے صحیح ہونے کے لیے شرط کرتے کہ وہ سماع و قرائت سے لی گئی ہو اور اس میں وہ اس طریقہ پر عمل کرتے جو ہمارے اہل سنت بھائیوں میں عام ہے اور وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ روایت کا قبول کرنا شہادت و گواہی اور اعتراف کے باب میں سے ہے تو جس طرح گواہی تب صحیح ہوتی ہے جب اسے دیکھا اور اچھی طرح سمجھا ہو جس کی گواہی دے تو اسی طرح حدیث بھی صحیح نہیں مگر جب سماع اور قرائت سے ہو اور سماع و قرائت صحیح نہیں مگر جب راوی باشعور اور بالغ ہو اور درایت اور معرفت رکھتا ہو اور حدیث کے معنی اور مفہوم کو سمجھتا ہو خصوصا جب فقہ و معارف کے پیچیدہ مسائل سے مربوط ہو۔

اس لیے ہم دیکھتے ہی وہ کہتے ہیں : ہمیں فلاں نے حدیث بیان کی جب سماع ہو اور کہتے ہیں ہمیں خبر دی جب اجازہ ہو اور کہتے ہیں فلاں نے کہا اور ذکر کیا اور ہم نے فلاں کی کتاب میں پایا جب اس کی کتاب سے بغیر سماع و اجازہ کے نقل کیا اور کہتے ہیں فلاں از فلاں جب معاملہ واضح اور معلوم نہ ہو۔

یہ طریقہ اگرچہ زیادہ بہتر اور محکم دقیق اور مضبوط تھا اور ہمارے بغدادی اس کی طرف مائل تھے اور بعض کوفی اور قمی بھی اس کے گرویدہ ہوئے مگر کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا کیونکہ ان سے پہلے اصحاب نے سابقہ طریقہ پر عمل کر لیا تھا جیسا کہ وہ ہمارے اہل سنت بھائیوں کو بھی مفید نہیں ہوا جب صحاب اور تابعین کے دور میں ان کے راویوں نے حدیث کو دوسرے طریقہ سے لیا اس لیے ہم دونوں گروہوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک دو طبقوں میں حدثنا اور اخبرنا کہتے ہیں لیکن اس کے بعد صحابہ اور تابعین کے دور میں فلاں از فلاں سے زیادہ نہیں کہہ سکتے۔

کتاب لینا اور سماع کرنا

شیخ نجاشی نے کہا ہمیں ابن شاذان نے خبر دی ہمیں احمد بن محمد بن یحییٰ نے حدیث بیان کی از سعد از احمد بن محمد بن عیسی اس نے کہا: میں حدیث لینے کے لیے کوفہ چلا میں حسن بن علی وشاء سے ملا اس سے کتاب علاء بن رزین قلّاء اور ابان بن عثمان احمر لانے کی درخواست کی وہ دونوں میرے پاس لائے میں نے کہا مجھے پسند ہے کہ تم ان کی مجھے اجازت دو اس نے کہا: خدا تم پر رحم کرے اتنی جلدی کیا ہے؟ جاؤ ان کو لکھو اور بعد میں سن لینا میں نے کہا: مجھے حوادث روزگار کا اطمینان نہیں ہے۔

تبصرہ: ظاہر ہے کہ شیخ ابو جعفر اشعری کو کتاب ابان کا صحیح نسخہ اور کتاب علاء کا صحیح نسخہ ملا تو وہ اپنے نسخہ کو وشاء کے نسخہ سے مقابلہ کرنا چاہتے اور اسے اجازہ کے تحت روایت کرنا چاہتے تھے۔

نجاشی نے فہرست میں لکھا: علی بن محمد بن عبداللہ ابوالحسن قزوینی قاضی ہمارے جلیل اصحاب میں سے ہیں حدیث میں ثقہ ہیں ۳۵۶ میں بغداد آئے ان کے ساتھ عیاشی کی کچھ کتابیں تھیں اور سب سے پہلے انہوں نے ان کو بغداد میں وارد کیا اور انہیں ابو جعفر زاہد کے واسطہ سے عیاشی سے نقل کیا۔

اور فہرست میں کہا: علی بن عبداللہ بن عمران قرشی ابوالحسن مخزومی جو میمونی کے عنوان سے معروف ہیں مذہب و روایت میں فاسد تھے اور فقہ کو جانتے تھے اس نے کتاب حج لکھی اور کتاب ردّ علی اھل القیاس کتاب حج کا نسخہ اس نے مجھے دیا تو میں نے اس کا نسخہ بنا لیا پھر نجاشی نے اپنی فہرست میں کہا: ابوالحسن میمونی بہت مضطرب ہے اس کی کتاب حج ہے وہ کئی سال مکہ میں قاضی تھے میں یہ کتاب اس سے پڑھی۔

کشی نے رجال میں کہا: ابو عمرو کہتا ہے میں نے ابو نضر محمد بن مسعود سے اسحاق بن محمد بصری کے بارے سوال کیا اس نے کہا: ابو یعقوب اسحاق بن محمد بصری غالی تھا میں بغداد میں اس کے

پاس گیا تاکہ اس سے حدیث لکھوں اور میں نے اس سے نسخہ بنانے کے لیے کتاب مانگی وہ میرے پاس مفضل بن عمر کی تفویض کے بارے میں روایات لایا تو میں نے ان میں رغبت نہیں کی تو وہ میرے پاس ثقہ راویوں سے لی ہوئی احادیث لایا۔

کشی نے کہا: میں نے حمدویہ بن نصیر سے سنا میں حسن بن موسی کے پاس تھا تاکہ اس سے جعفر بن محمد بن حکیم کی حدیثیں لکھوں تو اہل کوفہ میں سے ایک شخص مجھے ملا جس کا نام حمدویہ نے مجھے بتایا تھا اور میرے ہاتھ میں جعفر بن محمد بن حکیم کی حدیثوں کی کتاب تھی اس نے کہا: یہ کس کی کتاب ہے ؟ میں نے کہا حسن بن موسی از جعفر بن محمد بن حکیم اس نے کہا: حسن تو اس میں جو چاہو کہو اور جعفر بن محمد بن حکیم کوئی چیز نہیں ہے۔

نجاشی فہرست میں ذکر کیا وار کشی نے رجال میں فضل بن شاذان سے نقل کیا میں حسن بن علی بن فضال کے پاس کوفہ گیا اس سے ابن بکیر وغیرہ کی احادیث سنیں وہ کتاب لے آتے اور حجرہ میں آتے اور مجھے سناتے تھے۔

صحیح کافی ن ۷ ۳۹۴ میں حسن بن محمد بن سماعہ سے منقول ہے صفوان نے مجھے موسی بن بکر کی کتاب دی اور مجھے کہا: یہ میں نے موسی بن بکر سے سنیں اور اس پر پڑھیں اس میں تھا موسی بن بکر از علی بن سعید از زرارہ۔

شیخ سے سننا اور اس کی تائید و تقریر

نجاشی نے کہا میں مسجد لوئلوی آتا جاتا تھا وہ نفطویہ نحوی کی مسجد ہے میں صاحب مسجد سے قرآن پڑھتا تھا اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت ابوالحسین احمد بن احمد کوفی سے کتاب کافی پڑھتے تھے وہ کہتا: تمہیں محمد بن یعقوب کلینی نے حدیث بیان کی۔

اور نجاشی نے کہا: حسین بن عبید اللہ نے کہا میں منتخباب کو ابوالقاسم بن قولویہ کے پاس لیا اور ان کے سامنے پڑھیں اور کہا یہ تمہیں سعد نے حدیث کی کہنے لگے: نہیں بلکہ مجھے میرے باپ اور بھائی نے ان سے بیان کی اور میں نے خود سعد سے صرف دو حدیثیں سنیں۔

اور زیاد بن ابی حلال کے تعارف میں کہا: ابو عبداللہ حسین بن عبیداللہ کے پاس پڑھا گیا اور میں سن رہا تھا تمہیں حدیث بیان کی احمد بن جعفرن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید بن زیاد نے ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن غالب نے ہمین حدیث بیان کی محمد بن ولید نے اور ہمیں زیاد نے اپنی کتاب کی حدیث بیان کی۔

اور فہرست میں عبداللہ بن احمد بن عامر کے ترجمہ میں کہا: اس نے باپ کے واسطہ سے امام رضا سے ایک نسخہ یعنی صحیفہ رضا کی روایت کی میں نے یہ نسخہ ابوالحسن احمد بن محمد بن موسی سے پڑھا تمہیں عبداللہ بن احمد بن عامر نے باپ کے واسطہ سے امام رضا سے اس کی خبر دی۔

اور یحییٰ بن عمران حلبی کے تعارف میں فرمایا: میں نے ابو العباس احمد بن علی سے پڑھا تمہیں حسن بن حمزہ نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے خبر دی ہمیں میرے باپ نے حدیث بیان کی ہمیں ابن ابی عمیر نے یحییٰ بن عمران سے اس کی کتاب کی حدیث بیان کی۔

خطیب ابن مغازلی نے مناقب امام علیؑ میں ذکر کیا: ہمیں ابوالحسن علی بن عمر بن عبداللہ بن شوذب نے سنہ ۴۳۸ھ میں خبر دی میں نے اس سے کہا: آپ کو آپ کے والد ابو حمد عمر بن عبداللہ بن شوذب نے خبر دی کہ ہمیں محمد بن حسن بن زیاد نے حدیث بیان کی ہمیں ابو العباس محمد بن حنان بزاز نے حدیث بیان کی ہمیں کثیر بن یحییٰ ابو مالک نے حدیث بیان کی ہمیں زیادہ بن عبداللہ عامری اور ابو عوانہ اور ابو سعید بن عبدالکریم نے حدیث بیان کی از اعمش از عدی بن ثابت از زر بن حبیش از امام علیؑ فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا نبی امی ﷺ کے مجھ سے عہد میں ہے کہ سوائے مومن کے تجھ سے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے منافق کے تجھ سے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔

حدیث کا املاء کرانا اور سماع کرنا

تبصرہ: مشائخ کا املاء کرانا اور حاضرین کا سننا اور لکھنا سفروں میں عام تھا جیسا کہ شیخ صدوق کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے مشہد امام رضا میں اصحاب حدیث کی ایک جماعت اور طلاب کو اپنی

بہت سی سنی ہوئی اور نقل کردہ حدیثیں املاء کرائیں اور انہوں نے ان سے بہت سے مجالس میں ان کو لکھا ان میں سے پہلی جمعہ ۱۸ رجب ۳۶۷ میں اور آخری مجلس جو ۹۷ نمبر ہے خمیس ۱۷ شعبان ۳۶۸ھ میں ہے اور یہ احادیث چار سو صفحا میں ۸۷۰ حدیث تک طبع ہو چکی ہیں۔

ان میں شیخ طوسی کی امالی ہے جو انہوں نے نجف میں اپنی بہت سی مسموعات اور مرویات سے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو لکھوائی ان مجالس کو ان کے بیٹے ابو علی مفید نے لکھا مجالس کی تعداد ۴۵ اور احادیث کی تعداد ۱۵۰۰ ہے اور بعض مجالس سے ظاہر ہے کہ افادہ ان پر مناولہ اور قرائت کے تحت تھا نہ املاء اور ان سے سن کر۔

کمسنی میں سماع

نجاشی نے فہرست میں کہا: حسن بن فضال ابو الحسن کوفہ میں ہمارے اصحاب کے فقیہ ان میں وجیہ اور ثقہ ہیں اور حدیث کے عارف اور حدیث میں ان کا قول سنا جاتا ہے اس نے بہت سی حدیثیں سنیں ہم نے ان میں ان کی کوئی لغزش اور کوئی عیب نہیں پایا بہت کم ہی کسی ضعیف سے روایت کرتے اور فطحی تھے اس نے اپنے باپ سے کچھ نقل نہیں کیا اور کہا: میں حدیثوں کا ان کی کتابوں سے مقابلہ کیا کرتا اور میری عمر اٹھارہ سال تھی جبکہ میں اس وقت ان احادیث کو نہیں سمجھتا تھا اس لیے میں نے ان سے روایت کرنا جائز نہیں سمجھا۔اور اس نے اپنے دو بھائیوں کے واسطہ سے اپنے باپ سے نقل کیا۔

اور حماد بن عیسی جہنمی ۲۰۸ھ کے تعارف میں فرمایا: وہ حدیث ثقہ و صدوق تھے اس نے کہا: میں نے امام صادق سے ستر حدیثیں سنیں اور ان میں مجھے اپنے آپ میں شک ہوتا رہا یہاں تک کہ میں نے ان میں بیس پر انحصار کیا۔

کشی نے رجال میں کہا: حمدویہ اور ابراہیم جو نصیر کے بیٹے تھے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عیسی نے از حماد بن عیسی بصری میں نے اور عباد بن صہیب بصری ۲۱۲ھ نے امام صادق سے حدیثیں سنیں تو عباد نے دو سو حدیثیں حفظ کیں اور وہ انہیں امام سے عباد نقل کرتا

تھا اور میں نے ستر حدیثیں حفظ کیں حماد نے کہا: پھر مجھے اپنے آپ میں شک ہونے لگا تو میں نے ان میں ان بیس حدیثوں پر انحصار کیا جن میں مجھے شک نہیں ہوا۔

تبصرہ: اس نے اپنی حدیث میں اس لیے شک کیا کہ اس نے کمسنی میں وہ حدیثیں سنی تھی کہ ان کی عمر تقریبا تیرہ سال تھی اور وہ بیس روایات قرب الاسناد ص ۱۲-۱۵ میں ہیں انہیں محمد بن عیسی یقطینی اور حسن بن ظریف اور علی بن اسماعیل ان سب نے حماد بن عیسی جہنی سے نقل کیں۔

احمد بن حنبل نے کہا: میں نے عبدہ بن سلیمان کلابی کو دیکھا اس کے پاس ایک غلام ہے اس تختیوں میں حدیث لکھواتا ہے جب فارغ ہوا تو اس سے کہا: انہیں پڑھو تو وہ اچھی طرح نہ پڑھ سکا تو اسے کہا: انہیں مٹا دو پھر اسے لکھوایا یہاں تک کہ اس نے اچھی طرح ان کو پڑھا۔

اور کہا: ہمیں سفیان بن عیینہ نے محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ سے حدیث بیان کی ،سفیان نے کہا: میں اس کے پاس بیٹھا جبکہ میں اس وقت پندرہ سال کا تا اور میں اچھی طرح حدیث کو نہیں سمجھتا تھا۔

ملاقات کے بغیر حدیث کا اجازہ

نجاشی نے کہا: ہمیں محمد بن محمد نے خبر از حسن بن حمزہ بن علی بن عبداللہ اس نے کہا: مجھے علی بن ابراہیم نے اپنی تمام حدیثوں اور کتابوں کا اجازہ لکھ بھیجا۔

شیخ طوسی نے امالی میں راویت کی ہمیں محمد بن محمد نے خبر دی کہ شریف صالح ابو محمد حسن بن حمزہ حسینی نے ہمیں حدیث بیان کی ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن ابراہیم نے اپنے خط میں جو اس نے مجھے لکھا وہ ابو نوح کاتب لے آیا ہمیں باپ نے حدیث بیان کی از محمد بن اسماعیل بن بزیع از عبیداللہ بن عبداللہ از امام صادق۔

شیخ صدوق نے امالی میں روایت کی ہمیں سلیمان بن احمد بن ایوب لخمی نے خبر دی اس خط میں جو اس نے اصفہان سے مجھے لکھا کہا ہمیں احمد بن قاسم بن مساور جوہری نے حدیث بیان کی۔

شیخ صدوق نے اکمال الدین میں روایت کی مجھے علی بن حاتم نے خبر دی اس خط میں جو اس نے مجھے لکھا کہ ہمیں حمید بن زیاد نے حدیث بیان کی۔

خطیب واسط ابو الحسن ابن مغازلی نے اپنی کتاب مناقب امام علیؑ میں روایت کی مجھے خبر دی ابو عبداللہ محمد بن علی بن عبدالرحمٰن علوی نے خط وکتاب کے تحت کہ ابو الحسن علی بن عبدالرحمٰن بکائی نے انہیں خبر دی کہ ہمیں محمد بن عبداللہ حضرمی نے حدیث بیان کی ہمیں بکر بن ابی شیبہ اور عبداللہ بن حماد نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا: ہمیں وکیع نے اعمش سے حدیث بیان کی از عدی بن ثابت از زرّ از امام علیؑ کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے عہد دیا کہ تجھ سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے منافق کے کوئی تجھ سے بغض نہیں رکھے گا۔

شیخ طوسی نے رجال میں کہا: محمد بن حسن بن ولید قمی؛ان سے تلعکبری نے روایت کی اور ذکر کیا کہ وہ ان سے نہیں ملے لیکن ان کا اجازہ ان کے پاس جعفر بن حسین مومن کے ہاتھوں تمام روایات سے متعلق وارد ہوا۔

تقیہ کی ڈھال

اہل بیت کی حدیث غالیوں کی حیلوں اور دسیسہ کاریوں سے پہلے دور میں محفوظ تھی چونکہ اصحاب حدیث سب فقہاء مخلص اور ایکدوسرے سے مانوس تھے وہ حدیث کی بحث نہیں کرتے تھے مگر کامل مخفی طور پر اور اس علمی میراث کو نشر عام نہیں کرتے تھے مگر جس پر انہیں کامل اعتماد ہو کیونکہ انہیں خون بہنے اور قتل کا خطرہ رہتا تھا۔

لیکن دوسرے دور میں جب اصحاب حدیث بڑھ گئے اور اصول و مولفات زیادہ ہو گئیں اور ورّاقین اور صحیفہ بنانے والوں کے ہاتھوں لگیں تو وہ ان کی میراث میں خیانت کار غالیوں اور زندیقوں کے آلہ کاروں نے بازی شروع کر دی انہوں نے اس میں کمی زیادتی کی اور تغیر و تبدیلی کی اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانا شروع کر دیا اس وقت بہت زیادہ تضاد اور

تناقض پیش آیا حتی کہ فقہ اور معارف کا کسی باب میں کوئی حدیث نہیں مگر اس کے مخالف حدیث ہے اور اس کے تناقض اور تضاد پایا جاتا ہے اسطرح اختلاف اور تناقض نے عقائد اور فتاوی اور احکام میں راہ پالی اس لیے بہت زیادہ ہم کتب حدیث میں اختلاف اور کمی زیادتی دیکھتے ہیں۔

وزّاق اور نسخہ بنانے والے

ابن اثیر نے لباب میں کہا: وزّاق ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو کتاب کے نسخے بناتے ہیں اور کاغذ بیچتے ہیں۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں کہا: عقدہ جو ابوالعباس کے والد تھے وہ کوفہ میں اوراق اور نسخے بنایا کرتے تھ اور ابن نجار نہیں کہا: وہ بہترین خط والے نسخہ بردار تھے۔

لسان المیزان میں ہے : حاکم نے تاریخ نے کہا: میں نے ابراہیم بن عصمہ عدل نیشاپوری کو دیکھا وہ اس وقت بہت سن رسیدہ ہوچکے تھے اس نے اپنے باپ وغیرہ سے ۲۸۰ سے پہلے احادیث سنیں تھیں اور اس کی اصول صحیح اور اس کی سنی ہوئی منقولات صحیح تھیں تو بعض ورقہ بنانے والے اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس میں چیزوں کا اضافہ کردیا۔

نجاشی نے فہرست میں کہا: محمد بن ابی یونس تسنیم بن حسن بن یونس ابوطاہر وزّاق حضرمی کوفی ثقہ عین صحیح الحدیث وہ ابونعیم فضل بن دکین کا وزّاق تھا۔

نجاشی نے کہا: محمد بن علی بن یعقوب ابوالفرج قنانی کاتب ثقہ تھا اور وہ ہمارے اصحاب کے لیے نسخے بنایا کرتا تھا۔

زندیق و ملحد افراد اور سید مرتضی کا بیان

سید جلیل القدر مرتضی ۴۳۶ھ نے غرر میں زندیقوں کے بارے میں ایک فصل میں کہا: جیسے زمانہ جاہلیت میں اور اسلام سے پہلے اور اس کی ابتداء میں دہریہ منکریں خدا اور مشرکین جو غیر خدا کی عبادت کرتے تھے اور اپنے رازق کو چھوڑ کر غیروں سے رزق کی بھیک مانگنے جاتے

تھے خدا نے ان کی مثالیں قرآن میں دیں اور ان پر واضح دلیلوں کے ذریعہ حجت تمام کی ان کے بعد ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے اپنی جان و مال کے ڈر سے شعار اسلام کا اظہار کرتے ہوئے زندیقوں، ملحدوں اور کفار و مشرکین کی روش پر قائم رہی وہ اسلام کی شان و شوکت کی وجہ سے بد باطن کا اعلان تو نہیں کر سکتے۔

لیکن ان کی مصیبت اسلام اور اہل اسلام پر جاہلیت کے مشرکین سے زیادہ تھی کیونکہ وہ دین میں دغل بازی کرتے ہوئے مستضعفین اور کمزور ایمان افراد پر اسلام کی حقیقی تصویر کو خراب کر کے پیش کرتے ... جیسے عبدالکریم بن ابی العوجاء سے منقول ہے کہ جب محمد بن سلیمان (جو منصور کی طرف سے کوفہ کا والی تھا) نے اسے پکڑا اور قتل کے لیے پیش کیا جب اسے موت کا یقین ہو گیا تو وہ کہنے لگا: اگر تم مجھے قتل بھی کر دو تو میں نے تمہاری حدیثوں میں چار ہزار رجھوٹی اور مصنوعی وایتیں ڈالی دی ہیں [۴۷]۔

اور پھر فرمایا: ابن مقفّع تو جعفر بن سلیمان نے مہدی عباسی سے روایت کی کہ اس نے کہا: مین نے زندیقوں کی کوئی کتاب نہیں دیکھی مگر اس کی اصل ابن مقفع ہے۔

---

[۴۷]۔ الغرر والدرر (الامالی سید مرتضی) ،اص۷ ۱۲؛ اور اس بات کی تائید دیگر منابع میں بھی موجود ہے جیسا کہ طبری نے حوادث ۱۵۵ھ میں تفصیل سے لکھا: إنَّ والی الکوفة محمّد بن سلیمان، کان قد حبس عبد الکریم بن أبی العوجاء علی الزندقة، فکثر شفعاؤه عند الخلیفة المنصور، ولم یتکلّم فیه إلاّ ظنین متّهم، فکتب إلی محمّد بن سلیمان بالکفّ عنه إلی أن یأتیه رأیه، وکان ابن أبی العوجاء قد أرسل إلی محمّد یسأله أن یؤخّره ثلاثة أیام ویعطیه مائة ألف، فلما ذکر لمحمّد أمر بقتله، فلما أیقن أنه مقتول قال:(أما واللّه لئن قتلتمونی، لقد وضعت أربعة آلاف حدیث أُحرِّم فیه الحلال وأُحِلُّ فیه الحرام، واللّه لقد فطَّرتکم یوم صومکم، وصوّمتکم فی یوم فطرکم) تاریخ طبری ط. اِور با ۶/۳ ۷۶ ۳، وط لیدن ۶ ص۲۹۹، تاریخ کامل ابن اثیر ۶/ ۳، تاریخ ابن کثیر ۱۰/ ۱۱۳ میزان الاعتدال، ذہبی ط. دار احیاء الکتب العربیة، تحقیق علی محمد بجاوی ۲/ ۶۴۴. لسان المیزان ابن حجر میں اس کا تفصیلی تعارف ہے۔

اور ابوالفرج اصفہانی نے آغانی مین اس کی روایت میں ہے کہا: عبدالکریم بن ابی العوجاء جوانی کو فاسد کرتا اس سے عمرو بن عبید (بصری) نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو ہمارے جوانی کو تنہائی میں خراب کرتا ہے اور انہیں گمراہ کرتا ہے اور انہیں اپنے دین میں داخل کرتا ہے اگر تو ہمارے شہر سے چلا جائے تو بہتر ورنہ میں تیرے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ تیری جان لے لوں گا تو وہ کوفہ چلا گیا اور محمد بن سلیمان کو اس کی خبر دی گئی تو اس نے اسے قتل کر کے صولی لگا دیا۔

غالی اور تجاوز گر

شیخ مفید ۴۱۳ھ نے اشباح کے بارے میں میں سوال کے جواب میں کہا: اشباح کو ذکر کرنے والی روایات کے الفاظ مختلف اور معانی میں تناقض ہے اور غالیوں نے ان پر بہت سی باطل چیزیں بنائی ہیں اور ان میں کتابیں لکھی ہیں جن میں لغو وفضولیات قائم کیں اور اہل حق کے شیوخ کی ایک جماعت کی کتابوں کے محتویات میں اضافے کر دیئے اور باطل کو ان کے ہاں اضافہ کر کے غور کرتے رہے ان میں وہ کتاب ہے جسے کتاب الاشباح والاظلہ کا نام دیا اسے محمد بن سنان کی تالیف ہونے کی نسبت دی۔

تبصرہ: ابن سنان کے ۱۲۰ نمبر تعارف میں رجوع کریں۔

شیخ طوسی نے امالی میں روایت کی اور علامہ مجلسی نے بحار میں حسین بن عبیداللہ سے نقل کیا کہ ہمیں محمد بن یحییٰ عطار عطر فروش نے خبر دی کہ ہمیں احمد بن محمد بن خالد نے عباس بن معروف سے حدیث بیان کی از عبدالرحمٰن بن مسلم از فضیل بن یسار کہ امام صادق نے فرمایا: اپنے جوانوں کے بارے مین غالیوں سے ڈرو کہ وہ انہیں فاسد نہ کر دیں کہ غالی بدترین مخلوق خدا ہیں وہ خدا کی عظمت و جلالت کو کمتر کرتے ہیں اور بندگان خدا کے لیے ربوبیت کا دعوی کرتے ہیں پھر فرمایا: غالی ہماری طرف پلٹے تو ہم اسے قبول نہیں کرتے اور مقصر ہم سے مل جائے تو ہم اسے قبول کر لیتے ہیں کہا گیا: ایسا کیسے ہے اے فرزند رسول! فرمایا: کیونکہ غالی نماز

زکات روزہ اور حج چھوڑنے کا عادی ہوچکا ہے اور وہ اپنی عادت کو ترک کرنے اور خدا کی اطاعت کو پلٹنے کی قدرت نہیں رکھتا جبکہ مقصر جب حق کو جان لیتا ہے تو عمل کرتا ہے اور اطاعت کرتا ہے۔

صحیح کافی ن ۹۲ ۴۳۴ میں ہشام بن سالم سے منقول ہے : امام صادق نے فرمایا: جو لوگ اس ولایت سے منسوب ہیں ان میں کچھ ایسے جھوٹے ہیں کہ شیطان کو بھی ان کے جھوٹ کی ضرورت پڑتی ہے۔

کشی نے رجال میں حمدویہ سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر کے واسطہ سے ہشام بن سالم سے روایت کی کہ امام صادق نے غالیوں کا ذکر کیا تو فرمایا: ان میں کچھ ایسے جھوٹے ہیں کہ شیطان کو بھی ان کے جھوٹ کی احتیاج رہتی ہے۔

تضاد اور اختلافات اور تناقضات

شیخ طوسی محمد بن حسن نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام کے مقدمہ میں اس طرح اس کا اعتراف کیا ہے : مجھے بعض دوستوں - جن کا حق مجھ پر واجب ہے -نے اپنے اصحاب کی احادیث کے بارے میں بتایا اور جو ان میں اختلاف ،تناقضات اور آپس میں تضاد و تنافی پائی جاتی ہے حتی کوئی روایت نہیں ہے مگر اس کے مقابلے میں اس کے مخالف روایت ہے اور کوئی حدیث نہیں مگر اس کے مخالف بھی ہے حتی ہمارے مخالفین نے ہمارے مذہب پر سب سے بڑا یہی اشکال بنا لیا ہے اور ہمارے عقیدہ کو باطل کرنے کی راہ نکالی ہے کہ تمہارے سلف و خلف شیوخ اپنے مخالفین پر یہی طعنہ دیتے تھے کہ وہ اپنے عقائد میں اختلاف کا شکار ہیں اور ان پر ان کی فروع میں اختلافات کا طعنہ دیتے اور کہتے تھے کہ اس طرح خدائے حکیم کی عبادت نہیں ہوتی اور نہ اس پر عمل کرنا جائز ہے جبکہ ہم تمہیں ان سے بڑھ کر اختلافات کا شکار پاتے ہیں اور ان سے زیادہ تناقضات میں پاتے ہیں اور تم میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے جبکہ تم دوسروں کو

ان کے اختلاف کی وجہ سے باطل سمجھتے ہو تو تمہارا یہ اختلاف تمہاری اصل بھی باطل ہونے کی دلیل بن سکتا ہے۔

فتاوی کا اختلاف

شیخ طوسی نے عدۃ الاصول میں کہا: میں نے فرقہ حقہ کو احکام میں مختلف نظریات پر پایا ایک ان میں وہ فتوی دیتا ہے جو دوسرا نہیں دیتا اور یہ فقہ کے تمام ابواب؛ طہارت سے دیات تک اور عبادات اور احکام و معاملات اور فرائض وغیرہ میں ہے یہاں تک کہ کوئی باب اس سے محفوظ نہیں مگر اس میں کئی مسائل یا ایک مسئلہ میں کئی فتاوی کے تحت اس گروہ کے علماء کا اختلاف ہے اور ان سے منقول صرف فقہ کی مختلف قسم کی روایات کو میں نے اپنی دو کتابوں استبصار اور تہذیب میں نقل کیا ہے جو پانچ ہزار سے زیادہ ہیں اور میں نے بیان کیا کہ ان میں سے اکثر میں گروہ شیعہ کے عمل کا بھی اختلاف ہے۔

اور سید ابن طاووس نے اپنے ایک کلام میں فرمایا: میں خیال کرتا تھا کہ میری مصلحت اور میری دنیا اور آخرت میں نجات احکام شرعیہ کے فتاوی میں مہارت حاصل کرنا ہے کیونکہ میں افعال سے متعلق تکالیف میں اپنے اصحاب کے فقہاء میں روایات کا اختلاف محسوس کرتا تھا . جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب اجازات میں بیان کیا اور علامہ مجلسی نے ان سے بحار میں نقل کیا ہے بحار ۱۰۴ص ۴۲۔

دسیسہ کاری اور جعلکاری

جعلکار لوگ کبھی معروف اصل یا مشہور کتاب کو لیتے اور اس کے بہت سے نسخے بناتے اور اس کے درمیان میں جعلی اور وضعی حدیثوں کو بڑھا دیتے یا اس کے کلمات کو اپنی خواہشات کے مطابق تحریف و تبدیل کر دیتے تھے اور نسخہ کامل کرنے کے بعد اس کی پشت پر لکھتے: یہ فلاں کے پاس فلاں مہینے میں ان کے اصحاب کے سامنے پڑھا گیا پھر ان دسیسہ کاری شدہ نسخوں کو

ورقہ اور نسخہ بنانے والوں کے گھروں میں پھیلا دیتے یا انہیں ضعیف محدثین کی دسترس میں قرار دیتے۔

اور کبھی وہ کامل صحیفہ جعل کرت جس میں غلو و جھوٹ بھرے ہوتے اور اس کی پشت پر لکھتے یہ فلاں کی اصل ہے اور فلاں کی کتاب ہے پھر ان جعلی نسخوں کو نسخہ برداروں کی کتاب میں دسیسہ کر دیتے یا انہیں بچوں اور ان پڑھ بوڑھیوں کے ہاتھوں بیچ دیتے گویا انہیں بے محدثین سے ورثہ میں ملی ہیں۔

حدیث میں دسیسہ کاری اور جعل کاری

کشی نے بسند معتبر خود یونس سے اور انہوں نے ہشام بن حکم سے نقل کیا کہ اس نے امام صادق سے سنا فرمایا: مغیرہ بن سعید میرے والد گرامی پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ان کے اصحاب کی کتابیں لیتا اور اس کے ساتھی میرے اصحاب کے ساتھوں میں چھپے ہوئے تھے وہ میرے اصحاب سے کتابیں لیتے اور وہ مغیرہ کو دیتے وہ ان میں کفر و زندیقانہ باتیں اضافہ کرتا اور انہیں میرے والد کی طرف نسبت دیتا پھر وہ اسے اپنے ساتھیوں کو دیتا وہ انہیں شیعوں میں نشر عام کرنے کا حکم دیتا تو جو کچھ میرے والد گرامی کے اصحاب کی کتابوں میں غلو کی باتیں ہیں وہ مغیرہ بن سعید نے ان کی کتابوں میں دسیسہ کی ہیں۔

ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ۳ص۱۵ حماد بن سلمہ بن دینار بصری کے تعارف میں لکھا اور کہا گیا: ابن ابی العوجاء حماد کا پروردہ تھا اور وہ اس کی کتابوں میں دسیسہ کیا کرتا تھا۔

اور ابن حجر نے ابو داود طیالسی کے بارے میں لکھا: قیس بن ربیع حارثی م۱۸۶ھ کو ان کے بیٹے کی طرف سے لایا گیا اس کا بیٹا لوگوں کی حدیثیں لیتا اور اسے قیس کی کتاب کی خالی جگھوں میں داخل کر دیتا اور اس شیخ کو اس علم نہیں ہوتا تھا۔

تبصرہ: ثقہ کے نام پر جعلی روایات کی فصل نمبر ۱۱ ملاحظہ ہو۔

جھوٹی اصول کی دسیسہ کاری

نجاشی نے کہا: میں نے اپنے شیوخ کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ علی بن حسن بن فضال کی طرف منسوب کتاب جو اصفیاءِ امیر المومنین کے عنوان سے معروف ہے کا ذکر کرتے تھے اسے جعلی اور بے اصل قرار دیتے خدا بہتر جانتا ہے۔ وہ کہتے: اس کتاب کی روایت ابو العباس ابن عقدہ اور ابن زبیر کی طرف متصل کی گئی جبکہ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان سے نقل کی ہو اور کہا ہو کہ میں نے اسے شیخ سے پڑھا مگر ان میں سے ہر ایک کی طرف اجازہ کے تحت نسبت دی جاتی ہے۔

نجاشی نے کہا: اور جابر بن یزید جعفی کی طرف امام باقر کا اہل بصرہ کے نام رسالہ وغیرہ احادیث اور کتابیں نسبت دی جاتی ہیں اور یہ سب جعلی اور جھوٹی ہیں خدا جانتا ہے۔

شیخ طوسی نے فہرست میں کہا: ابو جعفر ابن بابویہ نے فہرست میں کہا: محمد بن حسن بن ولید کہتے تھے: زید زراد اور زید نرسی کی اصل جعلی ہیں اور اسی طرح خالد بن عبداللہ بن سدیر کی کتاب بھی یہ اصول محمد بن موسی ہمدانی نے جعل کیں۔

جعلکاری کو نافذ کرنے کی سیاست

انہوں نے اپنے حیلوں کو نافذ کرنے اور اپنے جھوٹ اور جعلکاری کو نشر عام کرنے کے لیے نسخوں کو بغیر تحقیق و جستجو کے لینا جائز ہونے کے لیے حدیثیں جعل کیں اور غالیوں اور جھوٹے راویوں سے بغیر حرج کے روایت نقل کرنے کے جواز میں مختلف قسم کی روایات گھڑیں اور اس خبیث تری حیلے و فریب سے سادہ لوح مشائخ اور غافل راویوں کی ایک جماعت دھوکہ کھا گئی اور انہوں نے ان کے جعلی اور دسیسہ کاری والے جھوٹ اپنی کتابوں میں بھر دیئے اور ان کی کہانیوں کو نشر عام کرنے کی کوشش میں لگ گئے اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

جعلی جھوٹ کی شہرت اور نشر عام

کلینی نے کافی میں نقل کیا از عدہ از احمد بن محمد از محمد بن حسن بن ابی خالد شینولہ کہ میں نے امام ابو جعفر ثانیؑ سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں ہمارے مشائخ نے امام باقر و صادقؑ سے روایات کیں اور وہ شدید تقیہ میں تھے انہوں نے اپنی کتابیں چھپا دی تھیں اور ان سے نقل نہیں کی گئی جب وہ فوت ہوئے تو وہ کتابیں ہمیں ملیں فرمایا: ان کو نقل کرو وہ حق ہیں۔

تبصرہ: اس جھوٹ کو نقل کرنے کی ذمہ داری احمد بن محمد بن خالد برقی کی ہے کہ وہ اس کو نقل کرنے میں تنہاء ہیں اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بہت سے متروکہ نسخوں کو بطور وجادہ نقل کرتا ہے۔

کلینی نے کافی میں علی بن ابراہیم اور از احمد بن محمد بن خالد از نوفلی از سکونی از امام صادقؑ سے نقل کیا کہ امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: جب تم کوئی حدیث بیان کرو تو اسے اس کی طرح نسبت دو جس نے وہ تمہیں بیان کی اگر حق ہو تو تمہارے فائدہ میں ہے اور اگر جھوٹ ہے تو وہ اس پر ہے۔

تبصرہ: اس روایت کا ذمہ نوفلی پر ہے کہ اس کا تعارف ن ۴۰ میں آتا ہے اور اسے مسعدہ بن صدقہ سے دوسرے لفظوں میں نقل کیا گیا اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابو امامہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا جس نے حدیث بیان کی جیسی سنی تو اگر وہ سچ ہے تو وہ تیرے اور اس کے لیے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو وہ اس پر ہے جس نے بنائی اور ہیثمی نے کہا: اسے طبرانی نے معجم کبیر میں نقل کیا اور اس میں جعفر بن زبیر کذاب ہے۔

عسقلانی نے لسان المیزان میں اور ذہبی نے میزان الاعتدال میں سعید بن عمرو کے واسطہ سے مسعدہ بن صدقہ سے نقل کیا کہ امام صادق نے اپنے باپ دادا کے واسطہ سے امام علیؑ سے

نقل کیا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم حدیث لکھو تو اس کو سند کے ساتھ لکھو اگر حق ہو گی تو تم اجر میں شریک ہو اور اگر باطل ہے تو اس کا عذاب اسی پر ہے۔

کہا: یہ جھوٹ اور جعلی ہے جو ہمیں کنجرودیات کے آخر میں ملا۔

پتھر ادھر پلٹاؤ جہاں سے آیا

اس وقت دین کے زعماء اور حدیث کے محافظوں میں جلیل القدر جہاں دیدہ افراد نے اس مکر و فریب کا مقابلہ کرنے کے لیے اقدام کیا اور زندیقوں اور غالیوں پر طعن و تشنیع کو عام کیا اور حدیث کے راویوں میں ضعیف اور ثقہ کے درمیان امتیاز قائم کر دیا اور ان جھوٹوں کو اور ان کے جعلی آثار کو اپنی علمی ثقافت سے دور کر دیا اور اپنی تالیفات میں ابواب اور احادیث کی تعداد کے نمبر شمار لگا کر ان کو معتمد بنایا تا کہ ان میں خیانت کار غالی اضافہ نہ کر سکیں اور کتابوں کے نسخہ بنانے میں خاص روش اور سطور کی شمارش قائم کی جس میں سطریں اور کلمات کی مقدار معلوم ہو اور ان میں ایک دوسرے سے اختلاف نہ ہو سکے اور کوئی اس میں کوئی سطر اور زائد صفحات کا اضافہ یا سطروں میں کلمات کو ملحق نہ کر سکے جیسا کہ ہم قدیم نسخوں میں دیکھتے ہیں۔

قدیم علماء کی سنت و طریقہ [رجال اور راویوں کی تحقیق]

شیخ طوسی نے عدۃ الاصول میں فرمایا: ہم نے گروہ شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے ان روایات کو نقل کرنے والوں میں امتیاز قائم کیا ان میں ثقہ اور معتمد افراد کی توثیق کی اور ضعیف اور غیر معتمد کو ضعیف قرار دیا اور جس کی حدیث اور روایت پر اعتماد ہوتا ہے ان کو غیر معتمد افراد سے جدا کیا اور ممدوح کی مدح اور مذموم کی مذمت کی اور کہا: فلاں حدیث متہم ہے اور فلاں کذاب اور جھوٹا ہے اور فلاں مخلط اور خلط ملط کرنے والا ہے اور فلاں مذہب و اعتقاد میں مخالف ہے اور فلاں واقفی ہے اور فلاں فطحی ہے وغیرہ طعن جو انہوں نے ذکر کئے اور اس میں انہون نے کتابیں لکھیں اور اپنی فہارس میں جن تصنیفات کو روایت کیا ان کے کچھ راویوں کو استثناء

اور جدا کیا یہاں تک کہ جب ان میں سے ایک نے کسی حدیث کا انکار کیا تو اس کی سند میں طعن کیا اور اس کے راویوں کو ضعیف قرار دیا یہ ان کی قدیم اور جدید طریقہ اور روش ہے اور یہ کبھی ختم نہیں ہوئی۔

ضعیف مشائخ کو دور بھگانا

شیخ نجاشی نے فہرست میں لکھا؛ احمد بن محمد بن عیسی نے سہل بن زیاد آدمی کے خلاف غلو اور جھوٹ کی گواہی دی اور اسے قم سے ری کی طرف نکال باہر کیا۔

اور ابو الحسین ابن عضائری نے جیسا کہ فضل ضعفاء ن ۸ میں دیکھو گے فرمایا: احمد بن محمد بن عیسی نے احمد بن محمد برقی کو قم س ے نکالا اور پھر اسے واپس بلایا اور اس سے معذرت کی۔

کشی نے رجال مین فرمایا؛ ابو علی احمد بن علی سلولی شقران نے بیان کیا کہ حسین بن عبیداللہ قمی کو قم سے اس وقت نکالا گیا جب وہاں سے غلو سے متہم لوگوں کو نکالا جاتا تھا۔

نجاشی نے فرمایا؛ ابو سمینہ قم میں آیا جبکہ کوفہ میں جھوٹ میں مشہور ہو چکا تھا اور احمد بن محمد بن عیسی کے پاس ایک مدت تک ٹھہرا پھر غلو میں مشہور ہو گیا وت چھپ گیا اور احمد بن محمد بن عیسی نے اسے قم سے نکال باہر کیا اور اس کی ایک داستان ہے۔

کافی کی کتاب کے نمبر شمار

کتاب کافی کا ایک نسخہ پایا جاتا ہے جو کتاب صید و ذبائح ،اطعمہ واشرب اور معیشت پر مشتمل ہے اور اس میں ہر کتاب کے بعد اس کے ابواب کی تعداد اور کتاب کے اوراق کی تعداد لکھی ہے تا کہ اس میں مکر و فریب کرنے والے افراد اضافہ نہ کریں یا اس سے چور قسم کے افراد کمی نہ کریں اور وہ نسخہ مشہد رضوی میں مدرسہ نواب کے کتاب خانہ میں محفوظ ہے اور اس کے آخر میں ہے: اسے قربۃ الی اللہ اپنے لیے لکھا: خدا کی رحمت کا نیاز مند علی بن ابی المیامین علی بن احمد بن علی بن ابینا نے واسط میں ماہ ربیع اول سنہ ۶۷۵ھ۔

کتاب استبصار کے نمبر شمار

اسی طرح شیخ طوسی کی کتاب استبصار کے خاتمہ میں ہے : میں نے اس کتاب کو تین اجزاء میں تقسیم کیا پہلا اور دوسرا عبادات میں ہے اور تیسرا معاملات وغیرہ میں ہے پہلا جزء تین سو ابواب پر مشتمل ہے جو سب ۱۸۹۹ احادیث پر مشتمل ہیں اور دوسرا جزء ۲۱۷ ابواب اور ۱۱۷۷ حدیث اور تیسرا جزء ۳۹۸ ابواب پر مشتمل ہے اور ان سب میں ۲۴۵۵ حدیثیں ہیں اس طرح کتاب کے کل ابواب ۹۲۵ اور کل روایات ۵۵۱۱ ہیں انہیں شمار کر دیا تاکہ ان میں کمی یا اضافہ نہ ہوسکے۔

رجال وراویوں کی معجم اور جامع کتابیں

اسکے ساتھ انہوں نے راویوں اور ان کے عقائد واخلاق اور طریقہ کار کو جاننے کے لیے بڑی معجم کتابیں لکھیں اور اصول وکتابوں کو جاننے اور صحیح وضعیف اور سندوں کو جانچنے کے لیے مفید باارزش فہرستیں مرتب کیں مگر ان معجمات سے اب صرف دو عدد باقی ہیں : ایک رجال شیخ کشی اور دوسری رجال شیخ طوسی اور ان فہارس میں سے صرف دو باقی ہیں ایک فہرست شیخ نجاشی اور دوسری فہرست شیخ طوسی اور ان میں سے ہر ایک کا ایک امتیاز ہے ان کے بارے میں بحث کریں گے تاکہ ان کو اچھی طرح جان لیں۔

مصادر بحث : ایک نظر کلمہ رجال ، طبقات ، فہرست کو مفید کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعۃ میں دیکھو کہ شیخ طوسی نے فہرست میں ان میں سے سولہ عدد اور کتاب رجال میں گیارہ عدد اور اسی طرح نجاشی نے اپنی فہرست میں ۴۸ عدد کتاب اور ۳۰ فہرستوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے دقیق موارد کو ہم نے فہرست کے مقدمہ کے لیے ایک رسالہ میں لکھا۔

شیخ طوسی کی فہرست ورجال میں سیرت

شیخ ابو جعفر طوسی م ۴۶۰ھ نے اپنی دو کتابیں رجال و فہرست لکھیں ایک میں راویوں کے طبقات کو لکھا اور دوسرے میں شیعہ کے مولفین کو حروف تہجی سے لکھا اس طرح کتاب طبقات رجال اور فہرست مولفات واصول تمام ہوئی اگرچہ وہ سینکڑوں کتب تراجم وتواریخ اور معاجم حدیث سے مدد لے رہے تھے جن ان کے پاس موجود تھیں لیکن انہوں نے صرف نام لکھنے پر اکتفاء کیا اور ان کی تاریخ پیدائش اور وفات اور ان کے مشائخ وشاگرد لکھیں اور نہ ان کی نادر روایات اور حکایات لکھیں جیسا کہ اس وقت بھی تراجم رجال لکھنے والوں میں مشہور تھا اس سب کے پیچھے کوئی مصلحت تو ہوگی جو ان کے اور ان کے اس فاضل دوست کے ذہن میں تھی جو ان کے سب بیانات پر غالب تھے کہ وہ اس سے زیادہ رجال کے احوال کے درپے نہ ہوں تا کہ ان کے بارے میں ذکر ہونے والی جرح وطعن اور ان کی مولفات کے ساقط کرنے کے بیانات کو چھوڑنے کا عذر بن سکے۔

تفصیل اور تدریب [سید مرتضی کی زندگی میں فہرست ورجال کی تالیف]

شیخ نے اپنی دونوں کتابیں ہم زمان لکھیں جبکہ وہ چار سو کے بعد چوتھے عشرہ میں تھے اور اس کے بعض شواہد یہ ہیں:

شیخ نے رجال میں باب ۱۳ یعنی آخری باب میں فرمایا: علی بن حسین موسی ان کی کنیت ابو القاسم ان کا لقب مرتضی ؛ذوالمجدین، علم الھدی ہے خدا ان کی تائید فرمائے وہ ادب وفضیلتب میں اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ ہیں متکلم فقیہ اور سب علوم کے جامع ہیں خدا کی عمر زیادہ فرمائے ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے فہرست میں لکھا اور ان سے ان کی اکثر کتابیں سنیں اور ان سے پڑھیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب رجال کو مکمل کیا جبکہ سید مرتضی م ۴۳۶ھ زندہ وسلامت موجود تھے۔

انہوں نے فہرست ن ۷ میں ابراہیم بن محمد ثقفی کے تعارف میں فرمایا: ہمیں اس کی جلیل القدر مرتضی علی بن حسین موسوی-خداان کی تائید فرمائے-اور شیخ محمد بن محمد بن نعمان مفید -خداان سے راضی ہو-نے خبر دی۔

اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے فہرست کی تالیف شیخ مفید کی وفات ۴۱۳ھ کے بعد اور سید مرتضی کی وفات ۴۳۶ھ سے پہلے شروع کی اور شاید اس سے پہلے کہ سید مرتضی کو ۴۲۰ھ میں علم الھدی کا لقب ملا ہو۔

اور فہرست ن ۴۳۳ھ میں سید جلیل مرتضی کے ترجمہ میں فرمایا: علی بن حسین موسوی ان کی کنیت ابو القاسم اور لقب علم الھدی، اجلّ، سید مرتضی خداان سے راضی ہو وہ بہت سے علوم میں یگانہ روزگار تھے اور ان کی فضیلت پر اتفاق ہے اور وہ کلام و فقہ واصول فقہ اور ادب و نحو شعر و معانی شعر اور لغت وغیرہ میں مقدم تھے ان کا دیوان شعر ۲۰ ہزار بیت سے زیادہ ہے اور ان کی تصنیفات اور مسائل بلاد بہت زیادہ ہیں کہ ان کو ان کی معروف فہرست میں بیان کیا گیا ہے مگر میں ان میں بڑی کتابوں کو ذکر کرتا ہوں اور ان کی کتابیں ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ان کی وفات ماہ ربیع اول سنہ ۴۳۶ھ میں ہوئی خداان کو شاداب فرمائے اور میں نے ان سے ان کی اکثر کتابیں پڑھیں اور سب سنیں جب ان پر کئی بار پڑھی جارہی ہوتیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فہرست کو سید کی وفات کے بعد کامل کیا اور وہ ان کی وفات سے پہلے اور بعد میں اپنی فہرست کے مسودہ و مبیضّہ میں مصروف تھے۔

جب ہم نے یہ سن لیا کہ انہوں نے کتاب رجال میں فہرست کا حوالہ دیا جبکہ اسے سید کی وفات سے پہلے مکمل کیا اور اسے سید کی وفات کے بعد مکمل کیا خصوصا سید کا یہ تعارف تو ہمیں یہ کہنا ہے کہ شیخ کی فہرست اور رجال میں زمانہ کے لحاظ سے کلام میں تناقض ہے یا یہ کہیں کہ وہ اپنی دونوں کتابوں کو ہم زمان لکھ رہے تھے ایک کاپی میں مولفی کو لکھتے اور دوسری میں راویوں کو لکھتے طبیعتاً ایسا ہو کہ وہ راویوں کے بارے میں ایک کتاب اور مولفین کے بارے میں ایک

کتاب لکھنا چاہتے ہیں جبکہ شیخ فاضل نے ان سے کئی بار درخواست کی ہے اور وہ اس کی درخواست کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

اور تالیف کے زمانہ کو چھوتھا عشرہ قرار دینا تو وہ سید مرتضی کے القاب سے سمجھا جاتا ہے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید مرتضی کا مرتضی اور اجلّ طاہر ،ذی المجدین ، ذی الحسبین، ذی المنقبین جیسے القاب قادر باللہ کے حکم سے ۳صفر کو ان کے بھائی سید رضی کی ۶ محرم ۴۰۶ھ میں وفات کے قرار پائے اور یہ القاب اس سے پہلے سید شریف رضی کے ساتھ مختص تھے اور خلیفہ نے لوگوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے خطاب اور خطوط میں سید کو شریف اجلّ کے عنوان سے یاد کریں یہاں تک کہ خلیفہ کے سامنے بھی، تو سید مرتضی اس سال کے بعد حج و مظالم کے امیر اور طالبیین کے نقیب ہوئے اور ان کے یہ ضخیم القاب یاد ہوئے یہاں تک کہ خلیفہ کے سامنے یہاں تک کہ ۴۲۰ھ میں انہیں علم الھدی کا لقب ملا جو ابن وزی ابو سعید نے دیا اور ان کی وفات تک ۴۳۶ھ تک ان کا مشہور ترین لقب تھا۔

تو شیخ طوسی کا فہرست و رجال میں کلام جب وہ سید کو اجلّ اور لقب علم الھدی قرار دیتے ہیں بیان کرتا ہے کہ انھوں نے فہرست اور رجال کو ۴۲۰ھ کے بعد لکھا[۷۳]۔

شیخ طوسی کے رجال کا مقدمہ

شیخ طوسی نے کتاب رجال کے مقدمہ میں فرمایا: اما بعد ! میں نے جواب دیا جو شیخ فاضل کا بار بار سوال ہو رہا تھا کہ ایسی کتاب جمع کروں جن میں راویوں کے اسماء ہوں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ اور ائمہ سے امام زمانہؑ تک سے روایت کی پھر اس کے بعد ان کے بعد والوں کا ذکر کروں جو ائمہؑ کے اصحاب اور راویوں کے بعد تھے یا ان کے ہمعصر تھے لیکن ان سے روایت

---

[۷۳]۔ الغدیر ۴ ص ۲۷۶ والمنتظم ابن جوزی ۷ ص ۲۷۶۔

نہیں کی اور اس کو حروف تہجی کی ترتیب سے لکھوں جن میں پہلا ہمزہ اور آخری یاء ہے تا کہ ان کو پانا آسان ہو اور ان کا یاد کرنا آسان ہو اور اپنی طاقت کے مطابق اسے کامل کروں اور جتنا مجھے وقت ، فراغت اور جستجو مدد کرتی ہے اور میں ضمانت نہیں دیتا کہ میں نے اسے آخر تک کامل کر دیا کیونکہ حدیث کے راوی ایک جگہ نہیں لکھے گئے اور ان کی کثرت اور ان کے شرق و غرب میں شہروں میں پھیلے ہوئے ہونے کی وجہ سے ان کا شمار کرنا ممکن نہیں مگر میں امید کرتا ہوں کہ ان میں سے سوائے شاذ و نادر کے کوئی نہ بچا ہو اور انسان کے لیے اتنا ہی ہے جتنا اسکی قدرت میں ہو اور اس کی طاقت میں آئے۔

اور میں نے اپنے اصحاب میں اس موضوع میں کوئی جامع کتاب نہیں دیکھی مگر مختصر کتابیں جو ان میں سے ہر انسان ایک حد تک ذکر کرتا ہے مگر ابن عقدہ نے امام صادقؑ کے اصحاب کو بیان کیا اور اس میں بہت کمال کو پہنچے لیکن انہوں نے باقی ائمہ کے اصحاب کو ذکر نہیں کیا تو میں ان کے ذکر کردہ افراد کو بیان کروں گا اور اس بعد جو ان سے رہ گئے وہ بھی لکھوں گا اور ہر اس کام کے لیے جس سے خدا کی اطاعت و قربت حاصل ہوتی ہے اور اس کی معصیت سے دور ہوتی ہے اس لیے خدا سے مدد چاہتا ہوں اور وہی ولی اور قادر ہے۔

اشارہ اور تنقیب

ان کا مقدمہ کے شروع میں کلام مختل ہے گویا دوسری سطر کے بعد کچھ ساقط یا حذف ہوا کیونکہ اس کو اس طرح ہونا چاہیے :

اما بعد میں نے جواب دیا جو شیخ فاضل بار بار سوال کر رہے تھے کہ ایسی کتاب جمع کروں جو ان راویوں کے اسماء پر مشتمل ہو جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اور ائمہ سے امام زمانہؑ تک روایت کی (اور میں ان کے اسماء کو ۱۲ ابواب اور طبقات میں لکھوں گا جیسا میں نے ان کے اسماء کتب تراجم میں پائے جیسا شیخ فاضل نے لکھا ہے) پھر اس کے بعد ائمہؑ کے بعد والے راویوں کو

لکھوں یا جو ان کے ہمعصر تھے مگر ان سے روایت نہیں کی اور انہیں حروف تہجی کی ترتیب سے لکھوں۔

اور ان کا کلام «یا جو ان کے ہمعصر تھے مگر ان سے روایت نہیں کی» نص ہے اور استدراک ہے جن راویوں کو انہوں نے سابقہ ابواب میں ائمہ کے راویوں میں لکھا انہیں آپ نے مشہور معجمات میں پایا گویا وہ وعدہ کررہے ہیں کہ ان راویوں میں سے بعض کے نام کو دوبارہ لکھ رہے ہیں اور ہمیں بتانا چاہتے ہیں کہ ان میں سے ایک گروہ کی انہوں نے کوئی روایت سماع سے نہیں دیکھی وہ تو دوسروں کی روایت کو ایک یا چند واسطوں سے نقل کرتے ہیں اور ان میں سے دوسرے بعض کی روایت ثابت نہیں یا ان کی کتابیں جعلی اور جھوٹی ہیں اور ان میں سے کچھ کو تم طعن خفی کے عنوان کے ذیل میں دیکھو گے اور کچھ دوسروں کو تذنیب اور تفصیل کے عنوان سے پاؤ گے۔

فہرست شیخ طوسی کا مقدمہ

فہرست کے مقدمہ میں فرماتے ہیں :اما بعد جب میں نے دیکھا کہ اصحاب حدیث میں سے ہمارے گروہ شیعہ کے شیوخ کی ایک جماعت نے اپنے اصحاب کی کتابوں اور ان کی تصنیفات اور ان کی روایت کردہ اصول کی فہرستیں تیار کیں اور ان میں سے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کامل و جامع لکھا ہو یا اکثر کو ذکر کیا ہو بلکہ ان میں سے ہر ایک کی غرض اپنی روایت کردہ کو بیان کرتا تھا اور جن کتابیں اس کے کتابخانہ میں تھیں اور کسی نے ان سب کو جمع کرنے کی کوشش نہیں مگر جو ابو الحسین احمد بن حسین بن عبیداللہ ۔خدا ان پر رحم کرے ۔انہوں نے دو کتابیں لکھیں ایک میں کتابیں و تصنیفات تھیں اور دوسری میں اصول تھیں اور ان میں انہوں نے اپنے قدرت و طاقت کے مطابق جامع کام کیا مگر وہ دونوں کتابیں ان کے اصحاب میں سے کسی نے نسخہ نہیں کیں اور وہ خود بھی جوانی میں فوت ہوگئے خدا ان پر رحم کرے اور

ان کے بعض وارثوں نے ان دونوں کتابوں اور ان کی دیگر کتابوں کو جان بوجھ کر نابود کر دیا جیسا کہ ان میں سے بعض سے نقل ہوا۔

جب شیخ فاضل -خدا ان کی ہمیشہ تائید کرے – نے بار بار سوال کیا کہ اس طرح کی کتاب میں رغبت ظاہر کی اور اسکی مسلسل تاکید کی اور میں نے ان کی رغبت دیکھی تو یہ کتاب لکھنے کا عزم کیا جس میں تصنیفات اور اصول کو بیان کروں اور ایک کو دوسرے سے جدا نہ کیا تاکہ دونوں کتابیں طویل نہ ہو جائیں کیونکہ مصنفین میں سے وہ افراد ہیں جنہوں نے اصول لکھیں تو ان میں سے ہر ایک کو دونوں کتابوں میں تکرار کرنا پڑتا اور طول ہو جاتا۔

اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب سے منظم کیا اس کے شروع مین ہمزہ اور آخر میں یاء ہے تاکہ تلاش و جستجو کرنے والوں کو اپنے مذکورہ مطلب کو پانے میں آسانی ہو اور جو اس کو حفظ کرنا چاہے وہ بھی با آسانی ایسا کر سکے اور میں ان کو زمانے اور وقت کے اعتبار سے ترتیب دینے کا قصد نہیں رکھتا بلکہ بعض اوقات پہلے زمانے والے کو بعد والے زمانے کے بعد ذکر کروں گا کیونکہ مطلوب اور چیز ہے۔

پس جب میں مصنفین اور صاحبان اصول میں سے ہر ایک کو ذکر کروں گا تو ضروری ہے کہ ان کے بارے میں جو تعدیل اور جرح کہی گئی ہے وہ اس کی طرف بھی اشارہ کروں اور کیا اس کی روایت پر اعتماد ہوتا ہے یا نہیں ، اور اس کے اعتقاد کو بیان کروں کیا وہ حق کے مطابق ہے یا اس کا مخالف ہے کیونکہ ہمارے اصحاب کے مصنفین میں اور اصحاب اصول میں سے بہت سے افراد فاسد مذاہب پر مشتمل تھے اگرچہ ان کی کتابیں معتمد ہوں پس جب اللہ تعالی مجھے یہ کتاب کامل کرنے کی توفیق دے تو اس سے اکثر تصنیفات اور اصول سے اطلاع حاصل ہو گی اور اس سے بہت سے راویوں اور ان کے طریقوں کی معرفت ہو جائے گی۔

اور میں ضمانت نہیں دیتا کہ میں اس کو آخر تک کامل کر دیا کیونکہ ہمارے اصحاب کی تصنیفات اور اصول کہیں شمار نہیں ہوئیں کیونکہ ہمارے اصحاب شہر وں اور دور دراز کے علاقوں میں

پھیلے ہوئے ہیں مگر میں اپنی حد تک کوشش ضرور کروں گا اور جتنا قدرت میں ہوا ان کی جستجو کروں گا جہاں تک میری کوشش اور طاقت پہنچے اور اس میں، خدا کا تقرب اور اس کے ثواب کی امید ہے اور شیخ فاضل خدا ان کی تائید کو ہمیشہ رکھے کے واجب حق کی ادائیگی اور میں امید رکھتا ہوں کہ ویسی ہو جیسا اس کی طلب اور درخواست تھی ان شاء اللہ تعالی۔

تبصرہ: شیخ طوسی بغداد میں تھے اور اپنے فاضل دوست کی رائے کے بغیر نہیں چلتے اور اس کا نام بھی اپنی کتابوں میں نہیں لکھتے اور میرا گمان ہے کہ وہ اس وقت کرخ بغداد میں نوبختی روساء اور زعماء میں سے کوئی ہو اور اس کی شرح صحیح کافی کے مقدمہ میں اور اس کا خلاصہ صحیح تہذیب میں دیکھا اور اس میں شیخ طوسی کی کتابوں کے مقدمہ کی عین عبارت دیکھی ان میں سب سے پہلے تہذیب الاحکام اور اس کے بعد جمل العقود، کتاب غیبت اور کتاب الاقتصاد الی طریق الرشاد اور کتاب الایجاز فی الفرائض ہے۔

اس طرح دوسری کتابیں بھی ہیں جنہیں بظاہر قبول حدیث اور باطن میں اس کی تاویل و توجیہ کی اپنے معروف روش ایجاد کرنے کے بعد لکھا یہ سب ان کے فاضل دوست کی پیروی کرنے اولے اصحاب کی درخواست پر ہیں ان میں پہلی استبصار ہے جو مختلف راویات کو جدا کر کے لکھا اور اسے تہذیب الاحکام کی روایات سے نکالا پھر کتاب خلاف، کتاب نہایہ، کتاب تلخیص شافی، کتاب عدۃ الاصول، کتاب مصباح المتہجد یہاں تک کہ نجف اشرف-خدا اس کے ساکن پر درود بھیجے- کی طرف ہجرت کی تو کتاب مبسوط، کتاب تبیان فی تفسیر القرآن لکھی اور اس وقت ان کے غلبہ اور شیخ فاضل کے سیطرہ سے نکل چکے تھے۔

[مقدمہ مبسوط سے اقتباس]

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب مبسوط کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

میں ہمیشہ اپنے مخالفین کے فقہاء اور ان علم فروع سے منسوب افراد سے سنتا تھا کہ وہ ہمارے امامیہ اصحاب کی فقہ کو حقیر سمجھتے اور انہیں نسبت دیتے کہ ان کے پاس فروع اور مسائل کم

ہیں اور کہتے کہ وہ اہل حشو و تناقض ہیں اور جو شخص قیاس اور اجتہاد کو چھوڑ دے اسے کثیر مسائل اور اصول سے کثیر فروع نکالنے کی کوئی راہ نہیں کیونکہ ان میں سے اکثر مسائل انہی دو طریقوں سے نکلتے ہیں یہ ان کی ہمارے مذاہب سے جہالت اور ہمارے اصول میں کم غور و فکر کرنے کا نتیجہ ہے اگر وہ ہماری روایات اور فقہ کو دیکھتے تو جان لیتے کہ ان نہیں جتنے مسائل ذکر کئے وہ ہماری روایات میں موجود ہیں اور ان پر ہمارے ائمہ نے نص قائم کی ہے اور ان کا قول حجت ہے اور وہ نبی اکرم کے قول کا قائم مقام ہے یا خصوصا یا عموما یا تصریحا یا تلویح واشارہ سے نص قائم کی۔

اور میں قدیم اور جدید زمانہ سے شوق رکھتا تھا کہ ایسا کتاب لکھوں جو ان پر مشتمل ہو جس سے میرے نفس کو سکون ملے مگر موانع اس سے روک دیتے اور مصروفیات آڑے آتی تھیں اور اور اس گروہ کی اس میں کم رغبت اور ان کی اس میں کم عنایت بھی میری نیت کو کمزور کر دیتی کیونکہ وہ روایات کے شیدائی ہیں اور جو الفاظ انہوں نے نقل کئے یہاں تک کہ اگر کسی مسئلہ کے الفاظ کو بدل دیا جائے اور مشہور لفظ کے علاوہ اس کے معنی کو تعبیر کیا جائے تو وہ چیخنے لگیں اور ان کی فہم اس میں کم پڑ جائے۔

اور پرانے زمانہ میں میں نے کتاب نہایہ لکھی تھی اور اس میں وہ سب کچھ لکھا جو ہمارے اصحاب نے اپنی تصنیفات اور اصول میں مسائل لکھے اور اپنی کتابوں میں ان کو پھیلا دیا اور اسے میں نے فقہ کی ترتیب سے لکھا اور اس میں اس جیسے مسائل بھی جمع کئے اور اس میں وہی کتابیں ترتیب دیں جیسی ترتیب دی جاتی ہیں اور اس کی وجہ وہی تھی جو میں نے بیان کر دی لیکن وہاں میں مسائل کی فروعات قائم کرنے کے درپے نہیں ہوا اور نہ ابواب کی پیچیدہ کر سکا اور مسائل کی ترتیب اور حواشی پیش کئے اور نظائر کو جمع کیا بلکہ وہ سب یا اکثر منقول الفاظ میں لکھا تا کہ وہ اس سے وحشت نہ کریں۔

اور آخر میں میں نے مختصر جمل العقود عبادات میں لکھی اور اس میں ایجاز و اختصار سے کم لیا اور عبادات سے متعلقہ ابواب کے عنوان پیش کئے اور اس میں وعدہ کر دیا کہ خاص کر فروع میں ایک کتاب لکھوں گا کہ جو کتاب نہایہ سے منسوب ہو اور اس کے اس کے ساتھ جمع ہو جانے سے تمام ضروری مسائل کامل و کافی ہو جائیں گے پھر میں نے دیکھا کہ یہ تو دم کٹا ہو جائے گا اور اس کا سمجھنا دیکھنے والوں پر مشکل ہو گا کیونکہ فرع تب سمجھ میں آتی ہے جب اس کے ساتھ اصل مسئلہ موجود ہو تو میں نے ایسی کتاب لکھنے کا عزم کر لیا جس میں فقہ کی تمام کتابوں کی تعداد سے کتابیں ہوں جن کو فقہاء نے تفصیل سے لکھا اور وہ اسّی کتابیں ہیں۔

علمی امانت داری کا لحاظ

لیکن شیخ طوسی نے مخفی طور پر علمی امانت کی جو ذمہ داری ان پر آتی تھی وہ بیان کر دی جسے ظاہری آنکھیں نہیں سمجھ سکیں انہوں نے کتاب رجال میں بہت سے عجیب و غریب افراد کو امام باقر و بعد والے ائمہ معصومینؑ کے طبقات میں ذکر کیا بغیر اس کے کہ ان کی ہمارے پاس روایات ہوں کہ ان کی تعداد چار ہزار افراد تک پہنچتی ہے اور ان میں کوئی طعن نہیں کیا کہ وہ مجہول ہے لیکن ان کثیر تعداد میں اپنے تیس معروف کثیر الروایہ راویوں پر طعن کیا ہے اور وہ سب صاحبان اصول اور بہت سی تالیفات کے مالک ہیں اسی طرح کتاب فہرست میں نو سو اصحاب اصول و مولفات ذکر ہیں اور ان میں کوئی طعن نہیں کیا اور نہ ان کی کتابوں اور اصول میں کچھ کہا مگر صرف بیس افراد کے بارے میں اور باقی کی جرح میں اس پر جرح پر اعتماد کیا جو ان میں کتاب رجال میں قائم کی تھی تو اس طرح اصحاب اصول و بہت سی مولفات کے مالک اور کثیر الروایہ میں سے پچاس کی جرح مکمل ہو گی۔

تمہید مزید

شیخ طوسی نے نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کے اصحاب میں ایک ہزار افراد کا ذکر کیا شاید ان میں بہت سے افراد میں سے جن کا ہماری روایات میں ذکر ہے تو وہ پچاس تک ہیں پھر امام سجادؑ کے اصحاب میں ۲۷۲ افراد اور امام باقرؑ کے اصحاب میں ۴۶۹ افراد اور امام صادقؑ کے اصحاب میں ۳۲۲۳ افراد اور امام کاظمؑ کے اصحاب میں ۲۶۲ اور امام رضاؑ کے اصحاب میں ۳۱۹ اور امام جوادؑ کے اصحاب میں ۱۱۴ اور امام ہادیؑ کے اصحاب میں ۱۸۵ اور امام عسکریؑ کے اصحاب میں ۱۰۳ افراد ذکر ہوئے۔

جرح اور مذمت اور تضعیف کو مخفی رکھنا

شیخ طوسی بعض افراد کو دو تین بار دہراتے ہیں اور اسے ایک طبقہ کے بعد دوسرے میں ذکر کرتے ہیں لیکن جو متہم اور مطعون ہے اس پر طعن صرف ایک بار کرتے ہیں تا کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں ظاہر نہ ہو۔

ابان بن ابی عیاش فیروز کو ایک بار امام سجادؑ کے اصحاب میں ذکر کیا اور دوسری بار امام صادقؑ کے اصحاب میں اور طعن نہیں کیا اور جب امام باقرؑ کے اصحاب میں ذکر کیا تو اس کے ضعیف ہونے کو بیان کر دیا۔

حسین بن احمد منقری کو امام باقرؑ کے اصحاب میں بغیر طعن کے ذکر کیا لیکن امام کاظمؑ کے اصحاب میں ضعیف قرار دیا۔

محمد بن سنان کو امام کاظمؑ اور امام جوادؑ کے اصحاب میں بغیر جرح کے ذکر کیا لیکن امام رضاؑ کے اصحاب میں ضعیف قرار دیا۔

احمد بن ہلال عبرتائی کو امام عسکریؑ کے اصحاب میں بغیر جرح کے ذکر کیا لیکن امام ہادیؑ کے اصحاب میں غالی قرار دیکر جرح کی۔

اور اسحاق بن محمد بصری کو امام عسکریؑ کے اصحاب میں بغیر طعن کے لکھا لیکن امام ہادیؑ کے اصحاب میں غالی قرار دیا۔

محمد بن حسن بن شمون کو امام جوادؑ اور ہادیؑ کے اصحاب میں بغیر جرح کے لکھا لیکن جب امام عسکریؑ کے اصحاب میں لکھا تو غالی قرار دیا۔ محمد بن عیسی یقطینی کو امام رضاؑ کے اصحاب میں بغیر طعن کے لکھا اصحاب امام ہادیؑ میں ضعیف قرار دیا۔

تکمیل

احمد بن محمد سیاری کو رجال میں امام ہادیؑ اور عسکریؑ کے اصحاب میں بغیر طعن کے ذکر کیا لیکن فہرست میں طعن کیا۔

وہب بن وہب ابو البختری مشہور کذاب کو امام صادقؑ کے اصحاب میں بغیر طعن کے ذکر کیا لیکن فہرست میں طعن کیا۔

اور محمد بن علی قرشی ابو سمینہ مشہور کذاب کو امام رضاؑ کے اصحاب میں بغیر جرح کے ذکر کیا لیکن فہرست میں طعن کیا۔

سہل بن زیاد آدمی ابو سعید کو رجال میں امام جوادؑ کے اصحاب میں بغیر طعن کے اور اصحاب امام ہادیؑ میں ثقہ قرار دیکر اور اصحاب عسکری میں بغیر طعن کے ذکر کیا اور فہرست میں ضعیف قرار یا اور اس سے پہلے استبصار میں فرمایا: حدیث شناس افراد کے بہت ضعیف ہے۔

سالم بن مکرم جمال ابو خدیجہ کو امام صادقؑ کے اصحاب میں بغیر طعن کے ذکر کیا لیکن فہرست میں ضعیف قرار دیا اور اس سے پہلے استبصار میں کہا: اصحاب حدیث کے پاس ضعیف ہے۔

بہترین طریقہ سے بیان

پھر شیخ طوسی نے ایک لطیف طریقہ ایجاد کیا اور کتاب رجال کے آخر میں تیرہواں باب بنا دیا جو کتاب فہرست اور کتاب طبقات رجال کے لیے ذیل کی طرح تھی اسے باب لم یرو عن واحد من الائمۃ کا نام دیا اور اس میں پانچ سو مشہور علماء محدثین اور مولفین حدیث کو بیان کیا جو ائمہ طاہرینؑ کے زمانہ سے متاخر تھے اور ان میں سے بیس کو ضعیف اور غالی قرار دیا اس کے ساتھ ائمہ سے روایت کرنے والے معروف اصحاب اصول کی ایک جماعت کو لکھا تاکہ بیان کیا جائے کہ ان لوگوں کو امامؑ سے ملاقات نہیں اور نہ انہوں نے امامؑ کو دیکھا اور نہ حدیث نقل کی یا خود ضعیف تھے یا ان کی سندیں ضعیف تھیں تو ان کی روایات اور اصول اعتبار سے سے ساقط ہیں۔

طعن خفی؛اس طرح جن لوگوں پر طعن کیا ان میں احمد بن عمر حلال، بکر بن صالح رازی، بکر بن محمد ازدی ہے کہ ان کی لمبی عمر کا انکار کیا اور حسن بن عباس حریشی کہ اس کی امام جوادؑ سے روایت صحیح نہیں اور معاویہ بن حکیم اس کی امام رضاؑ سے روایت اور محمد بن علی بن ابراہیم ہمدانی۔

تذنیب و تفصیل

احمد بن عمر حلال و بکر بن صالح رازی اور حسن بن عباس حریشی اور محمد بن علی ہمدانی وکیل اور ان جیسے افراد جن کو شیخ نے رجال کے تیرہویں باب میں لایا اور حکم کیا کہ انہوں نے ائمہؑ سے روایت نہیں لی تو ہم نے انہیں ضعیف راویوں میں ذکر کیا اور ان کے ضعیف ہونے کو بیان کیا اور جنہوں نے ان سے روایت کی ان سے کی سند خلط ہیں۔

[فطحیہ کی بعد والے ائمہ سے روایت پر تبصرہ]

معاویہ بن حکیم اور اس جیسے راوی جو فحطیہ کی رائے پر تھے تو چونکہ انہوں نے ائمہ میں عبداللہ بن جعفر افطح کو اضافہ کر لیا اور گمان کیا کہ وہ ساتواں امام ہے اور اسی طرح امام یازدھم کہ وہ امام ابو محمد حسن عسکریؑ ہیں تو انہوں نے ان کو بارھواں بنا لیا ان میں سے کوئی اجازت نہیں لیتا جب امام ابوالحسن ماضیؑ کے پاس جانے کے لیے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان کے لیے اجازت نہیں لی جاتی اور جب ان سے آمنا سامنا ہوا تو سوائے جفاکاری اور براءت کے کچھ نہیں ظاہر کرتے اس لیے ان کے لیے ائمہؑ سے ملاقات ثابت نہیں اور نہ ان سے روایت سنی وہ تو امام صادقؑ اور ان کے آباء کی روایات کو نقل کرتے اور ان کو اخذ کرتے اور جب امام ابوالحسن ماضیؑ اور ان کے بعد ائمہؑ کی احادیث کو نقل کرنا چاہتے تو ان کے اصحاب سے لیتے تھے۔

اس لیے حسن بن علی بن فضال م ۲۲۴ کو دیکھتے ہیں کہ وہ پہاڑوں میں پناہ لیتا ہے تاکہ لوگوں سے سامنا نہ ہو یہ معاویہ بن حکیم اپنی جلالت و عظمت کے باوجود نہ ان کے پاس آتا وار نہ ان سے روایت کرتا اس لیے شیخ طوسی نے اسے باب ۱۳ باب لم یرو عنھمؑ میں شمار کیا اور ن ۱۳۳ میں کہا: معاویہ بن حکیم اس سے صفار نے روایت کی اور اس طرح اس کے طبقہ کو بیان کر دیا اور اس نے امام رضاؑ کو جوانی میں درک کیا جب شیعہ ان کی امامت میں شک کرتے تھے۔

اور جو روایت کلینی نے کافی میں نقل کی اور جو دعوی کرتے ہیں کہ اس نے امام رضا سے روایت کی وہ اس سے تمسک کرتے ہیں تو وہ مرسلہ اے اسے معاویہ بن حکیم نے مرسلہ نقل کیا کلینی کا لفظ یہ ہے: عدۃ از احمد بن محمد بن خالد از معاویہ بن حکیم اس نے کہا: امام رضاؑ نے یہ خطبہ دیا، اس لیے کلینی نے روایت کے بعد کہا: بعض اصحابنا از علی بن حسن بن فضال از اسماعیل بن مہران از احمد بن محمد بن ابی نصر میں نے امام رضاؑ سے سنا پھر خطبہ ویسا ذکر کیا جیسا معاویہ بن حکیم نے ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ اصل کا راوی وہ ابن ابی نصر ہے معاویہ بن حکیم نے اس سے مرسلہ نقل کیا ہے۔

اس کی گواہی یہ ہے کہ نجاشی نے اس کے ترجمہ میں کہا: ابو عبداللہ حسین بن عبیداللہ نے کہا: میں نے اپنے شیوخ سے سنا کہتے ہیں: معاویہ بن حکیم نے ۲۴اصلیں نقل کیں ان کے علاوہ کوئی نقل نہیں کیا ہم نے مشائخ کو دیکھا تو پایا کہ وہ چوبیں افراد سے نقل کرتا ہے اس سے زیادہ نہیں ان میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی ہے معجم رجال الحدیث سید خوئی ۱۸ص ۱۳۰ دیکھو ان کی بعض حدیثیں قرب الاسناد میں ابن ابی نصر کے واسطہ سے امام رضاؑ سے منقول ہیں۔

[عباس بن معروف کا بکر بن محمد ازدی سے روایت کرنا]

بکر بن محمد ازدی کو شیخ نے تیرہویں باب میں ن ۴ میں ذکر کیا اور فرمایا: اس سے عباس بن معروف نے نقل کیا۔ تو بحث و جستجو کرنے والے پر لازم ہے کہ جانے کہ شیخ جب کسی شخص کی حدیث یا کتاب کو اس باب میں لاکر کہتے ہیں: اس نے فلاں سے روایت کی یا اس سے فلاں نے روایت کی یا دونوں کو بیان کریں اور یہاں کہا ہے عباس بن معروف نے اس سے روایت کی تو بکر بن محمد پر انکار کیا کہ وہ کیسے امام صادقؑ اور امام ابوالحسن ماضیؑ سے روایت کر سکتا ہے اور امام صادق کے قدیم اصحاب سے روایت کر سکتا ہے جیسے فضیل بن یسار جو امام صادقؑ کے زمانہ میں فوت ہوئے اور عبداللہ بن ابی یعفور جو امام صادقؑ سے پہلے سنہ طاعون ۱۱۷ میں فوت ہوئے لیکن ہم نہیں دیکھتے کہ امام صادقؑ و کاظمؑ بلکہ امام رضاؑ کے اصحاب میں سے کسی نے اس سے روایت نہیں کی صرف ہم نے دیکھا کہ امام ابو جعفر دومؑ کے بعض اصحاب نے اس سے روایت کی اور ان میں عباس بن معروف ہے اور آخر میں اس سے احمد بن اسحاق بن سعد اشعری ہے جو امام عسکریؑ کا صحابی ہے تو کیا یہ بات معقول ہے کہ اس پر ستر سال گزر جائیں اور اس کا سر نہ اٹھایا جائے اور ان طویل سالوں میں اصحاب حدیث اس کی کتاب کیوں نہیں لیتے؟ ہمین اس کی شرح میں طویل بحث ہے لیکن اس کا یہ مناسب مقام نہیں۔

[حفص بن غیاث سے اس کے بیٹے محمد بن حفص کی روای پر تبصرہ]

اس طریقہ اور روش سے شیخ نے حفص بن غیاث قاضی کو اس باب میں ن ۵۷ میں بیان کیا ابن ولید نے محمد بن حفص کے توسط سے اس کے باپ سے نقل کیا اس طرح باب ۱۰ میں فرمایا: محمد بن حفص بن غیاث اس نے اپنے باپ سے روایت کی اور اس سے محمد بن ولید خزاز نے روایت کی حالانکہ کسی صاحب معجم نے بیان نہیں کیا کہ محمد بن حفص نے امام سے روایت کی۔

پس ظاہر بلکہ مسلم ہے کہ شیخ اس عبارت کے ذریعہ حفص بن غیاث کی امام صادقؑ سے روایت کا انکار نہیں کرتے ،ایسے کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہ خود کتاب فہرست و رجال میں اس کی امام صادق سے روایت کی نص قائم کر چکے ہیں اور عدۃ الاصول میں نص کی کہ اس کی کتاب معتمد اور اصحاب کے مابین اس پر عمل کیا جاتا ہے اس سے کلینی و صدوق اور خود شیخ نے تہذیب میں نقل کیا آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کتاب حفص کے نسخوں سے ایک نسخہ جس کی پشت پر لکھا ہے کتاب حفص بن غیاث عن جعفر بن محمد اسے ابن ولید خزاز نے محمد بن حفص کے حوالہ سے اس کے باپ سے نقل کیا۔

اس طرح اس کا اس باب میں عنوان اور اسی طرح اس کے بیٹے کا عنوان ساتھ سند بیان کی اس کتاب کی سند کی نفی کرتا ہے کیونکہ روایت کی نفی سے سند کی نفی کو مستلزم ہے لیکن سند کی نفی سے روایت کی نفی نہیں ہوتی اگر روایت کی نفی ہوتی تو سند کا ذکر کرنا لغو ہو جاتا بلکہ کلام میں فضول لازم آتا۔

شیخ نے اس سند اور اس نسخہ کی نفی کی جسے محمد بن حفص باپ سے نقل کرتا ہے کیونکہ شیعہ بلکہ اہل سنت کی معجمات میں کہیں محمد بن حفص بن غیاث نے باپ سے روایت نہیں کی جو اس کے تمام مشائخ سے نقل ہوئی یا صرف جو امام جعفر صادقؑ سے نقل کیں ہاں اس کا ایک بیٹا عمر ابو حفص تھا جس نے اپنے باپ کی تمام کتابوں کو میراث میں لیا اس میں حفص بن

غیاث کی امام صادقؑ سے روایت ہے تو حفص بن غیاث کی روایت کرنے والا وہی ہے جیسا کہ شیعہ سنی معاجم میں ذکر ہے۔

نجاشی نے حفص بن غیاث میں فرمایا: ہمیں ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے خبر دی از احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ میں نے عبداللہ بن ابی اسامہ کلبی سے سنا کہا: میں نے عمر بن حفص بن غیاث سے سنا اور اس نے اپنے باپ کی امام صادقؑ سے کتاب بیان کی اور وہ ۱۷۰ کے قریب روایات ہیں پھر فرمایا: ہمیں خبر دی علی بن احمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسن صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ولید نے از عمر بن حفص از پدر خود اس کتاب کی۔

اور اہل سنت کی معاجم میں تو تہذیب التہذیب ابن حجر ۲ ص ۴۱۵، تاریخ بغداد ۸ ص ۱۸۸ و کتاب جرح و تعدیل ابن ابی حاتم ۳ ص ۱۸۶ اور اس کے بیٹے عمر بن حفص کا تعارف تہذیب ابن حجر ۷ ص ۴۳۵ میں ہے۔

[حسین بن حسن بن ابان قمی کے حسین بن سعید سے روایت کرنے پر تبصرہ]

اس طرح سے شیخ حسین بن حسن بن ابان قمی کو رجال میں امام عسکریؑ کے اصحاب میں فرمایا: اس نے آپ کو درک کیا لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے امامؑ سے روایت کی اور ابو بابویہ نے ذکر کیا کہ وہ صفار م ۲۹۰ کا قریبی اور سعد بن عبداللہ ۳۰۱ھ جبکہ وہ ان دونوں سے مقدم ہے کیونکہ اس نے حسین بن سعید سے روایت کی اور وہ دونوں اس سے روایت نہیں کرتے اور باب ۱۳ میں ن ۴۴ میں باب لم یرو عنھمؑ میں لکھا تو فرمایا: اس نے حسین بن سعید سے تمام کتابیں نقل کی اس سے ابن ولید م ۳۴۳ھ نے نقل کیا۔

شیخ اعتراف کرتے ہیں کہ اس نے امام عسکریؑ کے ایام کو درک کیا لیکن معلوم نہیں کہ اس نے آپ سے روایت کی تو اس باب میں ذکر نہ کرتے تاکہ اس کی روایت کو دوبارہ ردّ کریں

بلکہ اس کو یہاں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں مگر یہ چاہتے ہوں کہ اس کی حسین بن سعید سے روایت کاانکار کریں۔

شیخ نے فرمایا: اس نے حسین بن سعید سے اس کی تمام کتابیں نقل کیں اس سے اشارہ کیا کہ جو اس شخص سے نقل کیا جاتا ہے کہ حسین بن سعید اہواز آئے اور قم میں میرے باپ کے پاس ٹھہرے اور میرے لیے اپنے خط سے اپنی تمام کتابوں کا نسخہ لکھا اور وہ میرے لیے پڑھیں جب یہ کلام صحیح ہو کہ اس شخص نے حسین بن سعید کے ایام کو درک کیا اگرچہ ان کی آخری عمر میں اور اس کا لازمہ یہ ہے کہ وہ اس وقت تقریبا بیس سال کے ہو تا کہ فقہ کی احادیث کو سمجھ سکیں تو کیسے اس کی روایت کسی کو بیان نہ ہوئی اور اپنا نسخہ اصحاب حدیث کو ظاہر نہیں کیا نہ اپنے باپ حسن بن ابان کو اور نہ اپنے بھائی احمد بن حسن بن ابان کو اور نہ اپنے رشتہ دار محمد بن حسن صفار م ۲۹۰ کو اور نہ سعد بن عبداللہ م ۳۰۱ کو اور وہ بھی ان کے قریبی تھے تو اس پر کئی سال گزر گئے اور وہ بوڑھا ہوتا رہا یہاں تک کہ ابن ولید م ۳۴۴ کو ملا اور اس کو اپنا نسخہ دکھایا اور وہ اس سے تنہا روایت کرنے لگا۔

میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ شخص اہل روایت میں سے نہیں تھا ورنہ ہم دیکھتے کہ جب اس نے حسین بن سعید جیسے افراد سے روایت کی اور اس سے روایت کرنے میں تنہا نہ ہوتا لیکن اس نے باپ کی وفات کے بعد ان کی میراث میں حسین بن سعید کی کتابوں کا نسخہ پایا اور نسخہ کی نفاست کو دیکھا اور اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیا یہاں تک کہ جب اس کا بھائی احمد بن حسن فوت ہوا اور صفار اور سعد بن عبداللہ اور ان کے ہم طبقہ افراد فوت ہوئے تو اس کو اصحاب حدیث میں ظاہر کر دیا اور ان میں اہل بصیرت نقد حدیث کے ماہر محمد بن حسن بن ولید بھی تھے تو سب کے نزدیک نسخہ صحیح ہونے کی تائید ہو گئی تو اصحاب نے اسے وجادہ کے تحت نقل کیا اور اس میں ابن ولید کی پیروی کی جب کہ وہ حسین بن سعید سے صفار و سعد بن عبداللہ کے واسطہ

سے از احمد بن محمد بن عیسی اشعری و احمد بن ابی عبداللہ برقی از حسین بن سعید نقل کرتے تھے یہ مختصر ہے اور تفصیل اپنے مناسب مقام پر آئے گی۔

[فضالہ بن ایوب سے حسین بن سعید کی روایت پر تبصرہ]

اس طریقہ سے فضالہ بن ایوب کو اس باب میں ذکر کیا اور کہا: فضالہ بن ایوب ،اس سے حسین بن سعید نے روایت کی اس سے اشارہ کیا کہ حسین بن سعید کی اس سے روایت ثابت نہیں اور حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن کے واسطہ سے فضالہ سے روایت کی۔

تبصرہ؛ شیخ نے مشیخہ تہذیب و استبصار میں اعتراف کیا کہ ابو محمد **حسن بن سعید** بن حماد اہوازی نے زرعہ بن محمد حضرمی سے حدیث سنی جس انہوں نے سماعہ سے نقل کی اور فضالہ بن ایوب ازدی اور نضر بن سوید اور صفوان سے سنا لیکن اس کے بھائی حسین نے زرعہ ،فضالہ ، نضر اور صفوان سے نہیں سنا اس نے ان کی روایت کو اپنے بھائی کے واسطہ سے لیا۔

شیخ نے مشیخہ تہذیب و استبصار میں فرمایا: جو میں نے حسین بن سعید سے روایات ذکر کیں ان کی مجھے خبر دی شیخ مفید ابو عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان اور حسین بن عبیداللہ اور احمد بن عبدون نے از احمد بن محمد بن حسن بن ولید از پدر خود محمد بن حسن بن ولید اور مجھے خبر دی ابو الحسین بن ابی جید قمی از محمد بن حسن بن ولید از حسین بن حسن بن ابان از حسین بن سعید۔

اور فرمایا: اور اسے محمد بن حسن بن ولید نے بھی روایت کیا از محمد بن حسن صفار از احمد بن محمد از حسین بن سعید۔

پھر بغیر فاصلہ کے کہا: جو میں نے حسین بن سعید از زرعہ از سماعہ و فضالہ بن ایوب و نضر بن سوید و صفوان بن یحییٰ ذکر کیں تو ان کو میں نے ان سندوں سے حسن بن سعید کے واسطہ سے ان سے نقل کیا۔

ہم نے دیکھا کہ شیخ نے فہرست میں کہا: حسن بن سعید بن حماد بن سعید بن مہران اہوازی جو حسین بن سعید کا بھائی ہے ثقہ ہے اس نے وہ سب نقل کیں جنہیں اس کے بھائی نے تصنیف

کیا اس کے تمام شیوخ سے اور اس پر اضافہ کیا اپنی روایت کو از زرعہ از سماعہ کہ وہ اس میں مختص تھا اور حسین نے اسے اپنے بھائی کے واسطہ سے زرعہ سے نقل کیا اور باقی میں وہ برابر ہیں۔

اس طرح زرعہ بن محمد حضرمی کے ترجمہ میں فرمایا: ہمیں اس کی کتاب کی خبر دی ابن ابی جید نے از ابن ولید از صفار از احمد بن محمد اور از حسین بن سعید از برادر خود حسن از زرعہ۔

تبصرہ: جس طرح آپ نے دیکھ لیا مشائخ زرعہ کی سماعہ سے روایت میں متفق ہیں کہ وہ حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن کے واسطہ سے زرعہ سے اور اس نے سماعہ سے نقل کی اس پر کافی تہذیبین اور فقیہ ہے ملاحظہ ہو معجم رجال الحدیث سید خوئی اور لیکن دوسرے مذکورہ راویوں میں تو ان میں صرف نجاشی نے فضالہ کے ترجمہ میں نص قائم کی دیگر موارد میں کوئی دلیل نہیں مگر جو شیخ نے تہذیبین کے مشیخہ میں ذکر کیا اور جسے رجال کے باب لم یرو عنھم میں ذکر کیا جیسا کہ محقق خوئی نے معجم ۱۳ص۲۹۵ میں ذکر کیا۔

ظاہر ہے کہ حسین بن سعید اور اس کے بڑے بھائی حسن بن سعید تمام مشائخ میں مشترک تھے اور حسن نے ان کو درک کیا جن سے اس نے مختص روایت کی اور حسین نے ان کو نہیں پایا اس دوران حسن کی وفات ہو گئی قبل اس کے کہ اس سے اصحاب روایت سنتے اور اس سے قرائت اور اجازہ کے تحت روایت کرتے تو حسین نے اپنے بھائی کی کتاب لی اور اسے اصحاب کو سنایا کیونکہ وہ مقدم اور ثقہ تھے تو جو ان کے مشترکات تھے تو وہ حسین نے ویسے سنے تھے جیسے اس کے بھائی حسن نے سنے اور جو حسن کے اضافات تھے وہ اس نے اپنے بھائی کی کتاب سے لیئے شاید اس نے اپنے بھائی سے ان سے روایت کرنے کی اجازت لی ہو اس کے بعد پہلے مشائخ کو حسین بن سعید کے اسناد میں نقص ملا بعض میں کلاّ اور بعض میں جزءاً لیکن معاملہ آسان ہے انہوں نے اس پر سند کے حوالہ سے اشکال کیا نہ حدیثوں کے متن کے صحیح ہونے میں اور خدا کا شکر ہے۔

بعض مشہور راویوں کی بحث اور شیخ طوسی کی روش اور رجال کے تیرہویں باب میں ان کے طریقہ کے بارے میں بات طویل ہو گئی جو انہوں نے ان کی روایات پر نقد کیا یا ان کی سندوں کو ضعیف قرار دیا یا ان کی بعض سندوں کے نقص کو بیان کیا اور جو اس سے زیادہ جاننا چاہے تو وہ استقراء اور جستجو کرے، خدا مدد کرنے والا ہے۔

ابو عمرو کشی کی رجال میں روش

اور ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشّی نے متقدمین کے طریقہ سے اپنی رجال کی کتاب کو لکھا اس میں راویوں کی مدح یا جرح کو سند کے ساتھ ذکر کیا جیسا کہ ہم تاریخ بغداد، تاریخ اصفہان، تاریخ جرجان میں دیکھتے ہیں مگر ان کی کتاب جو معرفۃ اخبار الرجال کے عنوان سے معروف تھی مفقود ہو چکی ہے اور ان کی مسانید سے کچھ منتخب چیزیں باقی ہیں جو شیخ طوسی نے نجف اشرف میں اپنے اصحاب کو لکھوائیں تاکہ وہ ان کی فہرست اور رجال کا تتمہ شمار ہو تا تاکہ ان سے ضعیف اور غالیوں کی ایک دوسری جماعت کو پہچانا جائے مگر انہوں نے سندوں کو جیسے پایا ویسا معلّق لکھ دیا اور ان کی اصلاح نہیں کی تو دیکھنے والوں کو صحیح کے سقیم سے امتیاز دینا مشکل ہو گیا اور ایک ہزار ڈیڑھ سو سے بہت کم صحیح ہوئیں جن کی تعداد تین سو تک نہیں پہنچتی اور ان میں سے باسند حدیثیں ضعفاء کی فصل میں ذکر ہو نگی۔

سیدھی راہ دکھانا خدا کا کام اور دیگر ٹیڑھی راہیں

شیخ طوسی جب بغداد میں تھے تو اس شخص اور اس کی مفید کتاب اور ان کی علمی ارزش اور ان کے کثیر مشائخ و اساتذہ اور رجال کے مسائل میں اس کی وسعت کو جانتے تھے جیسے اصحاب اجماع کی بحث جو دوسروں کے پاس نہیں اسیطرح غالیوں کی معرفت اور ان کی روایات اور ان کے گروہ اور فرقوں اور لوگوں کے تنازع اور ان کی باہمی عصبیت لیکن شیخ نے بغداد میں اس علمی میراث کو نشر عام کرنے کے لیے مناسب نہیں سمجھا اور اس کو کاملا بیان کرنے کے

لیے سزاوار نہیں پایا اس لیے اس کتاب کا نام بہت کم لیا اگرچہ ان کی باتوں کو کثرت سے نقل کیا خصوصا اپنی کتاب رجال کے تیرہویں باب میں۔

ہم نے شیخ کو اس باب میں دیکھا کہ اہل بلخ و بخاری اور سمرقند و کشّ جیسے مشرق زمین کے علماء کی کثیر جماعت کو ذکر کیا جو کشی کے مشائخ اور بعض ان کے اصحاب میں سے تھے اور ان کے مشائخ میں مقدم محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش سمرقندی ۳۲۰ھ ہیں ان کے بارے میں فرمایا: وہ مشرق زمین میں علم و فضل اور ادب و فہم اور عظمت میں اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ تھے انہوں نے دو سو سے زیادہ کتابیں لکھیں جنہیں ہم نے فہرست میں ذکر کیا ان کی ایک محفل خاص کے لیے اور ایک محفل عام کے لیے ہوتی تھی۔

شیخ نے اس باب کے درمیان اہل فضل و ادب اور حدیث کی بہت سی جماعت کو ذکر کیا اور ان کی وصف میں کہا کہ وہ عیاشی کے غلمان یعنی خصوصی شاگرد اور وہ عیاش کے اصحاب میں سے ہیں ان کی تعداد بیس تک ہے ان میں ابو نصر احمد بن یحییٰ فقیہ اہل سمرقند فرمایا: وہ عامہ کو ان کے فتوی اور حشویہ کو ان کے فتاوی اور شیعہ کو ان کے فتاوی دیا کرتے تھے۔

اور کشی کے مشائخ میں جبرئیل بن احمد فاریابی ہے انہیں شیخ طوسی نے اس باب میں ذکر کیا تو فرمایا: ان کی کنیت ابو محمد ہے اور وہ کشّ میں مقیم تھے انہوں نے عراق، قم، خراسان میں علماء سے بہت زیادہ روایت کی اس سے کشی نے اپنے بڑے شیخ محمد بن مسعود عیاشی کے واسطہ سے سماعا روایت کی اور بعض جگہ ان کے خط کو پاکر وجادۃ روایت کی۔

میرے نزدیک یہ ہے کہ شیخ اس طرح اپنے اصحاب کو بغداد میں کشی کی مفید کتاب کی معرفت حاصل کرنے کی ترغیب کر رہے تھے اور اس کے علوم کی سمندر میں غوطہ زن ہونے کی تاکید فرمارہے تھے تاکہ اس کی حدیث کے موضوع میں عمیق علمی قدر و منزلت کو پہچان لیں اور مذہب پر حکومت کرنے والی آراء اور نظریات کے اختلاف اور مقابلہ بازی کو سمجھیں اور صرف اپنے پاس موجود اشیاء سے دھوکہ میں نہ رہیں۔

شیخ نے کشی کے اصحاب میں جنہوں نے ان سے اخذ کیا ابو محمد ہارون بن موسی تلعکبری بغدادی کو ذکر کیا اور انہیں جلیل القدر عظیم المنزلۃ واسع الروایۃ اور بے نظیر قرار دیا انہوں نے تمام اصول اور تصنیفات کو روایت کیا اور ۳۸۵ میں وفات پائی؛ پس ان کی وسعت روایت سے وصف بیان کی کہ انہوں نے شرق و غرب کا سفر کیا تھا اور بہت سے مشائخ سے ملے جن کے اسماء کو اپنی مرویات کی فہرست میں لکھا اور ان سے سماع اور ان کے اس سے سماع کی دقیقا تاریخیں بھی لکھیں شیخ طوسی نے اس باب میں اپنی فہرست سے لیکر لکھا اور ان کی تعداد ایک سو علماء حدیث تک ہے اور شیخ طوسی کشی سے تلعکبری کے واسطہ سے روایت کرتے تھے جیسا کہ ہم نے ان کی فہرست میں دیکھا۔

شیخ طوسی بغداد میں رجال کشی کے بارے میں اتنا کچھ کر سکتے تھے لیکن جب بغداد سے فرار کر کے اس کے غلبہ سے باہر نکل آئے اور نجف اشرف کی طرف ہجرت کی تو انہیں فرصت ملی اور کشی کی کتاب سے انتخاب کیا جو اب بھی موجود ہے اور خدا کا شکر ہے۔

ہر شخص کی قدر و قیمت حسن کردار

نجاشی نے فہرست میں فرمایا: محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی ابو عمرو وہ ثقہ اور بلند پایہ شخصیت تھے اور انہوں نے کثرت سے ضعیف راویوں سے روایت کی اور عیاشی کے ساتھ رہے اور ان سے کسب فیض کیا اور ان کے اس گھر سے فارغ تحصیل ہوئے جو شیعہ اور اہل علم و دانش کا مرکز تھا ان کی کتاب رجال بہت زیادہ علم و دانش پر مشتمل ہے لیکن اس میں غلطیاں بھی بہت زیادہ ہیں ہمیں اس کی احمد بن علی بن نوح وغیرہ نے جعفر بن محمد کے واسطہ سے ان سے ان کی کتاب کی خبر دی۔

شیخ طوسی نے فہرست میں ان کے نام وکنیت کے ساتھ لکھا: ثقہ اور روایات اور رجال سے بصیرت رکھنے والے اور بہترین اعتقاد کے مالک ان کی کتاب رجال ہے اس کی ہمیں ایک جماعت نے ابو محمد تلعکبری کے واسطہ سے ان سے اس کی خبر دی۔

تاریخ املاء سید رضی ابو القاسم علی بن موسی بن طاووس م ٦٦٤ نے کتاب فرج المھموم میں فرمایا: روایت ہوئی میرے جد ابو جعفر محمد بن حسن کے اختیار کردہ کتاب میں جو انہوں نے ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی کی کتاب سے کیا اس اختیار کے خطبہ میں ہم نے یہ لفظ پائے یہ ہم پر شیخ جلیل موفق ابو جعفر محمد بن حسن بن علی طوسی خدا ان کی عزت و عظمت کو طول دے نے لکھوایا اس کی ابتداء منگل ۲۶ صفر ۴۵٦ میں مشہد شریف مقدس غروی ۔کہ اس کے ساکن پر سلام ہو۔میں ہوئی اور کہا: یہ روایات ہیں جو میں نے کتاب رجال ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز کی کتاب سے اختصار اور انتخاب کی ہیں۔

سندوں میں تعلیق

رجال کشی ن ۲۴ میں علی بن حکم از سیف بن عمیرہ از ابو بکر حضرمی نقل کی جبکہ ن ۴۴ کو علی بن محمد از احمد بن محمد از علی بن حکم از سیف ان عمیرہ از ابو بکر حضرمی اور ن ۳۳۳ و ۴۵۵ و ۷۸۵ کو اس طرح نقل کیا: مجھے حدیث بیان کی محمد بن مسعود نے کہ مجھے علی بن محمد قمی نے حدیث بیان کی کہ مجھے احمد بن محمد بن عیسی نے حدیث بیان کی از علی بن حکم۔

اور ن ۴۳۹ اس طرح ہے: علی بن حسن از عباس بن عامر و جعفر بن محمد از ابان بن عثمان جبکہ ن ۷۰۴ او ۱۴۴ کو اس طرح نقل کیا: محمد بن مسعود از علی بن حسن بن فضال از عباس بن عامر و جعفر بن حکیم از ابان بن عثمان احمر۔

تبصرہ: اس طرح بہت زیادہ ہیں۔

شیخ نجاشی کا فہرست میں طریقہ کار

اور ابو الحسین احمد بن عباس ابن نجاشی م ۴۵۰ نے کمسنی میں حدیث سنی اور ۳۹۵ میں درس و تدریس اور مجلس افادہ پر بیٹھے جبکہ ان کی عمر ابھی ۲۳ سال تھی اور ابو عبداللہ حسین بن عبیداللہ عضائری سے کسب فیض کیا اور ضعیف حدیث کے نقد کرنے مین ان کے طریقہ اور روش کو اختیار کیا تو ان کے بیٹے احمد بن حسین ابن عضائری کے دوست بن گئے اور ان کی دو

کتابوں رجال و فہرست کی تالیف میں ان کا ساتھ دیا لیکن جب ان کے دوست جوانی میں وفات پاگئے اور ان کے آثار کو قدر ناشناس لوگوں نے نابود کر دیا تو انہوں نے ان کی روش اور طریقہ کار کو زندہ جاوید بنانے کا عزم کر لیااور ان کی روش کو ایک کتاب لکھ کر پیش کرنے کی کوشش کی جس میں مولفات اور اصولوں کی جستجو کی جائے اور صحیح کو ضعیف سے جدا کیا جائے اور سندوں کی تحقیق کی جائے اس میں انہوں نے ان مسوّدات سے مدد لی جو ابن عضائری کے پاس تھے اور اس میں انہوں نے اپنے شیخ اور استاد احمد بن محمد بن نوح سیرافی سے مراجعہ کر کے اور خط و کتابت کے ذریعہ مدد لی تو ان کی فہرست تمام فہرستوں کی نسبت جامع اور زیاد مفید ثابت ہوئی حالانکہ اس کا حجم کم ہے خصوصا سماع و قرائت و مناولہ اور اجازہ وغیرہ کو بیان کرنے میں جیسا کہ تم ضعفاء کے عناوین میں اس کو جان لو گے اور موتلف و مختلف کی فصل اور ثقہ ثبت راویوں کے نام پر جعلی و وضعی روایات کی فصل میں بھی معلوم ہو گا۔

ابن نجاشی کا تعارف

صلاح الدین صفدی ۷۶۴ھ نے وافی بالوفیات ۷ ص۱۸۷ ن۳۱۲۹ میں کہا: ابن نجاشی احمد بن علی بن احمد بن عباس ابو حسین صیر فی سونار اسدی کوفی؛ جن کے جد نجاشی کے نام سے معروف تھے انہوں نے قاضی ابو حسین محمد بن عثمان بن حسن نصیبی، احمد بن محمد بن عمران بن جندی اور حسن بن محمد بن یحییٰ بن فخام سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے علی نے روایت کی وہ ۴۵۰ کو مطیر آباد میں فوت ہوئے۔

اس طرح رومی ۶۲۶ھ نے معجم الادباء ۶ ص۴۱۷ میں محمد بن بحر رہنی کے ترجمہ میں فرمایا: ابن نجاشی نے اپنی کتاب میں کہا ہمارے بعض اصحاب نے کہا: اس کے مذہب میں ارتفاع یعنی غلو ہے اور اس کی حدیث سلامتی کے قریب ہے اور مجھے معلوم نہیں وہ کہاں سے کہا گیا؟ یہ ابن نجاشی کے کلام کی نص ان کی کتاب میں ص۲۹۸ موجود ہے۔

اس طرح ابو الحسن سلیمان بن حسن بن سلیمان صہر شتی نے انہیں اپنی کتاب قبس المصباح میں ذکر کیا جو شیخ طوسی کے شاگرد تھے جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحار میں ذکر کیا: ہمیں شیخ صدوق ابو الحسین احمد بن علی بن احمد ابن نجاشی صیرفی معروف ابن کوفی نے بغداد میں ربیع اول کے آخر میں سنہ ۴۴۲ میں خبر دی اور وہ بڑے شاداب شیخ ثقہ، مخالف و موالف کے نزدیک سچے تھے خدا ان سے راضی ہو کہا: مجھے خبر دی ابو الحسن محمد بن جعفر تمیمی نے۔

احمد بن عباس

انہوں نے اپنی کتاب میں اپنے تعارف میں یہی عنوان دیا ؛احمد بن عباس نجاشی اسدی اس کتاب کا مصنف۔

اس طرح علامہ حلی نے خلاصہ میں علی بن حسین مرتضی علم الھدی کے ترجمہ میں فرمایا: ان کو ابو الحسین احمد بن عباس نجاشی نے غسل دیا ان کے ساتھ شریف ابو یعلی محمد بن حسن جعفر اور سلار بن عبدالعزیز دیلمی تھے۔

نجاشی کی فہرست میں ملاحظہ ہو مرتضی خدا ان سے راضی ہو پچیس ربیع اول سنہ ۴۳۶ میں فوت ہوئے ان پر ان کے بیٹے نے ان کے گھر میں نماز پڑھی اور وہیں دفن ہوئے اور میں نے ان کو غسل دیا اور میرے ساتھ شریف ابو یعلی محمد بن حسن جعفری اور سلار بن عبدالعزیز تھے۔

علامہ حلی نے خلاصۃ الاقوال میں ان کے ترجمہ میں کہا: احمد بن علی بن احمد بن عباس بن محمد اور ان کی کنیت ابن عباس ہے خدا ان پر رحم کرے وہ ثقہ اور معتمد تھے ان کی کتاب سے ہم نے اپنی اس کتاب اور دوسری کتابوں میں بہت کچھ نقل کیا اور ان کی دیگر کتابون کو ہم نے بڑی کتاب میں ذکر کیا ابن عباس مطیر آباد میں جمادی اول میں سنہ ۴۵۰ میں فوت ہوئے جبکہ ان کی پیدائش صفر سنہ ۳۷۰ میں ہوئی تھی۔

اس طرح سید رضی الدین ابوالقاسم علی بن موسی بن جعفر بن طاووس م ٦٦۴ نے کتاب فرج المہوم میں تعبیر کی فصل: علماء منجمین میں شیخ فاضل احمد بن محمد بن خالد بن عبدالرحمٰن برقی اور اس پر ہمارے شیخ ابو جعفر طوسی نے کتاب فہرست اور شیخ احمد بن عباس نجاشی نے نص قائم کی اور فرمایا: وہ خود ثقہ و معتمد تھے اور ان کی کتابوں کے نام گنوائے اور یہ کہ انہوں نے علم نجوم میں کتاب تصنیف کی۔

اور میں نے شیعہ میں جن کی تصنیف علم نجوم میں دیکھی وہ شیخ احمد بن عباس نجاشی فہرست مصنفین کے مولف ہیں انہوں نے اسی کتاب میں بیان کیا کہ ان کی کتاب ہے جس کا نام انہوں نے مختصر الانوار فی مواض النجوم رکھا۔

اور فرمایا: فصل شیعہ میں نجوم کے علماء اور مصنفین میں علی ب محمد بن عباس بن فسانجس ہیں احمد بن عباس نجاشی نے کہا: وہ اخبار و اشعار اور سیرت اور آثار کے عالم تھے اور ان کے زمانہ میں اس جیسا کوئی نہیں دیکھا گیا اور انک ی تصانیف میں ردّ علی المنجمین ذکر کی اور ردّ علی اھل المنطق اور ردّ علی الفلاسفہ۔

شیوخ کی مسند پر

ابن نجاشی نے فہرست میں ابن جندی ۳۰٦-۳۹٦ھ کے بارے میں کہا: احمد بن محمد بن عمران بن موسی ابوالحسن معروف ابن جندی ہمارے استاد ہیں خدا ان پر رحم کرے انہوں نے ہمیں اپنے زمانہ میں شیوخ سے ملاقات کرائی۔

تبصرہ: ابن جندی کی وفات اور ابن نجاشی کی پیدائش کے درمیان میں صرف ۲۴ سال کا فاصلہ ہے تو ان کا شیوخ کی مسند پر بیٹھنا ۳۹۵ کے قریب ہوگا اور یہ شیخ طوسی کے بغداد آنے سے تیرہ سال پہلے کی بات ہے۔

ابو عبداللہ عضائری

شیخ طوسی نے رجال میں فرمایا: حسین بن عبیداللہ عضائری ابو عبداللہ کثرت سے حدیث سننے والے اور رجال کی معرفت رکھنے والے ہیں ان کی تصانیف ہم نے فہرست میں ذکر کیں ہم نے ان سے سنا اور انہوں نے ہمیں اپنی تمام روایات کا اجازہ دیا وہ ۴۱۱ میں فوت ہوئے۔

ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں انہیں ذکر کیا: حسین بن عبیداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ ابو عبداللہ عطار دی عضائری شیعہ کے بڑے شیوخ میں سے تھے اور زہد و تقوی اور حفظ کے مالک تھے اور کہا جاتا ہے: حدیث اہل بیت میں شیعہ میں سب سے بڑے حافظ تھے ان سے ابو جعفر شیخ طوسی اور ابن نجاشی نے روایت کی اس نے جعانی، سہل بن احمد دیباجی اور ابو المفضل محمد بن عبداللہ شیبانی سے روایت کی اور شیخ طوسی نے کہا: کثیر السماع تھے انہوں نے خدا کی خاطر علم کی خدمت کی اور ان کا حکم بادشاہوں کے حکم سے زیادہ نافذ تھا۔

ابو الحسین احمد بن عضائری

یاقوت رومی نے معجم الادباء (ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب) اص۱۸۸ط مرجلیوث میں کہا: احمد بن حسین بن عبیداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ اسدی عضائری وہ ادباء اور ذکی و ذہین فضلاء میں سے تھے ان کا خط تھا جو ابن مقلہ کے طریقہ سے اس کے خط کو مات دیتا ہے [۴۷]۔

---

[۴۷]۔ محمد بن علی بن حسن بن مقلہ ؛اپنی تحریروں میں معروف ہے اور اسکو مقتدر باللہ نے وزیر بنایا پھر جلاوطن کر دیا پھر قاہر باللہ کا وزیر بنا تو وہی انجام ہوا پھر کچھ دیر راضی کا وزیر بنا تو اس نے کوڑے مارے اور اموال غصب کر لیے اور ایک لاکھ دینار میں اس کا خط خرید کیا پھر چھوڑ دیا ادھر ابن رائق متمکن ہوا تو اس نے اپنی جائیدادوں پر احتیاط کی ابن مقلہ نے راضی سے کہا کہ مجھے مہلت دو اس سے تین لاکھ دینار نکالتا ہوں ادھر ابن رائق کو خبر ہو گئی تو اس نے پکڑا اور ہاتھ کاٹ دیا راضی نے علاج کرایا تو وہ روتا ہوا کہتا جس ہاتھ سے قرآن لکھا اور خلفاء کی خدمت کی وہ چوروں کی طرح کاٹا جائے اس نے قلم ہاتھ پر باندھ کر لکھنا شروع کر دیا اور راضی سے خط و کتابت کی اور ابن رائق کے اموال میں طمع دلایا اسے خبر ہوئی تو زبان کاٹ دی اور وہ قید میں ۳۲۸ میں فوت ہوا اس کی پیدائش ۲۷۲ میں تھی وفیات الاعیان ۵ ص ۱۱۳-۱۱۸ان ۶۹۸؛ ثمار القلوب: ۲۱۰- ۲۱۲، المنتظم: ۳۰۹/۶-۳۱۱، الکامل: ۱۸۳/۸، الفخری: ۲۳۸-۲۴۱، العبر: ۲۱۱/۲،

[نجاشی اور ابن عضائری کی] صداقت اور اخوت

۱۔ابو الحسین ابن نجاشی نے فہرست میں فرمایا: ابو العباس عبداللہ بن محمد بن خالد بن عمر طیالسی کی کتاب نوادر اور دوسرا نسخہ نوادر صغیرہ اسے ابو الحسین نصیبی نے نقل کیا اس کی ہمیں خبر دی قرائت سے احمد بن حسین نے کہا ہمیں حدیث بیان کی علی بن محمد بن زبیر نے از عبداللہ بن محمد۔

۲۔اور ابن نجاشی نے کہا: احمد بن حسین بن عمر بن یزید صیقل کی کتابیں ہیں ان میں سوائے نوادر کے معروف نہیں میں نے اور احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے اس ان کے والد سے پڑھا از احمد بن محمد بن یحییٰ۔

۳۔اور کہا: ابو الحسن علی بن محمد بن شیران ابلّی ؛ ہمارے اصحاب میں شیخ تھے اور ثقہ و صدوق ، وہ سنہ ۴۱۰ میں فوت ہوئے -خدا ان پر رحم کرے- ہم ان کے پاس احمد بن حسین کے پاس جمع ہوتے تھے۔

۴۔اور فرمایا: احمد بن حسین نے علی بن فضال کی کتابوں سے کتاب نماز ، زکات ، مناسک حج ، روزہ ، طلاق ، نکاح ، زہد ، جنائز ، مواعظ ، وصایا ، فرائض ، متعہ ، اور کتاب رجال کو احمد بن عبدالواحد سے ایک عرصہ میں پڑھا اور میں بھی ان کے ساتھ انہیں سنتا تھا۔

ابن عضاری کے مسوّدات

شیخ ابن نجاشی اپنے دوست سے بالمشافہہ اور بحث و مباحثہ کے ذریعہ اخذ کرتے اور ان کی فہرست اور رجال کا مسودہ بھی ان کی معاونت کے دوران انہوں نے حاصل کر لیا اور اس سے

الوافی بالوفیات: ۴/۱۰۹-۱۱۱، مرآۃ الجنان: ۲/۲۹۱-۲۹۴، البدایۃ والنہایۃ: ۱۱/۱۹۵-۱۹۶، النجوم الزاہرۃ: ۳/۲۶۸، شذرات الذہب: ۲/ ۳۱۰-۳۱۲.

اپنی کتاب فہرست میں استفادہ کیا اور ان سے بالمشافہہ اخذ کرنے پر اپنی کتاب میں نص قائم کی فرمایا:

۵۔ محمد بن عبداللہ حمیری ثقہ وجیہ اس نے امام زمانہؑ سے خط و کتابت کی اور آپ سے ابواب شریعت کے متعلق سوال کئے ہمیں احمد بن حسین نے کہا: یہ مسائل مجھے اس کی اصل میں ملے اور توقیعات سطور کے درمیان ہیں۔

اور ان کی کتابوں میں مدد کرنے کی نص میں فرمایا:

۶۔ ابو جعفر احول کی کتاب افعل لا تفعل ہے مین نے اسے احمد بن حسین بن عبید اللہ -خدا ان پر رحم کرے- کے پاس دیکھا خدا ان پر رحم کرے وہ بڑی کتاب ہے۔

اور مصنفات و اصول سے متعلقہ ان کی کتاب سے استفادہ کرنے کے بارے میں کئی جگہ نص قائم کی بغیر اس کے کہ ان سے روایت کریں ہر جگہ فرمایا: احمد بن حسین نے کہا، احمد بن حسین نے ذکر کیا ان میں سے بعض موارد ملاحظہ ہوں:

۷۔ ابان بن تغلب کے ترجمہ میں فرمایا: ابو الحسین احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے فرمایا: مجھے ابو العباس بن سعید کے خط سے ملا ہمیں ابو الحسین احمد بن یوسف بن یعقوب جعفی نے اپنی کتاب سے حدیث بیان کی شوال سنہ ۲۷۱ میں کہ ہمیں محمد بن ہدہدیزید نخعی نے حدیث بیان کی کہ ہمیں سیف بن عمیرہ نے ابان سے حدیث بیان کی۔

۸۔ اور حسن بن ابی قتادہ اشعری کے ترجمہ میں فرمایا: احمد بن حسین نے کہا: ان کے پاس عمرو بن معدی کرب کے اشعار اور اخبار پہنچیں۔

۹۔ اور حسین بن ابی علاء خفاف مولی بنی اسد کے ترجمہ میں کہا اسے ابن عقدہ اور عثمان بن حاتم بن منتاب نے ذکر کیا، احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے کہا: وہ مولی بنی عامر ہے۔

۱۰۔ حسین بن محمد ازدی ابی عبداللہ کے بارے میں فرمایا: ہمارے اصحاب میں ثقہ کوفی ان پر غالب علم سیر و آداب اور شعر تھا اور ان کی کتابیں ہیں ان مین کتاب الوفود علی النبی

ﷺ، کتاب اخبار ابی محمد سفیان بن مصعب عبدی اور ان کے اشعار، کتاب اخبار بن ابی عقب اور ان کا شعر، اسے احمد بن حسین نے ذکر کیا۔

۱۱۔ ترجمہ احمد بن حسین صیقل میں کہا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے کہا: ان کی امامت کے بارے میں کتاب ہے۔

۱۲۔ احمد بن اسحاق اشعری کے بارے میں کہا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے کہا میں ان کی کتابوں میں سے کتاب علل صوم دیکھی وہ بڑی کتاب ہے مسائل الرجال لابی الحسن الثالثؑ، اسے جمع کیا۔

۱۳۔ ترجمہ برید بن معاویہ عجلی میں فرمایا: احمد بن حسین نے کہا: انہوں نے اس کی ایک کتاب دیکھی جسے ان سے علی بن عقبہ بن خالد اسدی نے روایت کیا۔

۱۴۔ جعفر بن عبداللہ علوی راس المدری کے بارے میں کہا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے کہا: میں نے اس کی کتاب متعہ دیکھی جو اس سے احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن ہمدانی نے روایت کی۔

۱۵۔ اور جعفر بن احمد بن ایوب سمرقندی کے بارے میں کہا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے کہا: ان کی کتاب ان کی ردّ جو کہتے ہیں کہ نبی اکرم نبوت سے پہلے اپنی قوم کے دین پر تھے۔

۱۶۔ اور جعفر بن محمد بن مالک فنراری کے بارے میں کہا: احمد بن حسین نے کہا: وہ حدیث وضع و جعل کرتا اور مجہول اور ناشناس لوگوں سے روایت کرتا۔

۱۷۔ اور ابو تمام حبیب بن ابوس طائی کے بارے میں کہا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے ذکر کیا کہ اس نے ایک عتیق و قدیم نسخہ دیکھا اور کہا: شاید وہ ان کے ایام یا اس کے قریب لکھا گیا ہو اس میں قصیدہ تھا جس میں اس نے ائمہؑ کا ذکر کیا یہاں تک کہ ابو جعفر ثانیؑ تک پہنچا کیونکہ وہ آپ کے ایام میں فوت ہو گیا۔

۱۸۔حماد بن عیسی جہنی کے بارے میں کہا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے کہا: میں نے ایک کتاب دیکھی اس میں عبرتیں اور مواعظ اور انسانوں اور حیوانات کے اعضاء کے فوائد کی تنبیہات تھیں اور توحید سے متعلقہ کلام کی کچھ فصلیں تھیں اور ترجمہ مسائل التلمیذ اور تصنیفہ عن جعفر بن محمد بن علی اور ترجمہ کے نیچے حسین بن احمد بن شیبان قزوینی کے خط سے التلمیذ حماد بن عیسی لکھا تھا اور یہ کتاب ان کی ہے اور یہ مسائل اس نے امام صادقؑ سے پوچھے اور آپ نے جواب دیئے وار ابن شیبان نے ذکر کیا کہ علی بن حاتم نے اسے اس کی خبر دی از احمد بن ادریس کہا: ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالجبار نے کہ ہمیں محمد بن حسن طائی نے حدیث بیان کی اس نے حماد کی طرف نسبت دی۔

۱۹۔خالد بن یحیٰی بن خالد کے ترجمہ میں کہا: اسے احمد بن حسین نے ذکر کیا اور کہا: میں نے اس کی امامت کے بارے میں بڑی کتاب دیکھی اس کا نام کتاب المنہج رکھا تھا۔

۲۰۔اور خیبری بن علی طحان چکی چلانے والے کے بارے میں کہا: کوفی اور مذہب میں ضعیف ہے یہ احمد بن حسین نے ذکر کیا۔

۲۱۔ سہل بن زیاد ابو سعید آدمی رازی کے بارے میں کہا: وہ حدیث میں ضعیف اور غیر معتمد ہے اور احمد بن محمد بن عیسی نے اس پر غلو اور جھوٹ کی گواہی دی اور اسے قم سے ری نکال دیا اور وہ وہیں رہتا تھا اور اس نے محمد بن عبدالحمید عطار ؛عطر فروش کے ہاتھوں ابو محمد عسکری سے خط وکتابت کی نصف ربیع آخر سنہ ۲۵۵ اسے احمد بن علی بن نوح اور احمد بن حسین نے ذکر کیا -خدا ان دونوں پر رحم کرے-۔

۲۲۔سماعہ بن مہران حضرمی کے بارے میں لکھا: اسے احمد بن حسین نے ذکر کیا اور یہ کہ اس نے بعض کتابوں میں پایا کہ وہ امام صادقؑ کے زمانہ میں ۱۴۵ میں فوت ہوا اور امام صادقؑ نے فرمایا: اگر پلٹو تو ہماری طرف نہ پلٹنا تو وہ آپ کے پاس ٹھہرا اور اسی سال فوت ہوا اور اس کی عمر ساٹھ سال تھی۔

۲۳۔ صالح ابی مقاتل دیلمی کے بارے میں فرمایا: احمد بن حسین نے اسے ذکر کیا اور کہا: اس نے امامت کے بارے میں بڑی کتاب لکھی جو حدیث و کلام پر مشتمل تھی اور اسے کتاب الاحتجاج کا نام دیا۔

۲۴۔ علی بن حسن بن فضال کے بارے میں لکھا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے ذکر کیا کہ اس نے ایک نسخہ دیکھا جو ابو جعفر ابن بابویہ نے نکالا اور کہا: ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن فضال نے از پدر خود از امام رضاؑ اور کوفی اس نسخہ کو نہیں جانتے اور نہ اس کے علاوہ کسی سند سے یہ نقل ہوا۔

۲۵۔ اور ابو شدّاخ کے ترجمہ میں کہا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے ذکر کیا کہ انہیں امامت کے بارے میں ایک کتاب ملی جس پر اصل کے خط سے توقیع تھی: کتاب ابی شداخ فی الامامۃ وہ پچاس ورق کے قریب تھی اور اس نے اپنے باپ کو دکھائی تو وہ اس شخص کو نہیں جانتے تھے۔

۲۶۔ اور ان کی کتاب تاریخ پر احمد بن محمد برقی کے ترجمہ میں نص قائم کی اور فرمایا: احمد بن حسین -خدا ان پر رحم کرے- نے اپنی تاریخ میں کہا: احمد بن ابی عبداللہ برقی سنہ ۲۷۴ میں فوت ہوا۔

رجال ابن عضائری

تبصرہ: میرا گمان ہے کہ علامہ حلی ۷۲۶ھ کے زمانہ سے ہمارے رجال کے ماہرین علماء میں جو نسخہ عام ہے جو رجال ابن عضائری کے عنوان سے معروف ہے وہی نسخہ ہے جو ہمارے شیخ ابن نجاشی کے پاس تھا وہ علامہ کو ملا اور انہوں نے اس پر اعتماد کیا جب اس پر ایسے شواہد دیکھے جو اس کی طرف نسبت کے صحیح ہونے کو بیان کرتے اور میں نے ان موارد کی جستجو کی جو ابن نجاشی نے نص یا کنایہ میں نقل کیئے تو انہیں اس معروف نسخہ کے مطابق پایا اس میں پائے جانے والے مسائل سے استشہاد کرنا اور اس سے استدلال کرنا صحیح ہے جو جرح سے متعلق

ہیں یا راویوں کے اتہامات کا فائدہ دیتے ہیں ان مطابقت کے موارد سے بعض کو ضعفاء کے عنوان میں جان لو گے۔

جرح و مذمت کے الفاظ

جرح و طعن کے الفاظ دو قسم کے ہیں:

۱) ایک قسم راویوں کے عقائد و نظریات سے متعلق ہے۔

۲) اور دوسری قسم ان کی احادیث اور تالیفات سے متعلق ہے؛

غالیوں کی تشہیر

پہلی قسم میں سے ہے: «فلاں غالی ہے»، اور غالی وہ ہے جو گمان کرتا ہے کہ ادیان و مذاہب کا مقصد لوگوں کی معایش کو منظّم کرنا تھا نہ یہ کہ وہ خود ایک حقیقت رکھتے ہیں اس لیے وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز و روزہ میں ظاہر داری کرتے ہیں لیکن جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو فرائض کو چھوڑتے اور حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں اس لیے وہ دین سے بازی کھیلتے ہیں اور دین میں ایسی باتیں داخل کرتے ہیں جو اس کا حصہ نہیں اور ان میں سے بعض تو امت کے نظام کی مصلحت کی خاطر اضافہ کرتے ہیں اور وہ ان میں کچھ اچھے ہیں اور بعض ان کا مذاق اور استہزاء کرتے ہیں اور وہ ان میں بدترین ہیں اور کبھی غالی کو زندیق سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ ہمارے اہل سنت بھائیوں کی اصطلاح ہے اور نماز کے اوقات میں ان سے آشنائی حاصل کی جاتی اور ان کی آزمائش کی جاتی۔

خرافات نقل کرنا

خطیب نے تاریخ ۶ ص ۳۸۰ میں کہا: مجھے ابو محمد حسن بن موسی نوبختی کی تصنیف ردّ علی الغلاۃ ملی اور یہ نوبختی شیعہ امامیہ کے متکلمین میں سے تھا اس نے اس میں غالیوں کے مقالات کی اقسام ذکر کیں اور کہا: ہمارے زمانہ میں جو غلو میں جنون کا ماہر تھا وہ اسحاق بن محمد تھا جو احمر کے عنوان سے معروف ہے اور وہ گمان کرتا کہ علی ہی خدا ہیں اور وہ ہر وقت ظاہر ہوتے پس وہ امام

حسن کے زمانہ میں حسن ہیں اور اسی طرح حسین ہیں اور وہ واحد ہیں اور انہوں نے ہی حضرت محمد کو مبعوث کیا اور اس نے اپنی کتاب میں کہا: اگر یہ ہزار بھی ہوتے تو وہ ایک ہوتے، اور وہ حدیث کو کثرت سے نقل کرنے والا تھا اور اس نے ایک کتاب لکھی اور کہا کہ وہ کتاب توحید ہے اور اس میں جنون اور خلط ملط چیزیں ذکر کیں جن کا خیال نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ ان کی دلیل قائم کی جائے اور وہ کہتا تھا: نماز ظہر کا باطن محمد ہیں کہ انہوں نے دعوت کا اظہار کیا اور کہا: اگر اس کا باطن یہی افعال ہوتے جو رکوع و سجود ہیں تو خدا کے اس قول کا کوئی معنی نہ ہوتا کہ نماز فحشاء و بے حیاء اور برائی سے روکتی ہے کیونکہ روکنے کا کام تو کوئی زندہ اور قادر ہی کرتا ہے۔

اور علامہ تستری نے قاموس الرجال ۵ص۴۲۱ میں نوبختی کی کتاب الفرق سے نقل کیا کہ اس نے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کے بارے میں فرمایا: غالی کہتے ہیں: بے شک اللہ تعالی نور ہے اور وہ عبداللہ بن معاویہ میں ہے اور وہ عبداللہ بن حارث کے ساتھی ہیں اور وہ مدائن کا رہنے والا تھا اور وہ سب غالی ہیں کہتے ہیں: جس نے امام کی معرفت حاصل کرلی تو جو چاہے کرے۔

نمازیں ضائع کرنا اور شہوات کی پیروی کرنا

ابو عمرو کشی نے رجال میں فرمایا: میں نے عیاشی سے علی بن عبداللہ بن مروان بغدادی کے بارے میں سوال کیا کہا: قوم یعنی غالی لوگوں کی آزمائش اوقات نماز میں کی جاتی تھی اور میں نے اس کو کسی نماز کے وقت میں نہیں پایا اور نہ اس کے بارے میں کوئی خیر وخوبی کی بات نہیں سنی۔

ابن نجاشی نے فہرست میں کہا: قمیوں نے ابو جعفر محمد بن اورمہ کا ذکر کیا اور اس پر طعن کیا اور اسے غلو کی نسبت دی یہاں تک کہ اس کو چپکے سے قتل کرنے کی کوشش کی تو اسے دیکھا کہ وہ رات کے اول سے آخر تک نماز پڑھ رہا ہے تو اس سے رک گئے۔

اور علی بن طاووس ۶۶۴ق نے فلاح السائل ص ۱۳ میں فرمایا: ہارون بن موسیٰ تلعکبری نے محمد بن ہمام کے واسطہ سے حسین بن احمد مالکی سے نقل کیا کہ میں نے احمد بن ہلال کرخی سے کہا: مجھے اس کے بارے میں بتائے جو محمد بن سنان کے بارے میں غلو کی بات کی جاتی ہے؟ اس نے کہا: خدا کی پناہ، خدا کی قسم اس نے مجھے طہارت اور عیالداری سکھائی اور وہ تنہائی پسند اور عبادت گذار انسان تھے۔

ابو الفرج نے اغانی ۱۶اص ۲۲۳ میں کہا: اسماعیل بن یونس شیعی نے مجھے خبر دی کہ احمد بن حارث خزاز نے مدائنی سے مجھے حدیث بیان کی اس نے کہا: حمزہ بن بیض شاعر اور نکتہ سنج شخص تھا اس نے حماد بن زبرقان کو گالی دی اور وہ اہل کوفہ کے ظرفاء میں سے تھا اور دونوں شراب خور تھے اور حماد کو زندیق ہونے کی تہمت دی جاتی تو لوگوں نے ان میں صلح کرا دی تو وہ دونوں ایک دن کوفہ کے بعض والیوں کے پاس گئے اس نے ابن بیض سے کہا: میں سمجھتا ہوں تو نے حماد سے صلح کر لی تو ابن بیض نے کہا: ہاں، خدا آپ کو سلامت رکھے اس شرط پر کہ نہ میں اسے نماز کا حکم دوں اور نہ وہ مجھے اس سے روکے۔

تبصرہ: سید اجلّ مرتضیٰ کی غرر و درر اص ۲۳۲ میں بھی ایسا ہے کہ ہم نے اس شرط پر صلح کی کہ نہ میں اسے نماز کا حکم دوں اور نہ وہ مجھے شراب خوری کی دعوت دے[۷۵]۔

کافروں کی بات کے مشابہہ: اس میں ان کا قول ہے: اس کے مذہب میں ارتفاع ہے اور وہ مرتفع القول ہے اور وہ اہل ارتفاع میں سے ہے اور معنی یہ ہے کہ وہ ائمہ طاہرین کے بارے

---

[۷۵]۔ رجوع ہو؛ رجال کشی ص ۵۲۰، ۵۱۶ و ۵۲۱ و ۳۲۵ اور میزان الاعتدال اص ۶۔ امالی طوسی ۲ص ۲۴۶۔ علامہ مجلسی نے بحار ۲۵ص ۲۶۵ میں اسے ذکر کیا اور امام صادق سے نقل ہوا فرمایا: غالی نماز روزہ زکات و حج چھوڑنے کی عادت کر چکا وہ اپنی عادت چھوڑنے اور خدا کی طاعت کی طرف پلٹنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ملاحظہ ہو غرر و درر اص ۱۲۷ فصل غالی اور مقدمہ صحیح کافی ص ۴۔

میں ربوبیت و تفویض اور غیب کے حضوری علم کا قائل ہے اور اس کے مقابلے میں ان کا قول ہے: فلاں تقصیر کا قائل ہے۔

تفویض کا قول: کشی نے رجال میں نقل کیا کہ عیاشی نے مجھے حدیث بیان کی کہ اسحاق بن محمد بصری نے مجھے حدیث بیان کی کہ مجھے عبداللہ بن قاسم نے خالد جوّان سے حدیث بیان کی میں اور مفضل بن عمر اور ہمارے اصحاب کا ایک گروہ مدینہ میں تھے ہم نے ربوبیت کے بارے میں بات کی تو ہم نے کہا: چلو امام صادقؑ کے پاس جاتے ہیں ان سے سوال کرتے ہیں تو امام صادقؑ ہمارے پاس تشریف لائے اور اس آیت کی تلاوت کی: بلکہ وہ مکرم بندے ہیں اور اس کے حکم سے پہلے بات بھی نہیں کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں (انبیاء ۲۶-۲۷) پھر کہا: کشی کا کہنا ہے: اسحاق اور عبداللہ و خالد اہل ارتفاع میں سے ہیں۔

شیخ ابو جعفر صدوق نے اپنی کتاب اعتقادات ص۱۱۱ میں فرمایا: مفوّضہ، غالی اور ان کی اقسام کی علامت یہ ہے کہ وہ قم کے مشائخ اور علماء کو تقصیر کی نسبت دیتے ہیں اور شیخ مفید نے اس کی شرح میں فرمایا: کیونکہ وہ کہتے تھے کہ وہ غیب نہیں جانتے مگر نبی اکرم ﷺ سے وراثت کے طور پر اور جب ان سے بعض جدید امور کے بارے میں سوال کیا جاتا تو روح قدس کے ان کے دل میں القاء سے وہ اس کا حکم جانتے۔

علم غیب؛ صحیح کافی ن ۹۴ ۴۳ میں امام صادقؑ سے منقول ہے: جب نبی اکرم ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا تو صبح بیٹھ کر آپ ﷺ نے ان کو وہ سب بیان کیا تو وہ کہنے لگے: ہمیں بیت المقدس کی وصف بیان کریں تو آپ ﷺ نے اس کی وصف بیان کی جبکہ آپ رات کے

وقت وہاں گئے تھے تو کچھ وصف مشتبہ ہوئی تو جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یہاں دیکھو تو آپ نے اس بیت کو دیکھا اور اس کی دیکھ کر وصف بیان کی... [۷۶]۔

اور صحیح کافی ن ۴۴۲۸ میں نے امام صادقؑ سے منقول ہے: فرمایا: جب نبی اکرم ﷺ مسجد میں تھے تو آپ کے سامنے سب بلندیاں پست ہو گئیں اور سب پستیاں بلند ہوئیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جعفر کو دیکھا کہ وہ کفار سے لڑ رہے ہیں اور فرمایا: یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جعفر شہید ہوئے اور آپ کے بطن مبارک میں [شدت غم سے]درد شروع گیا[۷۷]۔

اور صحیح کافی ن ۹۲ میں معمر بن خلّاد سے منقول ہے کہ اہل فارس کے ایک شخص نے امام ابو الحسنؑ سے سوال کیا کیا تم علم غیب جانتے ہو؟ امامؑ نے فرمایا: ابو جعفرؑ نے فرمایا: ہمارے لیے علم کو بسط کیا جاتا ہے تو ہم جانتے ہیں اور ہم سے روکا جاتا ہے تو ہم نہیں جانتے[۷۸]۔

انسان اپنے دوست کے دین پر: اور اس میں ان کا قول ہے: اس پر غالیوں نے بہت کچھ لاد دیا اور اس سے ضعیف راویوں نے بہت زیادہ روایت کی اور وہ سے غالیوں نے بہت زیادہ نقل کیا یہ اس لحاظ سے طعن ہے کہ لوگ اپنے مشابہہ افراد کی طرف میلان رکھتے ہیں اگر اس

---

[۷۶]۔ کافی ۸ ص ۲۶۲ و/ ۱۵ اص ۵۹۴؛ ۱۵۱۹۱ الوافی، ج ۲۶، ص ۳۶۲، ح ۲۵۴۵۹؛ البحار، ج ۱۸، ص ۳۰۹، ح ۱۸.

[۷۷]۔ کافی ۸ ص ۳۷۶ ن ۵۶۵ و/ ۱۵ اص ۸۲۵/ ۱۵۳۸۱؛ الوافی، ج ۲۶، ص ۳۷۹، ح ۲۵۴۷۰؛ البحار، ج ۲۱، ص ۵۸، ح ۱۰.

[۷۸]۔ کافی اص ۲۵۶ و/ اص ۶۳۶ ن ۶۶۵؛ بصائر الدرجات ص ۵۱۳ ن ۳۲ اور ص ۳۷۸، ح ۶، اور ص ۳۷۷، ح ۴؛ الغیبۃ نعمانی، ص ۳۷، ح ۱۰؛ الاختصاص، ص ۲۵۴، تحف العقول، ص ۳۰۷؛ الخصال، ج ۲، ص ۵۲۸، ابواب الثلاثین، ح ۳ مرسلاً، الوافی، ج ۳، ص ۵۹۰، ح ۱۱۵۷.

شخص میں ایسے نظریات نہ ہوتے اور اس کی روایات میں غلو و جھوٹ نہ ہوتا تو اس سے بکثرت غالی اور ضعیف نقل نہ کرتے اس لیے اس سے اس اتہام کی بدولت اجتناب لازم ہے۔

سند کو دیکھنا: ابن نجاشی نے فہرست میں فرمایا: محمد بن حسن بن عبداللہ جعفری اسے ہمارے بعض اصحاب نے ذکر کیا اور اس پر طعن کی اس سے بلوی نے نقل کای اور بلوی ضعیف اور مطعون شخص ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے ذکر کیا کہ اس نے اس کی ایک روایت دیکھی جسے اس سے علی بن محمد عبد قیسی صاحب زنج نے نقل کیا یہ بھی اسے ضعیف قرار دیتا ہے۔

تبصرہ: ابن نجاشی کا کلام اس بات کی طرف ناظر ہے جسے علامہ حلی نے خلاصہ میں ابن عضائری سے نقل کیا ہے فرمایا: محمد بن عبداللہ جعفری، ہم اسے نہیں جانتے مگر علی بن محمد صاحب زنج اور عبداللہ بن محمد بلوی کی جہت سے اور جو کچھ اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ سب فاسد ہے اور علامہ نے فرمایا: ابن عضائری نے اپنی کتاب کے آخر میں فرمایا: محمد بن حسن بن عبداللہ جعفری اس سے علی بن محمد عبدی صاحب زنج نے بصرہ میں روایت کی اور اس سے عمارہ بن زید نے بھی روایت کی وہ بھی منکر الحدیث ہے۔

اور ابن نجاشی نے کہا: داود بن کثیر رقی بہت زیادہ ضعیف ہے اور اس سے غالی روایت کرتے ہیں۔

اور ابن عضائری نے کہا: مفضل بن عمر جعفی ضعیف اور متہافت و مرتفع القول وخطابی ہے اور اس کے نام پر بہت سی چیزیں بنائی گئیں اور غالیوں نے اس کی حدیث میں بہت کچھ چڑھا دیا اور اس کی حدیث کو لکھنا جائز نہیں ہے۔

صریح کذب و جھوٹ

اور دوسری قسم کے الفاظ میں ان کا قول ہے: فلاں کذاب ہے اور فلاں وضع کرنے والا ہے اور یہ صریح طعن ہے اور اس سے بھی شدید یہ ہے: فلاں جواب میں جھوٹ بولتا اور فلاں فورا جھوٹ بناتا اس کا معنی یہ ہے کہ جب اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جاتا تو وہ اسی

وقت اور سوال کی محفل میں حدیث گھڑ لیتا اور اسے جواب میں نقل کر دیتا یا ایسی سند بناتا جو صحیح احادیث پر چڑھاتا یا متن بناتا اور اس پر صحیح سندیں چڑھاتا یا متن اور سند دونوں گھڑتا اور کبھی اسے یوں تعبیر کیا جاتا ہے: فلاں شخص متن پر سندیں چڑھاتا۔

فاضحہ و مصیبت: خطیب نے تاریخ نے نقل کیا کہ یحیٰ بن معین نے کہا: مجھے ایک سچے شخص نے خبر دی کہ وہ سلیمان بن عمرو نخعی کے پاس باب کرخ میں ٹھہرا، اور اس کے پاس ایک دن اصحاب حدیث تھے اور وہ انہیں املاء کروا رہا تھا میں نے دیکھا تو اس کی گود میں ابو حنیفہ کی کتابوں میں سے ایک کتاب تھی اور وہ انہیں لکھوا رہا تھا مجھے خصیف نے سعید بن جبیر سے حدیث بیان کی کہ مجھے سالم نے سعید سے حدیث بیان کی یعنی وہ ہر مسئلہ کے لیے سند جعل کئے جا رہا تھا۔

اور خطیب نے کہا: مجھے علی بن محمد مالکی نے خبر دی کہ ہمیں عبداللہ بن عثمان صفار نے خبر دی کہ محمد بن عمران صیرفی نے خبر دی کہ عبداللہ بن علی مدینی نے ہمیں حدیث بیان کی کہ میں نے باپ سے سنا کہ سہل بن حسان نے مجھے خبر دی کہ ابو داود نخعی کی گود میں ابن ابی عروبہ کی تصنیف شدہ کتاب تھی اور وہ اس پر سندیں چڑھا رہا تھا اور کہتا: ہمیں حدیث بیان کی خصیف نے کہ ہمیں حصین نے حدیث بیان کی اور پھر اپنی سند سے نقل کیا کہ ابو داود نخعی ابن ابی عروبہ کی تصنیف لیتا اور ہر حدیث کے لیے سند بنا دیتا تھا۔

اور ابن غضائری نے محمد بن عبداللہ بن مطّلب کے شیبانی ابو المفضل کے بارے میں کہا: وضاع، کثیر المناکیر، میں نے اس کی کتابوں کو دیکھا جبکہ ان میں متنوں کے بغیر سندیں اور سندوں کے بغیر متون تھے۔

تبصرہ: یہ وہ شدید ترین بات ہے جو جعل کاروں میں سے کسی کے بارے میں کہی جاسکتی ہے متون کے بغیر سندیں پایا جانا اس شخص نے حدیث کی بڑی کتابوں سے سندوں کو علیحدہ دفتر میں لکھا تاکہ اس پر متون کو چڑھا سکے جب اس کی ضرورت پڑے اس طرح سندوں کے بغیر

متن کا پایا جانا بتاتا ہے کہ وہ دوسروں کی حدیث کو چوری کرتا یا اپنی طرف سے حدیثیں جعل کرتا اور انہیں ایک دفتر میں لکھتا تاکہ دسیسہ اور تزویر کی مکمل آمادگی میں رہے۔

جھوٹے کی نشانی: ان جعلکاروں کی تمہیدات میں سے ہے کہ وہ بڑھاپے میں کہتے ہیں کہ انکی پیدائش بہت پہلے ہوئی تاکہ اس سے گذشتہ مشائخ سے سماع کا دعوی کر سکیں جیساکہ محمد بن حسن بن شمّون دعوی کرتا کہ وہ ۱۱۴ سال کا ہے اور کبھی دعوت کرتے کہ ان کے مشائخ یا آباء بڑی عمروں والے تھے اور انہوں نے ان سے کمسنی میں سنا تھا تاکہ اس سے جعلی باتوں کی نسبت دے سکیں جیساکہ حسن بن محمد بن جمہور عمّی دعوی کرتا کہ اس کا باپ محمد بن جمہور نے اسے طب رضا میں رسالہ مذہّبہ بیان کیا جب اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی اور حسن بن علی عدوی دعوی کرتا کہ خراش مولی انس بن مالک نے اسے چکی والے کی دکان میں املاء کرائی جبکہ اس کی عمر ۱۳۰ سال تھی تو اس نے اپنی جوتی کی پست پر چار صفحات لکھے جبکہ اس کی عمر بارہ سال تھی۔

اور عبداللہ بن احمد بن عامر طائی م ۳۲۴ نے دعوی کیا کہ اس نے اپنے باپ سے ۲۶۰ق میں سنا جبکہ اس کی عمر ۱۰۳ سال تھی۔ اور ابو المفضل محمد بن عبداللہ شیبانی نے دعوی کیا کہ اس نے چھ سال کی عمر میں حدیث سنی۔ اور اسماعیل بن علی دعبلی نے دعوی کیا کہ اس کا والد علی بن علی سنہ ۱۷۲ میں پیدا ہوا اور ۲۸۳ میں فوت ہوا اس طرح اس کی عمر ۱۱۱ سال تھی۔

اور حسین بن احمد مالکی نے دعوی کیا کہ اس نے عبداللہ بن طاووس سے ۲۳۸ میں سنا اور میرا گمان ہے کہ وہ بنی طاووس سے ہمارے سادات اجداد میں سے تھا اور ابو الحسن رضا نے اس ابن طاووس کے لیے دعا کی تو اس کی عمر سو سال ہوئی۔

سہل انگاری اور تدلیس و دھوکہ: اور ان کا کہنا کہ اس میں سہل انگاری ہے اور وہ حدیث میں تساہل و سستی کرتا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ سندوں کو معلق کرنے میں چشم پوشی کرتا اور کہتا: ہمیں فلاں نے حدیث بیان کی جبکہ اس نے اس سے سنا نہیں ہوتا اور وہ اس سے بطور اجازہ یا

وجادہ نقل کرتا یہ اس شخص کے نزدیک طعن ہے جو حدیث کے صحیح ہونے میں سماع کو شرط قرار دیتا ہے اس لیے وہ اسے تدلیس اور عیب چھپانے کی ایک قسم شمار کرتے لیکن ہمارے نظریہ میں اس سے اس کی حدیث ردّ نہیں ہوتی جب وہ ثقہ ہو اور صحیح اور محفوظ نسخوں سے نقل کرے اگرچہ بہتر تھا کہ وہ عمومی تعبیر پیش کرتا اور کہتا: ہمیں فلاں نے فلاں سے حدیث بیان کی جیسا کہ ہم کتب اربعہ میں دیکھتے ہیں۔

تسامح اور تعلیق: ابن نجاشی نے فہرست میں کہا: محمد بن جعفر بن احمد بن بطّہ مؤدّب ابو جعفر قمی قم میں بڑی منزلت والے تھے اور ادب و فضیلت اور علم میں بہت تھے جبکہ حدیث کے معاملہ میں تساہل و سستی کرتے اور سندوں کو اجازوں سے معلّق کرتے اور ان کی روایات کی فہرست میں بہت غلطیاں ہیں اور ابن ولید نے کہا: وہ ضعیف تھا اور جو سند کے ساتھ بیان کرتا اس میں خلط ملط کرتا تھا۔[1]

تبصرہ: یہ شخص مشائخ اجازہ میں سے تھا نہ اصحاب اصول و مولفات میں سے تو یہ اس کی روایات میں طعن نہیں ہوگا جنہیں وہ اصول اور مولفات سے نقل کرتا تھا۔

کذب مغشوش اور ملاوٹ شدہ: اس سے ان کا قول ہے اس میں تزیّد ہے اور وہ تزید کا قائل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ حدیث میں اضافہ کرتا اور اسے اچھا سمجھتا اس سے ان کا قول ہے: فلاں منکر الحدیث ہے، یعرف وینکر ہے اور اس کی حدیث بین بین ہے اور انکار کا معنی یہ ہے کہ وہ ایسی روایات نقل کرتا ہے جسے ثقہ و معتمد افراد نہیں جانتے یہ سب اصطلاحیں عامہ کے علماء کے پاس بھی پائی جاتی ہیں۔

لغت میں جوہری نے تزید فی الحدیث کا معنی کیا: جھوٹ اور فیروزآبادی نے قاموس محیط میں کہا: تزید یعنی جھوٹ اور کلام میں اضافہ کا تکلف کرنا۔

حدیث میں اضافہ

صحیح کافی ن ۸۶ ۴۳۸۶ میں ابو بصیر سے منقول ہے میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: خدا اس بندے پر رحم کرے جو ہمیں لوگوں میں محبوب بنائے اور ہمیں ان میں مبغوض نہ بنائے خدا کی قسم ! اگر وہ ہمارے خوبصورت کلام کو پیش کرتے تو اس سے وہ زیادہ عزیز ہوتے اور کوئی شخص ان پر اعتراض نہ کر سکتا لیکن ان میں سے ہمارے کلام کا ایک کلمہ لیتا ہے اور اس پر دس اپنی بڑھا دیتا ہے[۷۹]۔

احمد بن حنبل نے مسند میں از ہاشم از عبدالحمید از شہر از ابو طیبہ نقل کیا کہ شرحبیل بن سمط نے عمرو بن عبس سلمی کو بلایا اور کہا: کیا تو نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث سنائے گا جو تو نے نبی اکرم ﷺ سے سنی ہوئی اور اس میں کوئی اضافہ اور جھوٹ نہ بولا ہو...[۸۰]۔

شاذ و منکر: ابن صلاح نے کتاب علوم حدیث میں کہا: اس شخص کی حدیث قبول نہیں جس کی شواذ اور مناکیر حدیث زیادہ ہوں اور شعبہ سے منقول ہے کہا: شاذ حدیث تیرے پاس شاذ شخص سے ہی آئے گی۔

اور ابن حجر نے لسان المیزان میں اور ابن ابی حاتم نے جرح و تعدیل میں کہا: ابن مہدی نے بتایا کہ شعبہ سے کہا گیا: کس کی حدیث چھوڑ دی جائے ؟ کہا: جب معروف افراد سے ایسی باتیں کثرت سے نقل کرے جنہیں معروف افراد نہیں جانتے تو اس کی حدیث چھوڑ دی

---

[۷۹]۔ کافی ۸ ص ۲۲۹ ن ۲۹۳ و/ ۱۵ اص ۵۲۴ ن ۱۵۱۰۹؛ فقہ الرضا علیہ السلام، ص ۳۵۶، تا: «یتعلّق علیھم بشیء» ؛ الوافی، ج ۲، ص ۲۴۴، ح ۷۱۹. دیکھئے مرآۃ العقول شرح کافی ۲۶ ص ۱۶۳؛ شرح اصول کافی مازندرانی ۱۲ اص ۲۹۲۔

[۸۰]۔ مسند احمد ۴ ص ۳۸۶ و رجوع ہو مسند احمد ۵ ص ۲۶۶ و ۶ ص ۲۸۱ اور معجم الادباء یاقوت رومی ۵ ص ۳۷۵ ترجمہ علی بن محمد شمشاطی عدوی کہا اس میں تزید ہے ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ۹ ص ۲۷۰ و تاریخ بغداد ۵ ص ۳۹۰ ترجمہ محمد بن عبداللہ بن علاثہ قاضی اس میں کہا گیا کہ وہ تزید میں ایک پیچیدہ شخص تھا۔

جائے اور جب اس کی غلطیاں زیادہ ہوں تو اس کی حدیث چھوڑ دی جائے اور جب کذب و جھوٹ سے متہم ہو تو اس کی حدیث چھوڑ دی جائے۔

جعلی تصنیف: اور ان قول اس کی تصنیف شدہ کتاب ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اسکی کتاب اس کی اپنی فکر اور درایت اور علم و دانش کے تحت اس کا اپنا عمل ہے یہ اس وقت طعن ہوتا ہے جب وہ حدیث کی کتاب ہو تو اس نے اس کی احادیث کو جعل کیا یا اسے دوسری حدیث کی کتابوں سے چرایا اور جب وہ فقہ یا حدیث کی کتاب ہو اور وہ اسے اپنے ذوق کے مطابق ابواب و فصول میں آمادہ کرے اور اس کے عناوین کو مرتب کرے تو وہ طعن نہیں ہوگا اور اسے دیگر مولفین اور علم کلام کے مصنفین کی مانند سمجھا جائے۔

دعاء کی تصنیف: ابن نجاشی نے فہرست میں کہا: ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان نے اپنی کتاب مصابیح الانوار میں فرمایا: مجھے شیخ صدوق ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ نے خبر دی کہ ہمیں علی بن حسین بن بابویہ نے حدیث بیان کی کہ ہمیں عبداللہ بن جعفر حمیری نے حدیث بیان کی کہ ہمیں ابو ہاشم داود بن قاسم جعفری نے کہا: میں نے امام ابو محمد عسکری کو یونس کی کتاب یوم و لیلہ پیش کی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کس کی تصنیف ہے؟ میں نے عرض کی: یونس آل یقطین کی تصنیف ہے۔

امام نے فرمایا: خدا اسے ہر حرف کے بدلے قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا۔

حدیث کی تصنیف: ابو جعفر طوسی نے فہرست میں فرمایا: عبیداللہ بن علی حلبی اس کی کتاب مصنّف معمول علیہ ہے اور کہا گیا: اس نے وہ امام صادق کے سامنے پیش کی تو جب آپ نے اسے دیکھا تو اس کی تحسین کی اور فرمایا: ان کے پاس ایسی کتاب نہیں ہے۔

اور ابن نجاشی نے فہرست میں اسے ذکر کیا اور فرمایا: عبیداللہ بن علی بن ابی شعبہ حلبی اس نے وہ کتاب تصنیف کی جو ان کی طرف منسوب ہے اور اسے امام صادق کے سامنے پیش کیا اور

آپ نے اس کی تصحیح کی اور اس کی قرائت کے وقت فرمایا: کیا تو ان کے پاس ایسی کتاب دیکھتا ہے ؟

برقی نے رجال میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا: عبیداللہ بن علی حلبی کی کتاب ہے اور وہ پہلی کتاب ہے جو شیعہ نے تصنیف کی۔

ابن عضائری نے ذکر کیا جیسا کہ خلاصہ میں ہے : حسن بن عباس حریشی اس نے امام ابو جعفر ثانی سے سورہ قدر کی فضیلت نقل کی وہ کتاب مصنّف فاسد الالفاظ ہے اس کے مندرجات گواہ ہیں کہ وہ ایک جعلی کتاب ہے۔

قاضی بدرالدین سبکی م۷۶۹ق نے اپنی کتاب محاسن الوسائل فی معرفۃالاوائل میں کہا: جو پہلی کتاب جو شیعہ کے لیے تصنیف کی گئی وہ سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب ہے۔

انہوں نے عمل صالح اور سیئ کو خلط کر دیا: اس سے ان کا قول ہے : فلاں مخلّط ہے اور اس میں تخلیط ہے اور وہ اپنی آخری عمر میں خلط کر گیا، اور آخر میں مختلّ ہو گیا اور فلاں کثرت سے خلط کرتا اور کم خلط کرتا اسکا معنی یہ ہے کہ اس کے حواس میں خلل واقع ہوا تو ان میں کچھ ایسے تھے جن کے شعور پر وہم و خیال نے حملہ کیا اور اس کے حواس مختل ہو گئے اور وہ جنون اور خرافات سے ملحق ہوا اور وہ جنونی باتیں اور عجیب و غریب قصے نقل کرتا اور ان میں بعض کے حواس غلبہ سہو و نسیان سے خراب ہوئے اور اس پر سندوں کا معاملہ خلط ہو گیا وہ اس کی حدیث کو دوسرے سے نقل کرتا اور بر عکس اور اس کے ساتھ نابینا ہونے سے آنکھوں کا مختل ہونا بھی ملحق ہے جب وہ حافظہ سے نقل کرے تو سندوں کے خلط ہونے کا اندیشہ ہے اور جب اس نے کتاب تالیف کی ہو اور کاتب کی دسیسہ کاری کا اندیشہ ہے مگر ہمیں اس کے کاتب و ورّاق کی وثاقت کا علم ہو۔

خاصہ و عامہ کی حدیث: ابو عمرو کشی نے ن۱۱۰۵ کو از علی بن محمد قتیبی از فضل بن شاذان نقل کیا کہ میرے باپ نے محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا اور کہا: تم نے عامہ کے مشائخ سے ملاقات

کی تو کیسے تم نے ان سے نہیں سنا؟ انہوں نے جواب دیا میں نے ان سے سنا مگر میں نے اپنے بہت سے اصحاب کو دیکھا جنہوں نے عامہ کا علم اور خاصہ کا علم سنا پھر ان پر خلط ہو گیا حتیٰ وہ عامہ کی حدیث کو خاصہ سے نقل کرتے اور خاصہ کی روایت کو عامہ سے نقل کرتے تو میں نے پسند نہیں کیا کہ مجھ پر خلط واقع ہو تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس پر توجہ قائم کر لی[۱۸۱]۔

تخلیط کی انواع و اقسام

علامہ ابن صلاح نے علوم حدیث میں کہا: بعض نے عقل زائل ہونے کی وجہ سے خلط کیا اور بعض نے آنکھیں وغیرہ حواس جانے سے خلط کیا ان میں حکم یہ ہے کہ ان میں سے اختلاط سے پہلے جو ان سے روایات لیں وہ قبول ہیں اور جو خلط ہونے کے بعد ہیں یا ان کا معاملہ مشکل ہے اور معلوم نہیں کہ پہلے لیں یا بعد میں تو وہ قبول نہیں ہیں۔

کشی نے رجال ن ۲۹۶ میں محمد بن مسعود عیاشی سے نقل کیا کہ میں نے علی بن حسن بن فضال سے ابو بصیر کے بارے میں سوال کیا فرمایا: اس کا نام یحییٰ بن ابی القاسم اور کنیت ابو محمد ہے اور وہ بنی اسد کے مولی و ہم پیمان تھے اور نابینا تھے عیاشی نے کہا: میں نے ان سے سوال کیا کیا ان پر غلو کی تہمت ہے؟ فرمایا: غلو تو نہیں لیکن وہ مخلط تھا۔

تبصرہ: ابو بصیر سے غلو میں حدیث نقل ہوئیں لیکن وہ سند کے لحاظ سے صحیح نہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ ان پر جعل کی گئیں اس لیے انہیں غلو کی تہمت نہیں لیکن تخلیط تو یہ ہر نابینا کے لیے طبیعی ہے لیکن یہ ابو بصیر اسدی کو مضرؔ نہیں اور اس کی مانند مرادی ہے کہ وہ سابقین اولین میں سے تھا اگر اس پر سندیں خلط ہوئیں تو وہ ابو جعفرؑ کی احادیث کو امام صادقؑ کی احادیث یا زرارہ کی احادیث کو محمد بن مسلم کی احادیث سے خلط کرتے اور یہ مضر نہیں۔

---

[۱۸۱]۔ اس طرح مختلف علوم کی کتابوں میں فریقین کی حدیثوں کو دیکھا جاسکتا ہے نہ فقط تاریخ و سیرت میں ایسا ہے بلکہ تفسیر و اخلاق اور فضائل و مناقب کی بحثوں کے علاوہ کلام اور فقہ میں بھی ایسا ہے۔

«اسند عنہ» کا معنی؛ائمہؑ سے نقل کرنے والے عامی

اور یہاں کچھ ایسے الفاظ ہیں جن کی حقیقت کو نہیں سمجھا تو گمان کیا کہ یہ جرح یا تعدیل پر دلالت کرت ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔

ان میں سے ان کا یہ قول ہے: اسند عنہ امام صادقؑ کے اصحاب میں ایسا بہت زیادہ اور امام کاظمؑ و رضاؑ کے اصحاب میں کم کم ایسا پاتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ یہ شخص عامہ میں سے تھا اس نے امام صادقؑ یا امام کاظم یا امام رضاؑ سے روایت نقل کی نہ اس لیے کہ وہ امام اور حجت ہیں اور ان کا کلام نبی اکرم ﷺ کے کلام کی مانند ہے بلکہ اس لیے کہ آپ اپنی حدیث کو اپنے والد گرامیؑ اور آباء و اجدادؑ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں اور یہ عامہ کی تدوین حدیث کے آخری دور کی اصطلاحات میں سے ہے جو امام باقرؑ کے زمانہ کے قریب ہے اسے شیخ طوسی نے ابو العباس ابن عقدہ حافظ سے لیا کہ انہوں نے امام صادقؑ کے اصحاب میں جامع تالیف لکھی تھی اور دیگر ائمہؑ کے اصحاب میں کچھ مطالب تھے تو شیخ طوسی نے اسے لے لیا۔

یہ طعن نہیں مگر جب راوی نے ایک بڑا نسخہ ابواب فقہ و معارف میں ظاہر کرے اور دعوی کرے کہ یہ امام باقر یا امام صادقؑ کی مسند ہے تو ہمیں یقین ہو جائے کہ یہ امام پر جھوٹ ہے کہ وہ ذوات عامہ سے تقیہ میں تھیں اور انہیں سوائے ضرورت کے حدیث بیان نہیں کرتے اور نہ ہم نے صحیح تاریخ میں دیکھا کہ ان میں سے کوئی مسند مشائخ پر بیٹھا اور کہا: فلاں نے بیان کیا فلاں نے نقل کیا۔

اسند عن ابیہ: خطیب نے تاریخ میں ذکر کیا: امام ابو جعفر محمد بن علی جوادؑ انہوں نے اپنے والد گرامیؑ سے اسناد کیا۔

ہمیں حسن بن ابو طالب نے خبر دی ہمیں محمد بن عبداللہ شیبانی نے حدیث بیان کی ہمیں محمد بن صالح بن فیض بن فیاض نے حدیث بیان کی مجھے باپ نے بیان کی ہمیں عبدالعظیم بن

عبداللہ حسنی نے حدیث بیان کی ہمیں ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ نے والد علیؑ سے از پدر خود موسیٰؑ از آباء خود از امام علیؑ حدیث بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا.....۔
تبصرہ: اسے شیخ طوسی نے امالی میں بسند خود نقل کیا۔
اسند عنہ؛ شیخ نے رجال میں فرمایا: ابراہیم بن زبر قان تیمی کوفی اسند عنہ، ابن حجر نے لسان میں کہا: ابو جعفر طوسی نے رجال شیعہ میں فرمایا: ابراہیم بن زبر قان تیمی کوفی اس نے جعفر صادقؑ سے اسناد کیا۔

مسند امام صادقؑ

شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب صادقؑ میں فرمایا: محمد بن میمون تمیمی زعفرانی، اسند عنہ ابو نضر۔
ابن نجاشی نے فہرست میں ذکر کیا تو فرمایا: محمد بن میمون ابو نضر زعفرانی؛ عامی مگر اس نے امام صادقؑ سے ایک نسخہ نقل کیا اور اس کی طرف سند بیان کی۔
خطیب بغدادی نے تاریخ میں اسے ذکر کیا پھر بخاری سے نقل کیا کہ محمد بن میمون نے امام جعفر بن محمدؑ سے روایت کی منکر الحدیث وہ زعفرانی ہے اور ابو کریب نے کہا: اس کی کنیت ابو نضر ہے۔
تبصرہ: ایسا بہت زیادہ ہے اور شیخ کی تعبیر گواہ ہے کہ ابو نضر نے امام صادقؑ سے اسناد کیا کہ اس نے امام سے نسخہ نقل کیا جیسا کہ ابن نجاشی اور خطیب وغیرہ نے ذکر کیا۔
مسند امام صادقؑ: شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب صادق میں فرمایا: محمد بن ابراہیم عباسی ہاشمی مدنی م ۱۸۵ کے بارے میں فرمایا: اسند عنہ؛ اور ابن نجاشی نے فہرست میں فرمایا: محمد بن ابراہیم امام ابن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب اس نے امام جعفر صادقؑ سے بڑا نسخہ لکھا اور اس کی طرف اپنی سند نجاشی نے ذکر کی۔

خطیب نے تاریخ میں کہا: یہ حج کی امارت اور مکہ کی طرف لوگ کے جانے اور اقامت مناسک کا منصور کے زمانہ میں کئی سال متولی تھا اور رشید کے زمانہ میں بغداد میں سنہ ۱۸۵ میں فوت ہوا اور اس نے علم کو امام جعفر بن محمد بن علیؑ سے نقل کیا۔

تبصرہ: اور امام صادقؑ کی مسندیں بہت زیادہ ہیں۔

مسند امام کاظمؑ: شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب امام کاظمؑ میں فرمایا: موسی بن ابراہیم مروزی ی؛اسند عنہ۔

ابن نجاشی نے فہرست میں اس کا ذکر کیا تو فرمایا: اس نے امام کاظمؑ سے روایت کی اور اس کی کتاب ہے اور اس نے بتایا کہ اس نے امام کاظمؑ سے اس وقت سنا جب آپ سندی بن شاہک کے پاس قید تھے اور وہ سندی بن شاہک کے بچوں کا معلم تھا اور سند بیان کی۔

شیخ نے فہرست میں فرمایا: موسی بن ابراہیم مروزی اس کی روایات ہین جنہیں اس نے امام کاظمؑ سے نقل کیا اور سند بیان کی۔

تبصرہ: اس نے امام کاظم کی طرف ویسا صحیفہ اسناد دیا جو صحیفہ رضا سے مشابہہ ہے اور وہ راویوں کے حوالہ سے مختلف ہے اس کا نسخہ طبع ہوا جس میں ۵۸ میں ہے ہے: محمد بن خلف نے ہمیں حدیث بیان کی موسی بن ابراہیم نے ہمیں حدیث بیان کی موسی بن جعفر نے ہمیں حدیث بیان کی از جعفر بن محمد بن پدر خود از جد خود از امام علیؑ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کا نام ہے۔

یہ نسخہ ابو بکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی بزاز م۳۵۶-۲۶۰ کی روایت ہے از محمد بن خلف ۲۸۱ از ابو عمران مروزی اور ابو عمران دعوی کرتا ہے کہ اس نے یہ نسخہ امام کاظمؑ سے تب سنا جب آپ سندی کے گھر میں قید تھے اور وہ سندی کے بچوں کو تعلیم دینے جاتا تھا لیکن یہ شخص بڑا جھوٹا ہے تاریخ بغداد، میزان ذہبی اور لسان المیزان ابن حجر میں اپنے مشائخ سے

نقل کرتے ہوئے اس کی تکذیب کی اور اس کی دوسری روایات معجم رجال الحدیث میں درج ہیں۔

مسند امام کاظمؑ: نجاشی نے علی بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالبؑ ابو محمد کو ثقہ اور کثیر الحدیث قرار دیا اور فرمایا: اس کا نسخہ ہے جو اس نے امام کاظمؑ سے روایت کی ۔

مسند امام رضاؑ: شیخ طوسی نے رجال میں احمد بن عامر بن سلیمان طائی کے بارے میں فرمایا: اس سے اس کے بیٹے عبداللہ بن احمد نے روایت کی اسند عنہ۔

نجاشی نے فہرست میں عبداللہ بن احمد بن عامر بن سلیمان بن صالح بن وہب بن عامر - شہید کربلا - بن حسّان - شہید صفین - ابن شریح بن سعد بن حارثہ... کا ذکر کیا اور یہ کہ اس نے باپ کے واسطہ سے امام رضاؑ سے ایک نسخہ نقل کیا میں نے یہ نسخہ ابوالحسن احمد بن محمد بن موسی سے پڑھا: تمہیں ابو القاسم عبداللہ بن احمد بن عامر نے باپ کے واسطہ سے امام رضاؑ سے خبر دی اور اس عبداللہ کی دیگر کتابوں میں کتاب قضایا امیر المومنینؑ ہے۔

ہمارے شیخ ابن نجاشی کے پاس اس کا مسوّدہ تھا جسے انہوں نے احمد بن عامر بن سلیمان کے ترجمہ میں ذکر کیا اور حسن بن احمد بن ابراہیم ہمیں اجازہ دیا اور باپ سے خبر دی کہ عبداللہ نے کہا میرا باپ ۱۵۵ میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۹۷ میں امام رضاؑ سے ملاقات کی اور طوس میں سنہ ۲۰۲ منگل آٹھ جمادی اولی کو فوت ہوا اور میں نے امام ابوالحسنؑ اور ابو محمد کو دیکھا اور میرا باپ ان دونوں کا موذن تھا (اگرچہ اس نے ان سے ایک روایت بھی نقل نہیں کی جو بعد والوں کو ملی ہو)۔

اور امام علی بن محمدؑ سنہ ۲۴۴ کو فوت ہوئے اور امام حسن عسکریؑ سنہ ۲۶۰ کو فوت ہوئے ان پر معتمد ابو عیسی ابن متوکل نے نماز پڑھی یہ نسخہ مجھے احمد بن محمد بن موسی جندی نے دیا میں

نے اسے ان پر پڑھا تمہیں عبداللہ بن احمد بن عامر نے حدیث بیان کی کہ میرے باپ نے حدیث بیان کی کہ ہمیں امام علی بن موسی رضاؑ نے حدیث بیان کی اور نسخہ اچھا ہے۔

خبیب بغدادی نے تاریخ میں اس عبداللہ بن احمد بن عامر طائی کا ذکر کیا اور اس کے باپ کے واسطہ سے امام رضاؑ سے نسخہ نقل کرنے کو بیان کیا جس میں آباءؑ کے واسطہ سے نقل کیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کا نام ہے۔

اسے شیخ صدوق نے عیون اخبار رضاؑ ۲ ص ۲۵ میں بسند خود نقل کا ی اور یہ حدیث لکھی۔

تبصرہ: یہ نسخہ آج تک موجود ہے اور کئی بار صحیفہ امام رضاؑ کے عنوان سے چھپ چکا ہے جو ابو بکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن یوسف حفید عباس بن حمزہ واعظ کی روایت ہے لیکن راویوں کے اختلاف سے اس میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔

محدث نوری نے مستدرک میں فرمایا؛ کبھی اسے مسند امام رضاؑ سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے مجمع البیان میں ہے اور کبھی رضویات سے جیسا کشف الغمہ میں ہے اور وہ کتاب وسائل کی فہرست میں داخل ہے مگر اس کے متعدد نسخے اور مختلف سندیں ہیں بعض کا دوسروں پر متن زیادہ ہے اسے مرزا فاضل عبداللہ نے ریاض العلماء میں جمع کیا اور کہا: اس میں سے وہ ہے جو میں نے اس صحیفہ کا نسخہ اردبیل شہر میں دیکھا اس کے شروع میں تھا ہمیں علی بن موسی رضاؑ نے حدیث بیان کی جو انہوں نے اپنی مؤلف میں لکھا تھا جس کا عنوان صحیفہ اہل بیتؑ قرار دیا۔

تبصرہ: اس کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ امام رضاؑ نے اسے اپنے خط سے اپنے آباءؑ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے لکھا تھا اور اسے مدینہ میں اصحاب حدیث کو لکھواتے تھے یہ شک آور بات ہے اور زیادہ شک اس وقت ہوتا ہے کہ اس نسخہ کے راوی باوجود کثرت کے سب ضعیف اور کذاب ہیں۔

منابع و مآخذ

۱. قرآن کریم، کلام باری تعالی۔

۲. نہج البلاغہ، کلام امام علی امیر المومنینؑ۔

۳. آشنائی با تاریخ و منابع حدیثی، دکتر علی نصیری، مرکز جہانی علوم اسلامی، قم، ۱۳۸۵ ش۔

۴. آشنائي با متون حدیث و نہج البلاغہ، شیخ مہدی مہریزی۔ مرکز جہانی علوم اسلامی، قم۔

۵. الاستبصار فیما اختلف من الأخبار؛ محمّد بن حسن «شیخ الطائفة» إعداد: سیّد حسن خرسان، طہران: دار الکتب الإسلامیّة، ۱۳۹۰ھ، ۴ج، ط ۳.

۶. الإرشاد؛ محمّد بن محمّد بن نعمان عکبری بغدادی، «المفید»، قم منشورات مکتبة بصیرتی.

۷. کمال الدین وتمام النعمة؛ ابو جعفر محمّد بن علیّ بن حسین بن بابویہ قمّی، «الشیخ الصدوق»، تحقیق: علی إکبر غفّاری، ط قم: مؤسّسة النشر الإسلامی، ۲ج.

۸. إیضاح الاشتباہ؛ جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہّر، «علامّة حلّی»، تحقیق: محمّد حسّون، قم: مؤسّسة النشر الإسلامی.

۹. بحار الأنوار الجامعة لدرر إخبار الأئمّة الأطہار (ع)؛ محمّد باقر بن محمّد تقی «علامہ مجلسی»، الطبعة الثانیة، بیروت: مؤسّسة الوفاء، ۱۱۰ج.

۱۰. بلغة المحدّثین؛ سلیمان بن عبداللہ ماحوزی «محقّق بحرانی»، تحقیق: عبدالزہراء عویناتی، طبع مع «معراج إہل الکمال»، مطبعة سیّد الشہداء، قم.

۱۱. تدریب الراوی؛ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی، تحقیق ومراجعہ: عبدالوہاب عبداللطیف، بیروت: دارالکتب العلمیّۃ.
۱۲. تعلیقۃالوحید البہبہانی؛ محمّد باقر بہبہانی، طبعہ حجریہ حاشیہ کتاب «منہج المقال» میرزا محمّدالاستر آبادی، طبع ایران ۱۳۰۷.
۱۳. تقریب التہذیب؛احمد بن علیّ بن حجر عسقلانی، تحقیق وتعلیق وتقدیم: عبدالوہاب عبداللطیف، بیروت: نشر دارالمعرفۃللطباعۃوالنشر ۲ج.
۱٤. تہذیب الأحکام؛ابو جعفر محمّد بن حسن، «شیخ طوسی»، تحقیق: سیّد حسن موسوی خرسان، بیروت: دار صعب ودارالتعارف ۱۰ج.
۱۵. حاوی الأقوال فی معرفۃ الرجال؛عبدالنبیّ بن سعد الدین جزائری اسدی، تحقیق: مؤسّسۃالہدایۃلإحیاء التراث، ناشر: ریاض ناصری، ۴ج.
۱۶. خلاصۃالأقوال فی معرفۃالرجال؛جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہّر،إعداد: سیّد محمّد صادق بحر العلوم،مکتبۃالرضیّ ط اُوفسیت عن طبعۃالمطبعۃالحیدریۃ نجف اشرف.
۱۷. دانش حدیث، محمد باقر نجف زادہ بارفروش، مئوسسہ انتشارات جہاد دانشگاہی (ماجد) ،تہران، ۱۳۷۳ش۔
۱۸. الدرّۃالنجفیّۃ؛یوسف بحرانی،اہتمام: عباسی تاجر طہران: کتابفروشی سنۃ ۱۳۱۴.
۱۹. دفاع عن الکافی، ثامر ہاشم حبیب، مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیہ، قم،۱۴۱۵ھ۔
۲۰. الذریعۃالی تصانیف الشیعۃ، شیخ آقابزرگ تہرانی،المکتبۃالاسلامیہ، تہران۔
۲۱. ذکری الشیعۃ؛ابوعبداللہ محمّد بن مکّی عاملی جزّینی «شہید اول»، قم: مکتبۃ بصیرتی، ط اُوفسیت عن طبعتہ الحجریۃ سنۃ ۱۲۷۱.
۲۲. رجال ابن داود؛ تقی الدین حسن بن علیّ بن داود حلّی، تصحیح: سیّد کاظم موسوی میاموی، نشر طبعۃ جامعۃ طہران ۱۳۴۲۔

۲۳. رجال الشیخ الطوسی؛ ابو جعفر محمّد بن حسن، مطبعۃ حیدریۃ، نجف اشرف، الطبعۃ الاُولی۔

۲۴. رجال الکشّی = اختیار معرفۃ الرجال؛ ابو جعفر محمّد بن حسن طوسی «شیخ الطائفۃ»، تصحیح و تعلیق و تقدیم: حسن مصطفوی، نشر دانشگاہ الھیات و معارف اسلامی، مشھد المقدسۃ۔

۲۵. رجال النجاشی؛ اِبو العبّاس اِحمد بن علیّ بن اِحمد بن عبّاس نجاشی اسدی کوفی، نشر: مؤسّسۃ النشر الاِسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین، قم۔

۲۶. رسالۃ اِبی غالب الزراری إلی ابن ابنہ فی ذکر آل اِعین؛ اِبو عبداللہ عضائری تحقیق: سیّد محمّد رضا حسینی، نشر مرکز الاَبحاث والدراسات الاِسلامیّۃ، قم۔

۲۷. الرعایۃ فی علم الدرایۃ؛ زین الدین علیّ بن اِحمد جبعی عاملی، «شھید ثانی»، إخراج و تعلیق و تحقیق: عبد الحسین محمّد علی بقال، نشر مکتبۃ آیۃ اللہ مرعشی، الطبعۃ الاُولی، سنۃ ۱۴۰۸ ق۔

۲۸. الرسالۃ العددیۃ؛ اِبو عبداللہ محمّد بن محمّد بن النعمان عکبری بغدادی، قم: نشر المؤتمر العالمی لمناسبۃ ذکری اِلفیۃ الشیخ المفید ضمن مصنفات الشیخ المفید۔

۲۹. الرواشح السماویّۃ فی شرح الاَحادیث الاِمامیّۃ؛ میر محمّد باقر حسینی مرعشی داماد، قم: نشر مکتبۃ آیۃ اللّٰہ المرعشی۔

۳۰. روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ؛ محمّد تقی مجلسی، تعلیق: سید حسین موسوی کرمانی و شیخ علی پناہ اشتہاردی، نشر بنیاد فرہنگی اسلامی، ۱۴ مجلد۔

۳۱. السرائر؛ ابو عبداللہ محمّد بن منصور بن اِحمد بن إدریس عجلی حلّی، إعداد: مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، ۳ ج، الطبعۃ الثانیۃ۔

۳۲. عدّۃ الاُصول؛ اِبو جعفر محمّد بن حسن، «شیخ الطائفہ»، تحقیق: محمّد مھدی نجف الطبعۃ الاُولی، قم مؤسّسۃ آل البیت (ع) لاِحیاء التراث۔

۳۳. علم الحدیث ودرایۃ الحدیث ،کاظم مدیر شانہ چی ،دفتر انتشارات اسلامی ،جامعہ مدرسین، قم، ۱۳۷۲ش۔

۳۴. عوالی اللآلئ العزیزیۃ فی الأحادیث الدینیۃ؛ محمّد بن علیّ بن إبراہیم إحسائی «ابن إبی جمہور»، تحقیق: آقا مجتبی عراقی، تقدیم؛ آیۃ اللّٰہ المرعشی قم: مطبعۃ سیّد الشہداء ۴ج.

۳۵. الفصول الغرویّۃ فی الأصول الفقہیّۃ؛ محمّد حسین بن عبدالرحیم طہرانی حائری، قم: مطبعۃ نمونہ، طبعۃ حجریۃ.

۳۶. الفقیہ = من لایحضرہ الفقیہ؛ إبو جعفر محمّد بن علیّ بن حسین بن بابویہ قمّی «شیخ صدوق» إعداد: سیّد حسن خرسان، طہران: دار الکتب الإسلامیّۃ، الطبعۃ الخامسۃ، ۴ج.

۳۷. الفوائد الحائریۃ؛ محمّد باقر بن محمّد إکمل بہبہانی «وحید بہبہانی»، تحقیق ونشر: مجمع الفکر الإسلامی، مطبعۃ باقری ۱۴۱۵ق قم.

۳۸. فوائد الوحید البہبہانی؛ محمّد باقر بہبہانی، مطبوع ضمن «رجال الخاقانی».

۳۹. الفہرست؛ إبو جعفر محمّد بن حسن «شیخ طوسی»، إعداد: سیّد محمّد صادق بحر العلوم، قم: مکتبۃ الرضی، طبع أوفسیت عن طبعۃ المکتبۃ المرتضویۃ فی النجف الأشرف.

۴۰. الفوائد المدنیۃ؛ محمّد محمّد إمین استر آبادی، إیران: دار النشر لأہل البیت (ع)، سنۃ ۱۳۲۱.

۴۱. القوانین المحکمۃ فی الأصول؛ میرزا إبو القاسم قمی، ۲ جلد، طبعۃ حجریۃ.

۴۲. الکافی؛ إبو جعفر محمّد بن یعقوب بن إسحاق کلینی رازی «ثقۃ الإسلام»، تحقیق: علی إکبر غفّاری، بیروت: دار صعب ودار التعارف ۱۴۰۱ق، والطبعۃ الرابعۃ.

۴۳. الکلینی والکافی، عبد الرسول الغفار، موسسۃ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۱۶ھ۔

۴۴. لبّ اللباب؛ محمّد جعفر استر آبادی معروف «شریعتمدار»، تحقیق: محمّد حسین مولوی، عدد ثانی، مجموعۃ «میراث حدیث شیعہ» التابعۃ لمؤسّسۃ دار الحدیث، قم.

۴۵. لؤلؤۃ البحرین فی الاجازۃ لقرّتی العین؛ شیخ یوسف بن احمد بحرانی، تحقیق: سیّد محمّد صادق بحر العلوم، قم: مؤسّسۃ آل البیت (ع).
۴۶. مجمع الرجال؛ زکیّ الدین مولی عنایۃ اللہ علیّ قہپائی قم: مؤسّسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان.
۴۷. معالم العلماء؛ ابو جعفر محمّد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی، اعداد: سیّد محمّد صادق بحر العلوم، المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۸۰ق، النجف الأشرف.
۴۸. مفاخر اسلام، علی دوانی، مرکز اسناد اسلامی، تہران ۱۳۷۵ش۔
۴۹. مقباس الہدایۃ. لعبداللّٰہ المامقانی، تحقیق: محمّد رضا المامقانی، نشر مؤسّسۃ آل البیت (ع) قم ۳ ج.
۵۰. معارج الاُصول؛ نجم الدین ابوالقاسم جعفر بن حسن ہذلی معروف «محقق حلّی»، إعداد: محمّد حسین رضوی، مطبعۃ سیّد الشہداء، قم.
۵۱. معراج اہل الکمال إلی معرفۃ الرجال؛ محدّث شیخ سلیمان بن عبداللہ ماحوزی، معروف «محقق بحرانی»، تحقیق: سیّد مہدی رجائی، مطبعۃ سیّد الشہداء، سنۃ ۱۴۱۲ق، قم.
۵۲. منتقی الجمان فی الأحادیث الصحاح والحسان؛ جمال الدین حسن بن زین الدین عاملی، تصحیح: و تعلیق علیّ اکبر الغفّاری، نشر مؤسّسۃ النشر الاسلامی، قم ۳ ج.
۵۳. منتہی المقال فی احوال الرجال؛ محمّد بن إسماعیل مازندرانی معروف «ابو علی حائری»، تحقیق: مؤسّسۃ آل البیت (ع) لاحیاء التراث، قم.
۵۴. منہج المقال فی تحقیق احوال الرجال = الرجال الکبیر؛ میرزا محمّد بن علیّ بن ابراہیم استر آبادی، طبعۃ حجریّۃ، ۱۳۰۷ق، ایران.
۵۵. الملل والنحل؛ ابو الفتح محمّد بن عبدالکریم بن ابو بکر احمد شہرستانی، تحقیق: محمّد سیّد گیلانی، نشر: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، ۲ ج.
۵۶. نقد الرجال، سیّد میر مصطفیٰ حسینی تفریشی (ق ۱۲)، انتشارات الرسول الأعظمؐ، قم.

۵۷. الوافی؛ محمّد محسن «فیض کاشانی»، تحقیق: ضیاء الدین حسینی «علّامہ»، منشورات مکتبۃ امیر المؤمنین العامۃ سنۃ ۱۴۰۶ق، إصفہان، ۱۷ج.

۵۸. الوجیزۃ؛ بہاء الدین عاملی «شیخ بہائی»، مطبوع ضمن «ضیاء الدرایۃ» سیّد ضیاء الدین، طبع مطبعۃ الحکمۃ، ۱۳۷۸ق، قم.

۵۹. وسائل الشیعۃ؛ محمّد بن حسن "حرّ عاملی، تحقیق: مؤسّسۃ آل البیت (ع) لإحیاء التراث، قم، ۳۰ مجلد.

۶۰. ہدایۃ المحدّثین إلی طریقۃ المحمّدین؛ محمّد امین بن محمّد علیّ کاظمی، تحقیق: مہدی رجائی، منشورات مکتبہ آیۃ اللہ المرعشی قم.

مرکز اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیتؑ

مرکز مذکور نے مناظرہ اور جدل کی بحثوں کو چھوڑ کر محض علمی میراث مکتب اہل بیت کی نشر و اشاعت کا ارادہ کیا ہے۔اس میں علوم قرآن و تفاسیر شیعہ جسے تبیان طوسی و مجمع البیان طبرسی، حدیث وعلوم حدیث جیسے رجال و درایہ وغیرہ، نیز کلام و فقہ و اصول فقہ جیسے علوم کی علمی بحثوں کو مد نظر قرار دیا ہے اس میدان میں رجال ابو عمرو کشی، فقہ طوسی، مفید، سید مرتضی، اصول مفید، اور دوسری علمی کتابیں نشر واشاعت ہو چکی ہیں اور دوسری بہت سی آمادہ ہیں جن کو پیش کیا جائے احادیث شیعہ کی تحقیق کے سلسلہ میں یہ دوسری تحقیق ہے جو پیش ہوئی ہے۔